150 سے زائد
شہدائے ناموسِ صحابہ و اہلبیت
کا ایمان افروز تذکرہ

پروانے صحابہ رضی اللہ عنہم کے

جلد اول

زیر سرپرستی

وارث شہدائے ناموسِ صحابہ و اہلبیت
غازی حضرت علامہ مولانا محمد اورنگزیب فاروقی صاحب
مرکزی صدر: اہلسنت والجماعت پاکستان

مرتب
ابن ظہیر کلیانوی
ڈائریکٹر امیر عزیمت اکیڈمی

ناشر
ادارہ صدائے اہلسنت کراچی

150 سے زائد شہدائے ناموس صحابہ کا ایمان افروز تذکرہ

ہفت روزہ ''اہلسنت'' میں شائع ہونے والے شہدائے ناموسِ صحابہؓ کی سوانح اور تنظیمی زندگی پر مشتمل مقبول عام مضامین کا خوبصورت مجموعہ

المعروف

پروانے صحابہ رضی اللہ عنہم کے

(جلد اوّل)

مؤلف

ابن ظہیر کلیانوی

(ڈائریکٹر امیر عزیمت اکیڈمی کراچی)

ناشر

ادارہ صدائے اہلسنّت کراچی

CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	پروانے صحابہؓ کے (جلد اوّل)
حالات وواقعات	:	شہدائے ناموس صحابہؓ
زیر سرپرستی	:	علامہ اورنگزیب فاروقی
مؤلف	:	ابن ظہیر کلیانوی
کمپوزنگ	:	فیصل احمد
صفحات	:	304
سن طباعت اوّل	:	مئی 2017ء
سن طباعت دوم	:	نومبر 2017ء
تعداد طبع دوم	:	1100
ناشر	:	ادارہ صدائے اہلسنّت کراچی

ملنے کا پتہ

مرکز اہلسنّت جامع مسجد صدیق اکبرؓ، ناگن چورنگی، نارتھ کراچی

رابطہ نمبر: 0348-2984876

CamScanner

انتساب

جھنگ کی سرزمین سے اٹھنے والی مدحِ صحابہؓ کی اس عالمی تحریک کے نام کہ جس نے ناموسِ صحابہؓ و اہل بیتؓ کے لئے عزیمتوں اور عظمتوں کی ایسی تاریخ رقم کی جس کی نظیر رہتی دنیا تک ملنا مشکل ہے۔ساتھ ساتھ

☆ ہر اُس ماں کے نام جس کے لختِ جگر نے

☆ ہر اس باپ کے نام جس کے بڑھاپے کے سہارے نے

☆ ہر اس بیوہ کے نام جس کے خاوند نے اور

☆ ہر اس بچے، بچی کے نام جن کے پیارے بابا نے

ہر قسم کے حالات وانجام سے ''بے پرواہ'' ہوکر صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کا ''پروانہ'' بن کر اپنی جان عظمت اصحاب رسول رضی اللہ عنہم پہ قربان کردی۔

CS CamScanner

شہدائے ناموسِ صحابہ کے نام

جن سے مل کر بنی ہے حسین کہکشاں
وہ ستارے ہو تم
جن پہ صحن چمن کو سدا ناز ہے
وہ نظارے ہو تم
اے شہیدانِ ناموسِ اصحاب ہم
تمہاری عظمت کے نغمے سنائیں نہ کیوں؟
کہ ہمارے ہو تم
ہم کو پیارے ہو تم
دن کا روشن اجالا بھی شاہد ہے کہ
شب کی سفاک ظلمت کے دامن میں تم
بن کے سورج، ابھرے تھے، چمکے تھے اور
قتل کرنیں تمہاری ہوئیں سربسر
پر نہ اوجھل ہوئے اور نہ ڈوبے تھے تم
جن سے خرمن باطل پہ بجلی گری
وہ شرارے ہو تم
ہم کو پیارے ہو تم
کہ ہمارے ہو تم

CamScanner

آئینہ مضامین

☆	انتساب	۳
☆	شہدائے ناموسِ صحابہ کے نام (نظم)	۴
☆	حدیثِ دل — مؤلف کے قلم سے	۱۰

آراء گرامی

☆	میری خواہش کی تکمیل	قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہٗ	۱۴
☆	''پروانے صحابہؓ کے''	علامہ اورنگزیب فاروقی	۱۵
☆	شہداء کو خراج تحسین اور غمزدہ دلوں کی تسکین ﴿مکتوب مدینہ﴾	ابو معاویہ علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی	۱۹
☆	تاریخی دستاویز	مولانا عبدالخالق رحمانی	۲۶
☆	کاروانِ شجاعت و عزیمت	مولانا محمد معاویہ اعظم	۲۷
☆	صحابہؓ اور غلامانِ صحابہؓ	علامہ رب نواز حنفی	۲۹
☆	عزیموں کا سفر	علامہ تاج محمد حنفی	۳۲
☆	کلیانوی، فاروقی شہید کے نقش قدم پر	مولانا نعمان ضیاء فاروقی	۳۶
☆	نسلوں پہ احسان	مولانا عبدالجبار حیدری	۳۸
☆	شہداء، تحریک مدح صحابہؓ کے ماتھے کا جھومر	مولانا خالد محمود ارشد	۳۹
☆	ابن ظہیر کلیانوی کی لافانی تحریریں	عبدالستار اعوان	۴۰
☆	شہداء ہماری روح	محمد سکندر شاہ	۴۲

☆	عزیمت کے رہرو — مولانا تمیل الرحمن عباسی	۴۳
و	وہ مرتے نہیں، مر کر زندہ ہو جاتے ہیں! — مولانا مدثر جمال تونسوی	۴۴
☆	وہ جواہر ہو گئے — مولانا اسماعیل یوسف	۴۷
☆	مقدمہ — حافظ حبیب اللہ مجاہد	۴۹
	باب اوّل تذکرہ شہدائے ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم	۵۷
☆	مولانا حق نواز جھنگوی شہید	۵۸
☆	علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید	۶۲
☆	مولانا ایثار القاسمی شہید	۷۱
☆	علامہ علی شیر حیدری شہید	۸۱
☆	علوم لکھنوی کے وارث میرے قائد	۸۵
☆	امام اہلسنت کے مشن سے وفا کیجئے	۹۲
☆	مولانا محمد اعظم طارق شہید و رفقاء	۹۸
☆	علامہ عبدالغفور ندیم شہید	۱۰۳
☆	علامہ شعیب ندیم شہید و رفقاء	۱۰۹
☆	حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ و رفقاء	۱۱۴
☆	مولانا ہارون قاسمی شہید	۱۲۰
☆	مولانا محمد احمد مدنی شہید و صاحبزادگان	۱۲۵
☆	مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید	۱۳۱
☆	مولانا قاری سعید الرحمٰن شہید و رفقاء	۱۳۷
☆	انجینئر الیاس زبیر شہید، قاری شفیق الرحمٰن علوی شہید	۱۴۴

CamScanner

☆	مولانا محمد امین شہید	۱۴۹
☆	ڈاکٹر فیاض شہید و عارف شہید	۱۵۴
☆	مولانا احسان اللہ فاروقی شہید	۱۵۹
☆	مولانا اکبر سعید فاروقی شہید	۱۶۴
☆	مفتی سعود الرحمٰن تجھے بھولوں تو کیسے بھولوں؟	۱۶۸
☆	سعادتوں والا گھرانہ	۱۷۲
☆	حافظ مسعود الرحمٰن شہید	۱۷۵
☆	مفتی ذیشان شہید، دانش کمال شہید	۱۸۰
☆	دانش کمال شہید...... جانثاری کی انتہاء	۱۸۶
☆	دلشاد معاویہ شہید	۱۸۸
☆	مولانا دلفراز معاویہ شہید، قاری ابوبکر شہید	۱۹۲
☆	مولانا انذر قاسمی شہید	۱۹۵
☆	مولانا عارف چشتی بریلوی شہید	۱۹۸
☆	مفتی معاویہ شہید	۲۰۰
☆	مفتی عبد المنان شہید	۲۰۶
☆	مولانا یوسف قدوسی شہید، مولانا شبیر حیدری شہید، مولانا یاسر شہید، مدثر الٰہی شہید،	۲۱۰
☆	نسیم خان شہید، آصف تبسم شہید	۲۱۴
☆	محمد جمال شہید	۲۱۸
☆	حافظ عبد الرحمٰن بندھانی شہید	۲۲۲
☆	حکیم محمد صدیق شہید	۲۲۷

CamScanner

☆	قاری غلام سرور شہید	۲۳۱
☆	عبدالفرید شہید، عبدالمقیت شہید، عبدالوحید شہید، عبدالمعید شہید (چار سگے بھائی)	۲۳۵
☆	غلام محمد شہید، اخلاق بھائی شہید، قاری حماد شہید، شعیب شہید، عبدالواحد شہید (تین سگے بھائی)، قاری حفیظ شہید، قاری ظفر اقبال، قاری عمران، مؤذن شہید، ابوطاہر جھنگوی شہید	۲۳۹
☆	ایک ساتھ شہید ہونے والے دو سگے بھائی، کامران شہید، خالد شہید، حافظ حمزہ شہید، سعد عبدالحفیظ شہید، ظفر شہید، فرقان شہید، جبرائیل شہید، خدائے نور شہید، وقاص شہید، اقبال شہید، مولانا رفیق شہید، ساجد الاسلام شہید، امیر صالح شہید	۲۴۴
☆	عظمت صحابہ پہ قربان ہونے والے دو سگے بھائی، لالہ مشتاق شہید، لالہ الطاف شہید، محمد علی ماما شہید، شاہد ماما شہید، امان اللہ شہید، غفران شہید، مقبول شہید، مسعود شہید	۲۴۹
☆	عظمت صحابہؓ پہ قربان ہونے والے دو سگے بھائی، مفتی سعود الرحمٰن شہید، مسعود الرحمٰن شہید، مولانا عبدالجلیل شہید، مولانا عبدالمتین شہید، مولانا ابوبکر مدنی شہید، عبداللہ مدنی شہید، سید عصمت اللہ شہید، سید فرمان اللہ شہید (سید عبدالوہاب شہید والد)	۲۵۴
☆	ایک ساتھ شہید ہونے والے دوست، محمد علی ماما شہید نعمان شہید، نبیل شہید، انصار شہید، نعمان شہید، ساجد شہید، عبدالحفیظ شہید، قاری جلال احمد شہید، عرفان محمود یار شہید، عتیق شہید، شبیر شہید	۲۵۹
☆	انجینئر عبدالجبار شہید، عرفان اعظم شہید، عبدالحنان شہید، عبدالحمید شہید، شہزاد شہید، مولانا مدثر شہید، جبران شہید، عرفان شہید	۲۶۴

☆	علاء الدین شہید، قاری امان اللہ شہید	۲۷۰
☆	مظہر الحسن ایڈووکیٹ شہید، نثار شہید، شہزاد شہید، محمود الحسن شہید	۲۷۵
☆	شہدائے گودھرا کالونی	۲۸۰
☆	شہدائے یوم آزادی 1994ء 1996ء	۲۸۶
☆	منظور خان شہید، ابراہیم ماما شہید، غیاث شہید، ندیم بابو شہید، عقیل احمد چوہان شہید	۲۹۰
☆	کاشف شہید، مولانا اصغر شہید، ہاشم شہید، زبیر شہید، نوید شہید، حافظ سفیر شاہ شہید	۲۹۵
☆	محمد عثمان شہید (میر پور خاص)	۲۹۸
☆	محمد طیب شاہد، مولانا عبدالقادر شہید، قاری ابراہیم شہید، محمد زاہد شہید (پشاور)، عبداللطیف شہید، خالد رضا فاروقی شہید (کبیروالا)، وصی الدین شیخ شہید، اختر حسین شہید، مولانا افتخار احمد شہید	۳۰۱

حدیثِ دل

مؤلف کے قلم سے

''پروانے صحابہؓ کے'' کے عنوان سے ایک سو پچاس سے زائد شہدائے ناموس صحابہؓ کا تذکرہ ایک ''تاریخی دستاویز'' کی صورت میں اشاعت کے لئے تیار ہے، اس کتاب کی اشاعت کا مقصد سوانحی لٹریچر میں اضافہ اور زبان وادب کی خدمت نہیں ہے، صحافیانہ اخلاق کا اظہار، رَوشِ زمانہ کی تقلید، پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی تکمیل اور جذباتِ عقیدت وارادت کی تسکین بھی پیش نظر نہیں ہے۔ مقصد اور اولین مقصد ''عبرت وموعظت'' اور ''تذکیر ونصیحت'' ہے۔ یہی ہدف وغایت، یہی باعث ومحرک ہے اور یہی اس ''تاریخی دستاویز'' کے پس پشت پیغام اور پوشیدہ تلقین ہے۔ قرآن کریم اسی مقصد کے لئے تاریخی واقعات، گزشتہ قوموں کے حالات، قصص وامثال اور رفتگاں کا تذکرہ کرتا ہے، اگر یہ مقصد حاصل ہوجائے تو محنت وسعی مقبول ہے۔

انسان صرف عقل وخرد کا پتلا تو نہیں، وہ جذبات واحساسات بھی رکھتا ہے اور موقع بموقع اس کا اظہار بھی کرتا ہے مگر اس کتاب سے مطلوب جذبات کا اظہار نہیں ہے بلکہ شہداء کا پیغام ہے، نیک سیرت شخصیتوں، باکمال ہستیوں، جاں نثاروں اور سرفروشوں کا حق ہے کہ جس مقصد کے لئے انہوں نے زندگیاں کھپائیں اور جانیں قربان کیں اس مقصد ومشن کو عام کیا جائے اور ان کے پیغام کو دور دور تک پہنچایا جائے۔

آج کل کسی شخصیت کے پیغام کو عام کرنے کا ایک مؤثر اور باوقار طریقہ، ایک سنجیدہ اور پائیدار کوشش تذکرہ اور سوانح پر مشتمل کتابوں کی تالیف یا خاص نمبر کی اشاعت ہے یہی ہمارے وسائل میں ممکن اور زمانے کے اہل حق کا طریقہ ہے، ورنہ حق تو یہ ہے کہ اپنے شہداء کی تعلیمات، ان کے افکار ونظریات اور حیات وخدمات کے متعلق ہر اسٹیج سے صدا بلند کی جائے،

ابلاغ کے تمام ذرائع اور نشر واشاعت کے سب وسائل اسی مقصد کے حصول کے لئے استعمال کئے جائیں، زبان یہی بولے، قلم یہی لکھے، اخبار یہی چھاپے اور رسائل اسے موضوع بنائیں، باتوں میں یہی تذکرے اور بیٹھکوں میں یہی تبصرے ہوں، محفلیں اسی سے آباد، انجمنیں اسی سے گرم اور مجلسیں اسی سے معمور ہوں۔

☆☆☆

غالباً سن 2013ء نومبر کا مہینہ تھا اور دن جمعہ کا، شام کے کسی پہر اہلسنّت والجماعت کراچی کے ترجمان برادرم عمر معاویہ نے انجینئر الیاس زبیر شہید وقاری شفیق الرحمٰن شہید کے حوالے سے تحریر لکھنے کا فرمایا، اگلے ہی روز تحریر ان کو روانہ کردی پھران کی طرف سے مطالبہ نئی تحریر کا ہوا تو ایک اور شہید کا تذکرہ لکھ کر بھیج دیا، جس کے بعد عمر معاویہ کی فرمائش، مشورے اور اصرار پر "پروانے صحابہؓ کے" عنوان سے مستقل شہداء کا تذکرہ لکھنا شروع کردیا۔ سن 2013ء کے آخر 2014ء اور 2015ء مسلسل یہ شہداء تذکرہ جاری رہا جو اب ایک دستاویز کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ درمیان میں کبھی ناغہ بھی ہو جاتا تاہم برادرم عمر معاویہ کا پیہم اصرار، پرزور تاکید ہوتی جس کی بناء پر قلم تھامنا پڑ جاتا۔ اب جب اپنی غفلت اور ان کے اصرار کو دیکھتا ہوں تو ایک شرم سی محسوس ہوتی ہے کہ ان کے اصرار و تاکید کے باوجود بعض اوقات بندہ طبعی سستی کا شکار ہو جاتا تھا۔ بہر حال یقیناً اس کتاب کی تدوین کے پیچھے عمر معاویہ کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر ان کا اصرار اور تاکید نہ ہوتی تو شاید یہ مسودہ آپ کے ہاتھوں میں نہ ہوتا۔

☆☆☆

کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلے باب میں ایک سو پچاس سے زائد شہدائے ناموس صحابہؓ جن میں مرکزی، صوبائی، ڈویژنل اور ضلعی قیادت سمیت دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث تینوں مکاتب فکر کے شہداء کا تذکرہ شامل ہے۔

باب دوم میں چمن شہداء کی فکری آبیاری کرنے والے ان باغبانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جنہوں نے زندگی تو ساری کی ساری اس مقدس فریضے کی ادائیگی میں گزاری مگر وہ دنیا سے

رخصت اپنی طبعی موت سے ہوئے۔

باب سوم میں ہفت روزہ ''اہلسنت'' میں حالات حاضرہ کے مطابق شائع ہونے والے مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔

☆☆☆

یہاں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ یہ کتاب ان مضامین کے مجموعے پر مشتمل ہے جو گزشتہ تین سال تک 'ہفت روزہ اہلسنت'' کی زینت بنتے رہے، یہ شہداء کے حوالے سے کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے اس لئے جن شہداء وشخصیات کا تذکرہ اخبار میں شائع ہوا انہی کو اس کتاب کے مشمولات میں لیا گیا ہے۔ کتاب میں آپ کو چند بڑے نام مثلاً مولانا ضیاء القاسمی مرحوم، مولانا اللہ وسایا صدیقی مرحوم، ڈاکٹر خالد نواز فاروقی شہید اور مولانا اظہار الحق جھنگوی شہید کا تذکرہ نہیں ملے گا، اس کی وجہ عرض کر دی گئی ہے، ان شاء اللہ ان حضرات و دیگر شہداء کا تذکرہ جلد دوم کی زینت بنایا جائے گا۔

☆☆☆

مضامین کے جمع کرنے، ترتیب دینے اور منصۂ شہود پر لانے کا مشکل اور صبر آزما کام راقم الحروف کی ہی کاوش کا نتیجہ ہے، تاہم بعض مقامات پر عزیزم محمد شاکر و دیگر احباب کا تعاون شامل حال رہا۔ اللہ رب العزت اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے البتہ مستقل مشاورت مولانا اسماعیل یوسف، مولانا رحیم بخش جروار کے ساتھ جاری رہی جن کے مفید مشوروں نے میرے لئے کام کو آسان بنایا اور یقیناً ناسپاسی ہوگی اگر تذکرہ نہ کروں ہر دلعزیز شخصیت خطیب ذی شان سید علی معاویہ شاہ کا کہ جنہوں نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے خوبصورت ٹائٹل ڈیزائن کروا کے کتاب کو چار چاند لگائے۔

☆☆☆

آخر میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں قائد محترم وارث شہدائے ناموس صحابہ علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ کا جنہوں نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ادارہ ''صدائے اہلسنت'' کراچی کی طرف سے ایک خطیر رقم خرچ کر کے کتاب کی اشاعت کے

مشکل ترین مراحل کو آسان کر دیا، اللہ تعالیٰ قائد محترم کی قدم قدم پر حفاظت فرمائے اور اپنی شایان شان اجر اور بدلہ عطا فرمائے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام قائدین اور اہل قلم بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی گراں قدر آراء بھیجیں بالخصوص برادرم حبیب اللہ مجاہد کہ جنہوں نے کتاب کے لئے ایک وقیع مقدمہ تحریر کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

راقم نے اپنی ناتواں کوشش کی بنیاد پر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچانے کی کوشش کی ہے، ناکام ہو یا کامیاب فیصلہ آپ نے کرنا ہے، میں نے نہیں۔ بس میرا پروردگار قبول فرمالے، مشن کی اشاعت کا ذریعہ بنائے، قیامت کے دن شہداء کی ارواح کے سامنے شرمساری سے بچ جائیں تو گویا ''دل کی بے قراری کو قرار آ گیا'' کا معاملہ ہو جائے۔

اللہ رب العزت اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اگر واقعات و حالات کے بیان میں کوئی سہو ہوا تو اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کے ساتھ قارئین سے استدعا کرتا ہوں وہ تحریر مطلع فرمائیں گے تو آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے گی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و صلی اللّٰہ وسلّم علٰی سیّدنا محمد وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین.

CamScanner

تحسین فرمودہ

میری خواہش کی تکمیل

قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی صاحب مدظلہٗ

ایک عرصہ سے میری خواہش تھی کہ شہدائے ناموس صحابہؓ کے عنوان پر جو اس وقت ہزاروں کی تعداد میں ہیں ان کا تذکرہ جمع کیا جاتا تا کہ آنے والی نسلیں انہیں یاد رکھیں۔

مجھے انتہائی خوشی ہوئی 150 سے زائد شہداء کا تذکرہ ''پروانے صحابہؓ کے'' کے نام سے جمع کیا گیا اور یہ سعادت میرے عزیز ''ابن ظہیر کلیانوی'' کے حصے میں آئی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

میری اگلی خواہش ہوگی کہ بقیہ شہدائے ناموس صحابہ کو بھی اسی انداز میں جمع کیا جائے۔ آج ایسے موقع پر یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے کہ کراچی کے شہداء کی بیوگان اور ان کے بچے ایک جگہ پر جمع ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ شہداء ڈے کے موقع پر جلد ثانی بھی منظر عام پر آئے گی۔

(مولانا) محمد احمد لدھیانوی (مدظلہٗ العالی)

14/5/2017

نوٹ:

الحمدللہ! قائد محترم مدظلہٗ کے حکم پر شہداء ڈے سے پہلے صرف چھ ماہ کے قلیل عرصے میں دوسری جلد منظر عام پہ آرہی ہے، اگر دوستوں کا شہداء کے کوائف بھیجنے کے حوالے سے تعاون رہا تو شہداء ڈے 2018ء کے موقع پر ''جلد سوم'' منظر پر آئے گی۔ (انشاءاللہ)

CS CamScanner

پسند فرمودہ

''پروانے صحابہؓ کے''

علامہ اورنگزیب فاروقی
صدر اہلسنّت والجماعت پاکستان

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم اما بعد!
فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.
والسّٰبقون الاوّلون من المہاجرین والانصار والّذین
اتبعوھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ. (الآیۃ)

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں اس پرفتن اور پرآشوب دور میں اپنے پیارے حبیب فخر دو عالم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے شاگردان، تابعداران اور باوفا رفقاء یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے مقدس ترین جماعت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ شمع نبوت کے ''پروانے'' تھے، ان کا ''پروانہ'' بنایا۔

میرے سامنے اس وقت ایک کتاب کا مسودہ رکھا ہوا ہے جس کا عنوان ہے ''پروانے صحابہؓ کے'' جس میں ملک بھر کے ایک سو پچاس سے زائد شہدائے ناموس صحابہؓ کا تذکرہ جن میں مرکزی، صوبائی، ڈویژنل، ضلعی قیادت سمیت کارکنان، علماء، طلباء، وکلاء، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث (مسلمانوں کے تینوں مسالک) کے شہداء کا تذکرہ تحریر کیا گیا ہے۔

میری بڑی دیرینہ خواہش تھی کہ ان ''پروانوں'' کا تذکرہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کیا جائے کہ جن کے ''پروانہ'' ہونے میں اب کوئی شک باقی نہیں رہا ہے، وہ ''پروانے'' ''شمع'' پر اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی اپنی جان کو بھی قربان کر کے اپنے آپ کو حقیقی ''پروانہ'' ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

ہمارے یہ شہداء ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں، یہ ہمارے لئے زندہ وتابندہ مثال

ہیں اور عالم کے لئے جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ یہ ایک ایک فرد کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ ان میں ہر فرد اپنے اندر ایک تاریخ اور انجمن رکھتا ہے۔ ان متذکرہ شہداء میں سے اکثر وہ ہیں جن کے ساتھ میری عقیدتیں، محبتیں اور طویل رفاقتیں تھیں۔ علامہ جھنگوی شہید، علامہ فاروقی شہید، علامہ قاسمی شہید، حیدری شہید، مولانا محمد اعظم طارق شہید، علامہ عبدالغفور ندیم شہید اور حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید، یہ حضرات میرے لئے رہبر و رہنما تھے، علامہ شمس الرحمٰن شہید، انجینئر الیاس زبیر شہید، قاری شفیق الرحمٰن شہید، ڈاکٹر فیاض خان شہید، مولانا احسان اللہ فاروقی شہید، علامہ سعود الرحمٰن شہید سمیت دیگر شہداء تنظیمی معاملات میں میرے لئے دست و بازو تھے اور مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ کو پورے ملک کے چپے چپے تک پہنچانے میں جوان حضرات کی سرگرمیاں تھیں اس کی تفصیلات آپ کو اس کتاب میں مل جائیں گی۔

غور کیجئے! جب آنے والے دور کا کوئی مؤرخ اسلام کے اوّلین زمانے کی تاریخ لکھے گا کہ جب کائنات کی مقدس ترین ہستی کی مقدس ترین جماعت اپنے محبوب پیغمبر امام الانبیاء، سرتاج الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر بے سروسامانی کے عالم میں کٹ رہی تھی اور گھربار ہر چیز کو قربان کر رہی تھی وہ اپنے بیوی، بچوں، جائیداد و مکان اور حالات کو بالائے طاق رکھ کر عشق رسولؐ میں فنا ہو رہے تھے، جرأت و بہادری کے بے مثال کارنامے سرانجام دے رہے تھے۔ جی ہاں! نزول وحی کا دور تھا، خالق ارض وسماء ان کے اخلاص و تقویٰ کو، ان کی محبت و عشق کو، ان کی وفا و صدق کو، ان کے روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد کو اپنی لاریب ولا جواب کتاب قرآن حکیم میں کہیں ''**اولٰئک ھم الراشدون**'' کہہ کر، کہیں ''**اولٰئک ھم الفائزون**'' کہہ کر، کہیں ''**اولٰئک ھم الصدیقون**'' کہہ کر، کہیں ''**اولٰئک ھم المؤمنون حقا**'' کہہ کر، کہیں ''**اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان**'' کہہ کر، کہیں ''**والسبقون الاوّلون من المھاجرین والانصار**'' کہہ کر، کہیں ''**رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ**'' کہہ کر ان کی تعریف، مدح و سرا کر کے قیامت تک کے ایمان والوں کے لئے محفوظ کر رہے تھے تو دوسری طرف دنیائے تاریخ نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ انہی مقدس ترین ہستیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بے شمار اور ان گنت لوگوں نے ان کی تاریخ کو دہرایا اور

عزیمتوں کے سفر میں اپنا لوہا منوایا اور وہ بھی تاریخ کے انمٹ نقوش کا حصہ بنے۔

ایسے ہی جب ان پیغمبر علیہ السلام کے ''پروانوں'' کی ناموس پر وار کیا گیا اور ان کے صدق و وفا، ایمان و اسلام، صحابیت اور ان کے عظیم ہائے کارناموں کو مشکوک بنانے اور تاریخ کے اوراق میں دنیا کے سامنے دھندلا کرنے کے لئے مذہب یہودیت نے اپنا جال بچھایا اور وہ اپنی اس گہری سازش میں بظاہر کامیاب بھی ہونے لگا کیونکہ اس کو ان شمع نبوت کے پروانوں سے بغض نہ تھا، درحقیقت وہ تو اسلام کو ہی مٹانا چاہتا تھا اور اسلام کو مٹانا اور اس کا مقابلہ کرنا چونکہ براہِ راست مشکل تھا اس لئے اس دجالی فتنہ اور یہودی نسل نے اسلام کی اصلی تصویر اسلام کی حقیقی روح اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کے عکس و نقش، دین اسلام کے اوّلین مسلمان، اولین حفاظ، اوّلین علماء، نبوت کے علوم کے وارثین اور اللہ اور اس کے رسول کے پسندیدہ، منتخب کردہ جماعت کو نشانہ بنایا اور نہ صرف ان پر تنقید کی بلکہ ان مقدس حضرات پر سب و شتم کا بازار گرم کیا جانے لگا اور اس بغض کا اظہار صرف زبانی کلامی نہیں بلکہ اپنے اس غلط نظریے کے حصول کے لئے بڑی بڑی کتابیں تحریر کی گئیں۔

اور ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خارج از دین تصور کر کے حقیقی اسلام کے مقابل ایک نیا مذہب وعقیدہ گڑھ لیا گیا اور انہی مقدس ہستیوں کے بغض میں ان سے مروی و منقول دین اسلام کے ہر حکم کو برعکس کر دیا گیا اور پھر افسوس بالائے افسوس کہ اس کفر کو اسلام کا نام دیا گیا یعنی جن کے توسط سے پورا کا پورا دین، مکمل اسلامی تعلیمات، ضابطہ حیات، قرآن حکیم اور تاجدار مدینہ کی سیرت و کردار اور ایک ایک ادا محفوظ ہو کر ہمیں ملی ان ہی کو اسلام سے خارج سمجھنا یہ اسلام ٹھہرا اور یہ مسلمانی ٹھہری تو پھر کفر کیا ہوگا؟ دجل و فریب کس شے کا نام ہوگا؟

جی ہاں! اس سارے پس منظر میں دین اسلام کی عظمتوں کے ان امین، حضور عالی مرتبت علیہ السلام کی مقدس ترین جماعت کے دفاع کے لئے، اس شرپسندی کی روک تھام کے لئے اور ان کے ذریعے مروی و منقول پورے دین کو بچانے کے لئے جھنگ کی سرزمین سے تحریک دفاع صحابہؓ کا آغاز ہوا اور مرد قلندر، جبل استقامت، علم و عمل کے کوہِ گراں، حق کی آواز، مرد بحران، فنا فی الصحابہؓ، مجدد وقت، امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے

اپنے اسلاف و اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں نبی علیہ السلام کے پروانوں پر مشتمل جماعت ''سپاہ صحابہؓ'' کی بنیاد ڈالی۔

مگر چونکہ فریق مخالف کی پشت پر یہود و نصاریٰ کا ہاتھ اوّل روز سے موجود تھا اس لئے بیرونی طاقتوں اور اندرونی ایجنٹوں کے ذریعے اس قافلہ حق، پروانوں کی جماعت پر ظلم و ستم، جبر اور تشدد و بربریت کی یلغار کی گئی جس کے نتیجے میں ''پروانے'' اپنی محبوب ہستیوں اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت پر کٹتے چلے گئے، یہ کون تھے؟ کیا تھے؟ کیسے قربان ہوئے؟ عزیمتوں کی انہوں نے کیا کیا تاریخیں رقم کیں؟

اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائے، ہمارے بھائی نوجوان عالم دین، عالم باعمل، وقت حاضر کے خوبصورت لکھاری، ابھرتے ہوئے مؤلف و مصنف حضرت مولانا ابن ظہیر کلیانوی صاحب کو جنہوں نے بڑی جدوجہد کے بعد ان گنت ''پروانوں'' میں سے ایک سو پچاس ''پروانوں'' کے ذکر کو یکجا کر کے ہم پر ہی نہیں پوری سنی قوم پر احسان کیا ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان شہداء یعنی حقیقی ''پروانوں'' کے نقش قدم پر چل کر اپنی اس تاریخ کو زندہ رکھیں۔ یقیناً یہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ اس سلسلے کو آئندہ بھی جاری رکھیں گے۔

آخر میں، میں تمام قارئین سے درخواست بھی کروں گا کہ اس عنوان سے ہم اپنی جماعت کے تمام شہداء کا تذکرہ تحریری صورت میں لا کر تاریخ کا حصہ بنانا چاہتے ہیں، یقیناً یہ مشکل اور صبر آزما کام ہے مگر الحمدللہ اس کام کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، لہٰذا جن جن احباب کے پاس شہدائے ناموس صحابہؓ کے حوالے سے کوئی معلومات موجود ہوں تو اس کو تاریخ کا حصہ بنانے کے لئے ہمارے ادارے ''صدائے اہلسنّت'' سے رابطہ فرمائیں اور اس کتاب کو ہر ہر گھر، لائبریری، دفتر کی زینت ضرور بنائیں، خود بھی پڑھیں اور اپنے اہل خانہ، دوست احباب سمیت زندگی سے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے دوستوں تک پہنچائیں تاکہ ہماری مظلومیت سے دنیا واقف ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہماری جماعت کی کامیابیوں کے لئے سنگ میل بنائے۔ آمین

CS CamScanner

شہداء کوخراج تحسین اور غمزدہ دلوں کی تسکین

مکتوب مدینہ

ابومعاویہ علامہ مسعودالرحمٰن عثمانی

مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سپاہ صحابہ پاکستان

برادرم مولانا ابن ظہیر کلیانوی حفظہ اللہ نے شہدائے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور شہدائے ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ پر اپنے تاثرات لکھنے کی فرمائش کی تو ناچیز کو اس پر اتنی خوشی اور مسرت ہوئی کہ اس کم علم و ناقص العمل سیاہ کار کو یہ سعادت مل رہی ہے کہ شہداء کی تعریف و توصیف میں کچھ لکھوں، جن کی تعریف وتوصیف، شان و مقام، جذبہ ایمان پر رب تعالیٰ رطب اللسان اور کلام اللہ مدح سرا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، ان کی عظمت، رفعت، فضیلت و شہداء کی مرتبت و منقبت پر۔

وہ شہداء جن کے استقبال کے لئے فرشتے اپنے پر اور پلکیں بچھائے منتظر ہیں، وہ شہداء جو جنت کے بغیر حساب کے راہی ہیں، وہ شہداء جو جنت کی زینت، جنت کی رونق، جنت کی طلب، جنت کے مکین، حسین، دلنشین ہیں، وہ شہداء جو جنت کی حوروں کے دلربا دلبے ہیں، حوریں جن پر فخر کرتی ہیں، موت کو جن پر ناز ہے، وہ شہداء جن کے قلوب ازروئے محمدیؐ کا محور تھے...... جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرزومند تھے:

لَوَدِتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی۔

تین بار فرمایا اور اسی طرح ازروئے فاروقی رضی اللہ عنہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ

اور ازروئے عثمانی رضی اللہ عنہ

CamScanner

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا وَاَمِتْنِیْ شَھِیْدًا

کا مصداق ومنبع تھے۔

ان شہدائے ناموس صحابہؓ کی منقبت لکھوں جن کے ماتھوں پر شکن پڑتے تھے کفار گستاخ کے لئے اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ کا مصداق بن کر جو شیعیت پر غضبناک ہوتے تھے وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً کی تصویر بن کر۔ ان شہداء کا ذکر خیر کروں جن کے دل اشد حبًا للّٰہ، حب رسول اللہ، حب الصحابہ واھلبیت سے لبریز تھے، ہاں ہاں جن کا حب دار اور خریدار اللہ کریم ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ.

جن کے لئے لحد خوشبو سے مہک اٹھتی ہے۔ ان شہداء کی مدح وستائش بڑی خوش بختی کی بات ہے...... ورنہ یہاں ایسے بھی شقی القلب ہیں جو شہدائے ناموس صحابہؓ کو خراج تحسین پیش کرنا دور کی بات ہے ان کے یتیم بچوں کے سر پر دست شفقت بہت بعید اُلثانیہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں، جیسے لاہور میں قاری عارف شہید ہوئے تو اخبار میں بیان دیا گیا کہ ان کا ہمارے مسلک سے کوئی تعلق نہیں، کسی نے کراچی میں مدرسہ کے طلباء شہید ہوئے تو اُن سے اعلان لاتعلقی فرمادیا اور تعصب کی انتہا یہاں تک کہ ایک صاحب کتے کو شہید ماننے کو تیار مگر اعظم طارق رحمہ اللہ جیسے ثانی ابن حنبلؒ کے لئے اظہار خیال سے گریزاں اور قریب پارلیمنٹ میں موجود ہوکر بھی جنازہ میں شرکت سے محروم جبکہ الحمدللہ ہم تو شہداء کے جنازوں میں شرکت اپنی مغفرت کی امید وتمنا رکھ کر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ شہداء پیغام انقلاب ہیں، یہی شہداء محافظ اسلام ہیں، ایمانی غیرت کے ماتھے کا جھومر ہیں، ہم سب لئے جنت کی ضمانت ہیں، ہم ان شہدائے ناموس صحابہ کو اور ان کے ذکر خیر کو تقویت ایمان اور ان کے مقدس خون کو آبیاری اسلام سمجھتے ہوئے ان سے بے حد محبت کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک طرف مجھ جیسے گناہ گاروں کو جنت میں لے کر جائیں گے انشاء اللہ، اور دوسری طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق المرء مع من احبّ جو دنیا میں جن سے محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا، ہم ان شاء اللہ دنیا میں بھی اللہ کے لئے حضرت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام واہلبیت عظام رضی اللہ عنہم سے اور ان کی ناموس کے لئے جانیں دینے والے شہداء سے محبت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہیں اور قیامت کے دن بھی ان شاءاللہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ ان کی محبت، ان کی وراثت ہماری نجات، ہمارا فخر ہے، یا ہم بھی جام شہادت نوش کریں گے یا ان شہداء کے ساتھ ان شاءاللہ جنت میں مقیم ہوں گے۔

رہی بات ان شہداء کی جدائی کا صدمہ یا جماعت کے نقصان کی تو پھر تو یہ برداشت کرنا پڑتا ہے، کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ میرے آقا کریم فداک نفسی، وامی و ابی و اولادی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے خون میں تڑپتے لاشے دیکھ کر ان کے یتیم بچوں کے افسردہ چہرے دیکھ کر کبیدہ خاطر اور صدمہ سے نڈھال ہوتے تھے۔ خود صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی اپنے پیاروں کی جدائی پر یہ حال ہوتا تھا (جیسا کہ آج بھی شہداء پر بوڑھے والدین، بیوگان، بہن بھائی، احباب، پریشان و دل شکستہ ہو جاتے ہیں) تو اللہ کریم ورثا کو تسلی، دلاسہ و تشفی کرواتے ہوئے جنت سے اُن شہداء کا پیغام، ان کے ورثاء کو پہنچاتے تھے جو آج بھی کلام اللہ کی زینت ہے کہ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ کہ وہ تو بڑے خوش ہیں کہ اللہ کریم نے مقام شہادت دے کر ہم پر فضل فرمایا۔ یعنی گھر بیٹھے بھی تو موت آنی تھی مگر شہادت کی موت سے محروم رہتے جو بظاہر تو موت ہے مگر حقیقت میں حیات جاودانی ہے، جس میں اللہ کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے اور جنت کا رزق بھی فراوانی سے ملتا ہے اور طیور حضر سبز پرندوں کی صورت ہم اڑتے پھرتے ہیں، جنت کی سیر کرتے ہیں، چہکتے ہیں لہکتے ہیں اور جو وعدے اللہ کریم نے ہم سے کئے تھے اُن سے بڑھ کر کرم نوازیاں وہ فرما رہا ہے اس لئے ہم تو بے حد خوش و خرم ہیں۔

ہاں مگر ابو جان، امی جان آپ کیوں کر پریشان ہیں (سنئے شہداء کی صدا قرآن کریم سے کان لگا کر) کہ میرا بیٹا جو میرا سہارا تھا میری آرزوؤں کا تارا تھا مجھ سے چھن گیا۔ ماں جی آپ کبھی آہیں بھرتی ہیں، کبھی شکوہ کرتی ہیں، آپ یہی چاہتی تھیں کہ میرے بیٹے کا نام اونچا ہو، گھر اچھا ہو، اچھی سی دلہن لا کر دوں تا کہ میرا بیٹا راحت و آرام سے مسکراتی ہوئی زندگی گزارے..... مگر ایسا کرنے کے لئے دنیا میں کتنا مال و زور چاہئے تھے، پھر بھی راحت ملتی یا نہ

CamScanner

ملتی مگر ماں مجھے تو اللہ کریم نے یہ سب کچھ دے دیا ہے اور بہت اعلیٰ انداز میں دیا ہے، صرف گھر نہیں بلکہ جنت عدن جیسا محل، دلہن نہیں بلکہ ستر حوروں سے رشتہ جوڑ دیا ہے، اس لئے ہم

یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَايُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

تو بے حد خوش ہیں اپنے رب کے فضل سے اور وہ مومنین (کی نیکیوں قربانیوں) کا اجر ضائع نہیں کرتا تو جو آپ چاہتے تھے وہ سب بلکہ اس سے بہتر مل گیا ہے تو پھر آپ غمزدہ نہ ہوں بلکہ فرحاں وشاداں ہو کر اللہ کا شکر ادا کریں۔

شام فراق اب نہ پوچھ آئی اور آ کے ٹل گئی
دل تھا کہ پھر بہل گیا، جاں تھی کہ پھر سنبھل گئی

اسی طرح شہداء ناموس صحابہؓ واہل بیت کی بیوگان (اپنی بہنوں، بیٹیوں سے) کہنا چاہتا ہوں کہ تم کیوں ہر وقت بیٹھ کر تنہائی میں روتی رہتی ہو، دل کے ٹکڑوں کو آنسوؤں میں پروتی رہتی ہو کہ ہمارا سر تاج، ہمارا سکون، ہم سفر، ہم سے چھن گیا، میں جانتا ہوں جس بہن، بیٹی کا سہاگ اجڑ جائے اس کے سینے پر فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صدمے کا عکس پڑتا ہے۔ غم اتنا کہ صحراؤں کو سیراب کرے اور اشکوں کی سفارش دل بیتاب کرے۔

مگر یہ کیوں نہیں سوچتی کہ وہ تمہارا شہید مقام کتنا اونچا پا گیا ہے، اللہ کریم نے اعلیٰ علیین کو اس کو مکین بنایا ہے، حوروں کا دلہا اس کو بنا دیا ہے، وہ خوش وخرم زندگی بسر کر رہا ہے، یہ جملہ سن رکھا ہے نا کہ اپنی خوشی کے لئے تو ہر ایک محبت کرتا ہے مگر محبت حقیقی کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے تم محبت کرتے ہو اس کی خوشی میں ہی تمہاری خوشی ہونی چاہئے لہٰذا جب رب کریم فرماتے ہیں: فَرِحِيْنَ وہ خوش ہے تو تم بھی اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاؤ اور آج کے بعد پختہ ارادہ کرو کہ غمزدہ افسردہ ہونے کے بجائے اپنے خاوند (بھائی، بیٹے) کی خوشی کی خاطر ہر ممکن خوش رہو گی اور اس کی خوشی یہ ہے کہ اپنے پچھلوں کو صدا لگا کر کہہ رہا ہے (قرآن سے کان لگا کر سنو) کہ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ کہ نماز کی پابندی کرو، تلاوت و پردہ کا اہتمام کرو اور وہ بچے جو تمہارے پاس تمہارے خاوند کی امانت ہیں انہیں محض اسکول و

CS CamScanner

کالجوں میں ڈال کر مسٹر نہ بناؤ بلکہ حافظ، قاری، عالم باعمل، مجاہد بنا کر اللہ کی توفیق سے اس کے نقش قدم پر چلنا سکھاؤ تا کہ یہ بھی بڑا ہو کر اپنے والد گرامی کی طرح اسی مشنِ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے میدانِ عمل میں اُتر کر للکارے دشمن صحابہ کو کہ خبردار میرا شہید باپ کل بھی زندہ تھا، میری صورت میں آج بھی زندہ ہے۔

میری بہنوں فائدہ اس کا یہ ہوگا کہ جنت میں تمہارے سرتاج کو خوشی ملے گی جس کا وہ بحکم اللہ آرزومند ہے اور تمہیں دنیا میں سکون ملے گا اور آخرت میں تمہیں تمہارا سرتاج ضرور ملے گا اور تم اس کی جنتی بیویوں کی سردار اور ملکہ بنوگی۔ ذرا اپنے ضمیر میں جھانک کر کھاؤ قسم کہ یہ سودا ستا ہے کہ نہیں؟ بس عزم کرو کہ

سفر مشکل سہی لیکن مجھے دن رات چلنا ہے
حصولِ شوق کی خاطر ستاروں تک نکلنا ہے
میرے راہبر گریزاں ہیں ذرا ساتھ چلنے سے
مجھے تنہا ہی گرنا ہے، مجھے تنہا ہی سنبھلنا ہے

میری بہنوں اپنی قدر پہچانو کہ تم صرف ایک شہید کی بیوہ نہیں ہو بلکہ حضرت سمیہ، حضرت نائلہ، حضرت اسماء بن عمیس اور بی بی خنساء رضی اللہ عنہن جیسی بے شمار صحابیات کے نقش قدم پر چل کر ان کی عزتوں، عصمتوں کی وارث ہو۔ ہمارا ایک شہید ہوا اور وہ چار چار قربان کر کے بھی چہرے پر متانت اور مسکراہٹ سجائی پھرتی تھیں کہ مجھے مبارک باد دو کہ میں شہداء کی ماں ہوں۔

ہاں اگر پھر بھی سکون نہ ملے تو رات کو تہجد کے لئے اٹھو اور آہ وزاری کر کے اپنے گناہوں پر ندامت کر کے اللہ سے معافی مانگو، اس انداز سے کہ تمہاری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہو جائے۔ اس لئے کہ حدیث قدسی ہے: گناہ گار کا ندامت سے اشک بار ہونا سبحان اللہ کی تسبیح پڑھنے والوں سے اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے اور مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ندامت کے آنسوؤں کو شہید کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں

CS CamScanner

کیونکہ ندامت کے آنسو پانی نہیں جگر کا خون ہوتے ہیں۔

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وارن باخونِ شہید

اس سے گناہ معاف ہوں گے، دل کا بوجھ ہلکا ہوگا، مظلوموں کے لئے اللہ تعالیٰ مدد و نصرت فرمائیں گے۔ پھر اپنے شہید کو مخاطب کر کے مقابلہ کی ٹھان لو کہ شہداء اپنا خون بہا کر جس مرتبہ پر تم پہنچے ہو میں بھی تمہاری فرقت کے غم میں یہیں اپنے گناہوں کی ندامت پر آنسو بہا کر بفضلہٖ تعالیٰ وہاں پہنچنے کی کوشش کرتی ہوں، ان شاء اللہ۔

باقی دل کا غصہ اگر نکالنا ہے تو حرفِ شکایت زبان پر نہ لاؤ بلکہ حضرت ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا اور زینب ہمشیرہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح دست بدعا اٹھاؤ اور دامن پھیلا کر رب تعالیٰ کے سامنے ان ظالموں، کافروں، قاتلوں کی خانہ خرابی اور بربادی کے لئے گویا ہو کہ جنہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ہنستے بستے گھرانوں کو اجاڑ کر رکھ دیا محض امریکہ، ایران اور شیطان کو خوش کرنے کے لئے۔

اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ، وَاَنْزِلْ بِھِمْ مَا سَلَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْن.

ممکن ہو تو پوری قنوت نازلہ یا اس کا ترجمہ دیکھ کر ان الفاظ میں جو کہ نبوت کی زبان فیض ترجمان صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوئے ظالموں کے لئے بددعا کا اہتمام کریں۔

ابن ظہیر کلیانوی

ابن ظہیر کلیانوی ایک باذوق علم وادب اور تصنیف وتحریر کی دنیا میں ابھرتا ہوا نام ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت کی خوشیاں نصیب فرمائے، آپ نے شہدائے کرام کے ذکر خیر کو تاریخ کا سنہری باب بنانے کے لئے جو قلم اٹھایا ہے یہ انتہائی قابل قدر لائق صد تحسین کام ہے۔ اصولاً یہ ذمہ داری جماعت کے مرکز کی تھی مگر اب یوں لگا ہے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی. قیامت سے قبل دنیا میں ہی اپنے اپنے حصے کا وزن خود ہی اٹھانا پڑے گا۔

CS CamScanner

جب آپ کی کتاب ''پروانے صحابہؓ کے'' ملی تو ناچیز روضہ اطہر کے سامنے بیٹھا تھا، اتنے شہداء کے نام دیکھ کر کچھ دیر سکتہ طاری ہو گیا کہ اتنا بڑا قیمتی سرمایہ دنوں میں ہی ہم سے چھین لیا گیا، پھر بلا مبالغہ یوں محسوس ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں کہ گھبرانا نہیں، میرے آس پاس بھی شہداء کا جم غفیر موجود ہے، انہیں کے خون سے شمع جلی تو اسلام روشن ہوا تو جب میں نے غور کیا تو واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب شہید مصلیٰ رسول فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں، تھوڑا نگاہ آگے احد کے دامن میں پڑی تو سید الشہداء امیر حمزہ، ستر شہداء آرام فرما ہیں، قدم مبارک کی طرف جنت البقیع میں مظلوم مدینہ عثمانؓ سمیت دس ہزار سے زائد شہداء آسودہ خواب ہیں، ذرا بائیں جانب ایک سو ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر شہداء بدر، تھوڑا سا ہٹ کر ایک سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر شہداء خیبر، دوسری طرف تبوک وحنین اور پھر سر مبارک کی طرف ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر الخرج (عند الریاض) بیئر معونہ اور مقام رجیع ستر اور دس صحابہ جو اُس دور کے پولیس مقابلوں میں شہید کئے گئے وہ آرام فرما ہیں اور پھر قریب بارہ سو شہدائے ختم نبوت ہیں جو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربان کر کے امت کو غیرت ایمانی کا پیغام دے گئے کہ تم اپنے شہداء کی شہادتوں پر صف ماتم نہ بچھاؤ بلکہ حوصلوں سے آگے بڑھو گے تو چراغ سے چراغ جلے گا اور ہمیشہ اسلام زندہ وتابندہ رہے گا۔

دعا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کی اس مخلصانہ ونظریاتی کاوش کو قبول فرما کر مقبولِ عام وخاص فرمائے اور صحت ایمانی کے ساتھ قوت گویائی اور زور قلم وتاثیر قلم میں برکت عطا فرمائے۔ یہ کارنامہ سرانجام دے کر آپ شہداء کے حقیقی وارثوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے، آمین۔

(۲۱ رمحرم ۱۴۳۹ھ بمطابق ۱۱را کتوبر ۲۰۱۷ء)

دانئے گرامی

تاریخی دستاویز

مولانا عبدالخالق رحمانی

مرکزی رہنما اہلسنّت والجماعت پاکستان

ابن ظہیر کلیانوی ایک انتہائی محنتی اور قابل نوجوان ہیں۔ان کا سیال قلم انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ اس سے پہلے انہوں نے ''دفاعِ صحابہ''، ''گستاخ صحابہ''، ''سلام شہید حرمین''، ''مسکراتے چہرے'' اور ''پروانے صحابہ کے'' جلداوّل جیسی عمدہ اورانمول کتابیں لکھ کر اہل قلم وفکر، جماعتی کارکنان اور اصحابِ نظر سے خوب داد سمیٹی ہے۔

آخرالذکر کتاب ''پروانے صحابہؓ کے'' جلداوّل میں تو انہوں نے شہدائے ناموس صحابہ کی تاریخی، سماجی، ادبی، علمی، فکری اور تحریکی جدوجہد کو چند سو صفحات میں سمو کر ہم سب پر احسانِ عظیم کیا ہے۔آپ ان کی کتاب ''پروانے صحابہؓ کے'' پڑھیں گے تو آپ کو خود یقین آجائے گا کہ انہوں نے کیسا جان جوکھم کام کتنی جانفشانی سے کرکے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

''پروانے صحابہؓ کے'' یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے، جس نے اصحابِ رسول کی ناموس پر مرمٹنے والوں کے نقوش کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ کے اوراق میں محفوظ کردیا ہے۔ایک ہی کتاب میں مختلف شہداء کا تذکرہ پڑھنا پرلطف ہونے کے ساتھ ساتھ ایمانی حرارت کی تازگی کا بھی ذریعہ ہے۔ یقیناًاس کتاب کی حیثیت ایک تاریخی دستاویز کی سی ہوگئی ہے۔ مجھے اُمید ہے پہلی جلد کی طرح ''پروانے صحابہ کے'' کی دوسری جلد بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔ ہر لائبریری میں نظر آئے گی اور ہر باذوق کے سرہانے پڑی ملے گی۔اپنی جماعت کی مظلومیت کے اظہار کے لئے افسران، سیاستدان، وکلاء، علماء سمیت ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کو دی جائے۔

میں دُعا دیتا ہوں کہ ابن ظہیر کلیانوی ایسے مزید کام کریں، ذوق وشوق کی لگن یونہی لگی رہے۔قلمی جہاد جاری رہے اور ان کا اضطراب انہیں نئی راہیں تلاش کرنے پر اُکساتا رہے اور وہ پوری سنی قوم کو اپنی کاوشوں سے مالا مال کرتے رہیں۔

(15اکتوبر2017ء)

CS CamScanner

رائے گرامی

کاروانِ شجاعت وعزیمت

مولانا محمد معاویہ اعظم
رہنما اہلسنت والجماعت پاکستان

نحمدهٗ ونصلّی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد!

آقائے دوجہاں کے صحابہ کرامؓ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے ہر طرح کے مصائب وآلام جھیل کر بھی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبیاری کی اور اس دین کو ہم تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور اس دعوت کو لے کر ایسے نکلے کے

دشت تو دشت صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے ان کے ایمان کو کسوٹی قرار دیا ہے۔ یہود اور ذریت یہود ان معتبر شخصیات کے کردار کو مسخ کرنے کی کوشش ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں اس لئے ان عاشقان رسالت کا تحفظ بھی ہمارا اجز وایمان ہے۔ اس لئے کہ اگر صحابہ کرامؓ کا ایمان ہی معتبر نہیں رہا تو پھر کلمہ، نماز، روزہ کوئی چیز بھی ثابت نہ رہ پائے گی، بلاریب پیغامِ نبوت کا قاصد یہی اولوالعزم طبقہ ہے، ان کا دفاع دین کا دفاع ہے۔ حضرت امیر عزیمتؒ نے ان برگزیدہ ہستیوں کے دفاع میں آواز اس دبج سے بلند کی کہ پوری امت بیدار ہوگئی اور خمینی انقلاب کی راہ میں سد سکندری ثابت ہوئی۔

جب مخالف گروہ نے یہ صورت حال دیکھی تو انہیں اپنے راستے کو صاف کرنے کا ایک ہی حل سوجھا کہ موت کے ذریعے دیوار ہی ہٹادی جائے لیکن ان کی یہ بھونڈی حرکتیں بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں کیونکہ عشاق نے جام شہادت تو پی لیا لیکن دشمن کی نیندیں اڑادیں اور اس کو دوٹوک پیغام دیا کہ

ہم نے اس گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

CS CamScanner

دشمن اپنے حربے آزماتا رہا لیکن صحابہؓ کے پروانے ہنس ہنس کر موت کو گلے لگاتے رہے اور حیاتِ جاوداں پاتے رہے۔ اس کاروان شجاعت وعزیمت میں حضرت امیرِ عزیمت مولانا حق نواز شہیدؒ سے لے کر والد گرامی قدر حضرت مولانا اعظم طارق شہیدؒ تک اور میرے والد سے لے کر اس تحریک کے کارکنان تک ہزاروں پروانے خلعت شہادت پا گئے۔

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہیں

دفاع صحابہ کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے گمنام عشاق صحابہؓ کی قربانیوں کو اجاگر کرنے کی سعادت برادرم ابن ظہیر کلیانوی نے حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خزانۂ قدرت سے ہمت، استقامت اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب اہلسنّت والجماعت کی تاریخ کا سنہرا باب ثابت ہوگی اور اسے آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

رائے گرامی

صحابہؓ اور غلامانِ صحابہؓ

مناظر اسلام علامہ رب نواز حنفی
صدر اہلسنت والجماعت کراچی

صحابہ کے کھاتے لگ گیا جس کا خون
لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

شہادت وہ عظیم سعادت ہے جس کی تمنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور دین اسلام کے لئے زندگی اور موت کے فاصلوں کو مٹایا اور یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ جس کے جوان دین کی عزت وعظمت کے لئے آج چودھویں صدی میں بھی اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

جب مقصد بڑا تو اس کے لئے جان قربان کرنا اور بھی آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اسلام کی تاریخ شہادتوں اور قربانیوں کے تذکروں سے بھری پڑی ہیں، کبھی یہ قربانیاں بدر، اُحد میں نظر آتی ہیں تو کبھی مسیلمہ کذاب سے نبرد آزما بارہ سو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانیں قربان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس امت کا وہ پہلا طبقہ ہیں جن کی قربانیاں قدم قدم اور نفس نفس پر نظر آتی ہیں۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والا جب ان حضرات کی دین کے لئے سختیوں، آزمائشوں اور قربانیوں کو پڑھتا ہے تو حیران وششدر رہ جاتا ہے، شاید کچھ لوگ ان حضرات کے واقعات کو پڑھتے ہوئے مورخ کی مبالغہ آرائی تصور کرتے ہوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسانی چمڑی اتنی تکلیفوں کو برداشت کر سکے۔

لیکن آیئے! جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے یہ اس دور کے ان مسلمانوں کی قربانیوں کا

CamScanner

تذکرہ کرتی ہے کہ جن لوگوں نے ختم نبوت اور تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے ایسی لازوال قربانیاں پیش کیں کہ جن میں قرونِ اولیٰ کے قافلے کی قربانیوں کی جھلک نظر آتی ہیں اور ثابت کرتی ہے کہ چودھویں صدی کے غلامانِ صحابہؓ کی اتنی برداشت ہے تو نبی علیہ السلام کے قدموں میں بیٹھنے والے صحابہؓ کا کیا جگر ہوگا۔

جی ہاں! اس کتاب میں تذکرہ ہے ایک عظیم تحریک میں شامل ان لوگوں کا جنہوں نے تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور صحابہ کرام سے سچی عقیدت اور محبت کا ثبوت دیا اور یہ بتایا کہ ہم نے عشق اصحاب رسولؐ میں صرف نعرے ہی نہیں لگائے بلکہ جن کا نام لیا ان کے کردار کی جھلک بھی پیش کی اور اپنے عمل سے بتایا بھی دکھایا بھی کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نوے سے زیادہ زخم کھانے والا حضرت خالد بن ولیدؓ ہے تو غلامانِ صحابہ میں نوے سے زیادہ زخم کھانے والا مولانا اعظم طارق شہید بھی ہے۔

اگر وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ قید میں اٹھتا ہے تو یہاں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کا جنازہ قید میں اٹھتا ہے۔

اگر وہاں رات کی تاریکی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جان دیتے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہاں رات کی تاریکی میں علامہ علی شیر حیدری شہید جان دیتا ہوا نظر آتا ہے۔

اگر وہاں مدینے کی گلیوں میں رات کو پہرہ دینے والا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہے تو یہاں جھنگ کی گلیوں میں راتوں کو پہرہ دینے والا ایم این اے ایثار القاسمی شہید ہے۔

اگر وہاں خنساء کے چار شہید بیٹے نظر آتے ہیں تو یہاں نارتھ کراچی کی ایک ماں کے چار سگے بیٹے نظر آتے ہیں۔

اگر وہاں دو دو سگے بھائی شہادت کا جام نوش کرتے ہیں تو یہاں سعود اور مسعود ان کی مثال بنتے ہیں۔

اگر وہاں باپ اور بیٹا شہید ہے تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حق نواز اور اظہار اور عبدالغفور ندیم و معاویہ ان کی راہ اپناتے ہیں۔

اگر وہاں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی گردن کاٹی گئی تو یہاں گجرانوالہ کے قاسم کی گردن

کانی گئی۔

اگر وہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ تختہ دار کی زینت بنتے ہیں تو یہاں غازی حق نواز دیگر کئی نوجوان پھندے پہ جھولتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اگر وہاں شب زفاف منانے سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لاشہ نظر آتا ہے، تو یہاں نکاح ہوجانے کے بعد اپنی بیوی کے پاس جانے سے کچھ گھنٹے پہلے شہید ہوتا ہوا نا گن چورنگی کا بھائی عارف نظر آتا ہے۔

اگر وہاں اپنے ایک سال کے بچے کو روتا ہوا چھوڑ کر انصار قبیلے کے سردار حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نظر آتے ہیں تو یہاں ایک سال کی بچی کو روتا ہوا چھوڑ کر جان دینے والا مفتی عبدالمنان نظر آتا ہے۔

اگر وہاں سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے دکھائی دیتے ہیں تو یہاں ملتان کانفرنس میں شریک صحابہؓ کے چالیس غلام اپنے جسم کے اعضاء بکھیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اگر وہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کو آنکھوں سے محروم کردیا گیا تو یہاں بھائی لئیق کی بینائی چھین لی گئی۔

اگر وہاں طفیل بن عمرؓ دوسی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معذور ہوتے ہیں تو یہاں کورنگی کے بھائی امداداللہ ہمیشہ کے لئے معذور ہوکر اپنی زندگی کے دن گنتا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا ابن ظہیر کلیانوی دامت برکاتہم کی یہ منفرد کوشش ''پروانے صحابہؓ کے'' حوصلوں کو جلا بخشنے والی لازوال، تاریخ ساز کتاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت پر جان نچھاور کرنے والوں کی تاریخ کو محفوظ کرنے کی ایک انوکھی مثال ہے جو کہ اس وقت کی ایک اہم ضرورت بھی تھی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔آمین

CamScanner

رائے گرامی

عزیمتوں کا سفر

مولانا تاج محمد حنفی
(جنرل سیکرٹری اہلسنت والجماعت کراچی)

اسلام کی تاریخ میں کوئی زمانہ ایسا نظر نہیں آتا جس میں اہل حق وصداقت و داعیان اسلام اور محافظین دین متین پر ابتلاء اور آزمائش کے جھکڑ نہ چلے ہوں۔ ہتھکڑی سے زندان تک اور زندانوں سے لے کر تختہ دار تک کربناک لمحے، ظلم و جبر، تشدد و بربریت اور مخالفت و طعنے نہ آئے ہوں، تاریخ میں ایسا دور نظر نہیں آتا حق کی راہ میں مصائب، آلام، تکالیف و امتحان کا آنا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انکار کوئی کرے تو کیوں کرے اور کیسے کرے۔ اس پر اللہ کا لاریب کلام قرآن شاہد ہے:

ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة ولما یأتکم مثل الّذین خلوا من قبلکم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا حتّٰی یقول الرسول والّذین اٰمنوا معه متٰی نصر اللّٰه الا ان نصر اللّٰه قریب.

ترجمہ: کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ جنت میں بغیر دکھ اٹھائے داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں ابھی تک ایسا کوئی عجیب حادثہ نہیں پیش آیا جو پہلے لوگوں پر گزر چکا ہے۔ ان پر ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور مصائب نے ان کو اتنا زچ کیا کہ اس زمانے کے پیغمبر بھی اور ان کے پیروکار بھی بے اختیار پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد۔ یاد رکھو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ گواہ ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مصائب و آلام کی گھاٹیوں سے گزارا گیا، جی ہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں پھول نہیں

CamScanner

کانٹے بچھائے گئے، انہوں نے ساتھ دینے کے بجائے مخالفت کی۔ سرداروں نے ظلم وجبر کی نئی تاریخ رقم کی، شعب ابی طالب کی زندانوں کا بھوک وغربت وتنگدستی کا رنج اٹھانا پڑا، بالآخر بلدامین کو حق کی خاطر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، جی ہاں پھر اس دور میں جو جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا اسی قدر مصائب وآلام سے دوچار ہوا۔ وہ کیسے مصائب ہوں گے جن کے بارے میں قرآن نے ''واوذوا فی سبیلی ''فرمایا اوران قربانیوں پر مہر تصدیق ثبت کردیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، گرم سلاخوں کے ساتھ داغا گیا، گرم کڑھائے میں ڈالا گیا۔ اونٹوں کے ساتھ باندھ کر اونٹوں کو مخالف سمت میں چلا کر چیرا گیا۔ تاریخ بتاتی ہے پھر ائمہ مجتہدین کا دور آیا، ان پر بھی بڑی بڑی آزمائشیں آئیں، امام اعظم کو زنداں میں ڈالا گیا۔ امام احمد بن حنبل کو دو سال قید میں رکھا گیا، پشت پر کوڑے مارے گئے۔ امام مالک کا منہ کالا کر کے مدینہ کی گلیوں میں پھرایا گیا، امام بخاری کو دھکے دے کر بخارا سے نکالا گیا، امام مسلم پر کفر کے فتوے لگے، امام نسائی کو مسجد کے صحن میں شہید کردیا گیا، امام ابن تیمیہ اور مجدد الف ثانی کو زندان میں ڈالا گیا، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے انگوٹھے کاٹ دیئے، سید احمد اور شاہ اسماعیل کا خون بہایا گیا۔ تاریخ بتاتی ہے حاجی امداد اللہ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا، شیخ الہند محمود الحسن اور مولانا حسین احمد مدنی کو مالٹا کے جزیرے میں قید کیا گیا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا احمد علی لاہوری نے سالہا سال تک جیلوں کو آباد کیا، تحریک آزادی لاتعداد علماء اور عوام کو جیلوں میں ڈالا گیا تحریک پاکستان میں بے شمار مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور تحریک آزادی کشمیر میں ہزاروں علماء اور نوجوانوں کو شہید کردیا گیا اور تحریک ختم نبوت میں دس ہزار نوجوانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ہزاروں علماء اور نوجوان اور عوام الناس سالہا سال جیل میں رہے، قربانیوں کا یہ تسلسل جاری رہا، اہل حق اپنے خون سے گلشن کی آبیاری کرتے رہے اور اس دور میں امیر عزیمت اس کی جماعت، صحابہ کے پروانوں نے غلبہ اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کا تزکیہ اور تربیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، جوامت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے عینی گواہ ہیں، جو فرمانِ نبوت کے اوّلین راوی اور قرآن

کے اوّلین گواہ ہیں، جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تئیس سالہ محنت کا ثمر ہیں، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اس وقت لبیک کہا اور آپ کے دست و بازو بنے جس زمانہ کو قرآن نے ''في ساعة العسرة '' کہا ہے اور جنہوں نے اپنے مال و دولت، عہدہ و منصب، کاروبار و تجارت، گھر و جائیداد بلکہ سب کچھ اسلام پر لگایا بلکہ اپنے خون سے گلشن اسلام کی آبیاری کی، ہر مشکل گھڑی میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹے رہے۔

ان کے دفاع کے لئے پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ اذیتیں اٹھائیں اور سب سے زیادہ قربانیاں صحابہ کے ان پروانوں نے دی ہیں، بلا مبالغہ ہزاروں شہادتیں، ہزاروں جھوٹے مقدمات، قید و بند کی صعوبتیں، قید تنہائی، ہتھکڑی بیڑی، تشدد، اپنوں کے طعنے، غیروں کی سازشیں، دشمن کے الزامات، حکمرانوں کی بربریت یہ سب کچھ مال و دولت، عہدہ و منصب، پرمٹ پلاٹ، جاہ و جلال، حکومت وزارت، بینک بیلنس کے لئے نہیں بلکہ صحابہ کے پروانوں نے فقط اور فقط حفاظت اسلام کے لئے یہ مصائب و آلام اٹھائے اور قربانیاں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کا بدلہ روز قیامت ضرور عطا کرے گا۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ صحابہ کے پروانوں کی ان مثالی قربانیوں سے عوام واقف نہیں، ہماری مظلومیت سے قوم بے خبر ہے، میڈیا کے ذریعے اتنا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ ہم مظلوم تھے مگر پروپیگنڈہ کے زور پر ہمیں ظالم دکھایا گیا، ہم بے قصور تھے، ہمیں قصوروار ٹھہرایا گیا، ہم مجروح تھے ہمیں جارح بتایا گیا، ہم امن کے داعی تھے، ہمیں امن کا مخالف باور کرلیا گیا، ہم اتحاد بین المسلمین کے پرزور حمایتی تھے ہمیں اتحاد کا مخالف باور کرایا گیا، ہم فتنہ و فساد کا خاتمہ چاہتے تھے ہمیں اس کا برعکس باور کرایا گیا، عالمی حالات نے پلٹا کھایا، حالات کے بدلنے سے سب کچھ بدل گیا، اب کسی سے کیا امید کہ اب کوئی حق کو حق، سچ کو سچ، امن پسند کو امن پسند، محب وطن کو محب وطن، بے قصور کو بے قصور کہے گا۔ نفسانفسی کا دور ہے، ہر زبان پہ نفسی نفسی کا ورد ہے، اب رجل رشید کہاں ہے اور کون ہے جو صحابہ کے ان پروانوں کے خلاف ہونے والے اس پروپیگنڈہ کا توڑ کرے اور حقائق قوم کو بتائے اور یہ اس وقت کا تقاضا تھا کہ قربانیوں کو تاریخ کا حصہ بنایا جائے تاکہ حقیقت حال سے دنیا واقف ہو۔ مظلوم اور ظالم کا چہرہ واضح

CS CamScanner

ہو، خون بہانے والے اور خون دینے والوں کا چہرہ واضح ہو، لاشیں اٹھا کر بھی امن کی بات کرنے والے محب وطن اور امن کے دشمنوں میں حد فاصل قائم ہو، تحریکی قربانیوں کو تحریر میں لا کر محفوظ کیا جائے تا کہ حال والوں پر حقیقت حال آشکار ہو اور مستقبل میں آنے والے صحابہ کے تابع داروں کے لئے نشان منزل اور مشعل راہ کا کام دیں۔

احقر عرصے سے اس بارے میں فکر مند تھا، اللہ نے میری دلی مراد پوری کردی، برادرم فاضل جلیل حضرت مولانا ابن ظہیر کلیانوی حفظہ اللہ نے اس کارِ خیر کا آغاز خوبصورت انداز میں کردیا ہے، کلیانوی حفظہ اللہ ایک جید عالم، قابل مدرس، حق گو خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ رواں دواں قلم کے مالک، اچھے قلم کار بھی ہیں، امید ہے کہ اب تحریر کا یہ سلسلہ آگے چلے گا۔ فی الحال اس کتاب ''پروانے صحابہؓ کے'' میں صرف 150 شہدائے ناموس صحابہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، آگے پروانوں کی ایک لمبی فہرست ہے، سفر طویل ہے، پھر سینکڑوں وہ پروانے ہیں جو اس راہ میں زخمی اور معذور ہوگئے ہیں، آگے ان پر قلم اٹھائیں گے۔ یہ مولانا کلیانوی اور ادارہ اہلسنت کی پہلی خوبصورت اور کامیاب کاوش ہے، مجھے امید ہے کہ صحابہ کے چاہنے والوں کو یہ محنت پسند آئے گی۔

اس لئے تمام اہلسنّت سے گزارش ہے کہ اسے تمام کتب خانوں، مدارس و مساجد، جامعات کی لائبریریوں اور تمام طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد تک پہنچانا ہم سب کا فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ انشاء اللہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ہماری مظلومیت اور اصل حقائق سے لوگ لاعلم نہیں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب اور ناشر کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس محنت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی سچی محبت اور اطاعت کی توفیق نصیب فرمائے۔

CS CamScanner

رائے گرامی

کلیانوی، فاروقی شہید کے نقش قدم پر

مولانا نعمان ضیاء فاروقی
رہنما اہلسنت والجماعت پنجاب

اللہ رب العزت ہر دور کے اندر کسی نہ کسی انسان کو اپنے دین متین کی خدمت کے لئے چن کر منتخب کرتے ہیں، مجھے فخر ہے کہ میرے والد گرامی قدر بھی انہی باشعور اور غیرت مند لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے دین محمدی کی ترویج کی خاطر اپنی زندگی بسر کی۔

میں سات سال کی عمر کو پہنچا تو جب میرے والد گرامی قدر حضرت علامہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گئے، وہ بھی ایسے انداز کے ساتھ جس انداز کو صدیوں یاد رکھا جائے گا۔ والد محترم کے فقط 43 سال کے کیریئر میں انہوں نے بے شمار کارنامے سرانجام دیئے، میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے والد محترم کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی تحریروں پر نظر ڈالی تو میں ہرگز حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا، انہوں نے مختصر سی زندگی میں دین کا کونسا ایسا پہلو ہے جس پر کام نہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے اس انجمن کی بنیاد تو ضرور رکھی مگر میرے والد گرامی نے انجمن کو جماعت کی شکل میں ڈھالا اور قومی دھارے میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

ان کی اس جماعت کے لئے بہت سی بے مثال قربانیاں ہیں، انہوں نے اس جماعت کو ہر شعبے میں تقسیم کیا اور ہر ہر چیز کو ریکارڈ کی شکل میں لایا گیا۔ یہ بات میں اس وجہ سے یہاں بیان کر رہا ہوں کہ جب مجھے پتہ چلا کہ میرے پیارے بھائی ابن ظہیر کلیانوی (اللہ پاک میرے اس بھائی کو ہر بد نظر سے بچائے) نے آج ان کی شہادت کے تقریباً بیس سال گزرنے کے بعد انہی کی سنت کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے اور سینکڑوں شہداء کے تذکرے کو موتیوں کی

CS CamScanner

شش میں ایک تسبیح کی مانند اکٹھا کیا ہے تو یقین مانیں میرے لئے خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، کیونکہ میرے والد گرامی اس بات کو ہر لحاظ سے ترجیح دیتے کہ میرے اس مشن کا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن دنیا میں جہاں جس حالت میں موجود ہو وہ ہمارے ریکارڈ میں پایا جائے مگر زندہ تو زندہ عرصہ دراز سے اس بات کی طرف غیر دانستہ طور پر توجہ نہیں دی گئی کہ ہمارے شہید ہونے والے نوجوانوں کی زندگیاں کیسی تھیں لیکن اب وہ سوچ ابن ظہیر کلیانوی کی صورت میں زندہ ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے کہ انہوں نے ہمارے بے شمار شہداء کی طرف سے جو ہم پر قرض تھا ان کی زندگیوں کو دنیا کے سامنے لا کر حقیقت میں مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ کی اس سوچ کو عملی جامعہ پہنایا جسے ہم عرصہ 20 سال سے نہ چاہتے ہوئے بھی نظر انداز کر رہے تھے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ کتاب (پروانے صحابہؓ کے) میں جن شہداء کا تذکرہ کیا گیا ہے یا آئندہ ان شاء اللہ کیا جائے گا قیامت والے دن اللہ کے حضور اسی گلدستہ کی صورت میں پیش ہوں گے اور اللہ پاک کے پیارے پیغمبر سیدی شاہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے داد محبت وصول کریں گے۔

''پروانے صحابہؓ کے'' کتاب کی پہلی جلد کی اشاعت کے وقت برادرم ابن ظہیر کلیانوی کی طرف سے حکم ملا مگر ناگزیر وجوہات کی بناء پر اپنا حصہ تقریظ کی شکل میں شامل نہ کر سکا لیکن اس بار یہ دلی خواہش بھی پوری ہو گئی۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت صحابہ کے دفاع کے صدقے برادرم کلیانوی کی اس خدمت کو قبول و منظور فرمائیں اور جن کے اسباق کو پڑھ کر ہم اس مشن کے لئے برسر میداں ہیں ان عظیم ہستیوں کے درجہ کو مالک لایزل اعلیٰ درجات پر فائز کرے اور ہمیں تا قیامت اس مشن برحق کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائے۔

CamScanner

رائے گرامی:

نسلوں پہ احسان

مولانا عبدالجبار حیدری
رہنما اہلسنت والجماعت سندھ

کتاب ''پروانے صحابہؓ کے'' کامصروفیات کی وجہ سے چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ جان قربان کرنے والوں کے حالات وواقعات پڑھ کر دل اس بات کا اقرار کیے بغیر نہیں رہتا کہ اس گئے گزرے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مرمٹنے والوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ کر دکھائی ہے۔ اللہ رب العزت ان حضرات کی قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

برادرم علامہ ابن ظہیر کلیانوی مدظلہٗ نے شہداء کے حالات وقربانیوں کو یکجا کر کے آنے والی نسلوں پر احسان کیا ہے اور انہی شہداء کے نقش پا سے راہ حاصل کرنے کا سامان مہیا کر دیا ہے۔

اللہ رب العزت موصوف کی اس گراں قدر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شہادت، سعادت کی نصرت نصیب فرمائے۔

رائے گرامی

شہداء، تحریک مدح صحابہؓ کے ماتھے کا جھومر

مولانا خالد محمود ارشد
ترجمان اہلسنّت والجماعت، کراچی

باسم رب الشہداء

شہداء کسی بھی تحریک جو کہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے چلے اس کے ماتھے کا جھومر ہوتے ہیں اور انہی کے خون سے چلنے والے دیپ آنے والوں کے لئے نشان منزل کا پتہ دیتے ہیں۔ تحریک تحفظ صحابہ کرام و اہل بیت عظیم رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی شہداء اس تحریک کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ انہی لوگوں نے اپنا پاک خون صحابہ کرامؓ کی عزت و حرمت کے لئے اللہ کی راہ میں بہا کر اس تحریک کو استحکام و دوام بخشا اور رہتی دنیا تک امر ہو گئے اور انہی کے بارے میں اللہ رب العزت قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.

ترجمہ: اور مردہ مت کہو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں لیکن شعور نہیں۔

مجدد العصر، امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ کے مشن پر چلنے والوں کو اپنے شہداء کے مشن کا پاسبان بننا ہے اور حالات کو دیکھ کر دل چھوٹا نہیں کرنا کیونکہ حق والوں پر آزمائش اور امتحان آتے رہتے ہیں۔ ہم نے شہداء کے نقش قدم پر چلتے رہنا ہے اور انہی سے جاملنا ہے۔ بہر حال شہداء کے تذکرے سے ایمان کو تازگی اور حلاوت ملتی ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی شہداء ناموس صحابہؓ کے تذکرے کو قلم کی نوک پر لا کر تاریخ کا حصہ بنا دے۔

اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے برادر ابن ظہیر کلیانوی کو چنا اور انہوں نے "پروانے صحابہؓ کے" کے نام سے شہداء ناموس صحابہؓ کے تذکرہ کو صفحات کی زینت بنا کر آنے والی نسلوں کے لئے مشعلیں روشن کر دیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان کے قلم کو اور روانی و طاقت عطا فرمائے۔

رائے گرامی:

ابن ظہیر کلیانوی کی لافانی تحریریں

عبدالستار اعوان

کالم نگار روزنامہ ''اسلام'' و ''نئی بات''

وطن عزیز کے دینی، علمی اور فکری حلقوں میں ابن ظہیر کلیانوی کا نام اور کام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ جناب کلیانوی کی اپنے نظریئے اور مشن سے وابستگی بڑی گہری ہے اور ان کی جہدِ مسلسل کسی فرہاد کی تیشہ زنی سے کم ہرگز نہیں۔ ان کا فکری لگاؤ قابل تحسین اور نظریاتی کمٹمنٹ قابل ستائش ہے۔ ان کا شمار ایسے لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں دستِ قدرت سے غیر معمولی صلاحیتیں ودیعت ہوا کرتی ہیں۔ ابن ظہیر کلیانوی صاحبِ علم وفن ہیں اور ان کے فن کی دو جہتیں ایسی ہیں جن کی بدولت وہ نمایاں مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ ایک وہ صاحبِ اسلوب قلم کار ہیں اور دوسرا بہترین مقرر اور خطیب۔ نظریئے اور مشن سے لگن (Devotion) ان کی تحریروں میں بڑی واضح نظر آتی ہے۔ ان کے مضامین اکثر وبیشتر نظروں سے گزرتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں اپنے موقف کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

اس وقت میری نظروں کے سامنے ان کی تازہ تصنیف ''پروانے صحابہؓ کے'' جگمگا رہی ہے۔ روشنی بکھیرتی یہ تحریریں شہیدانِ ناموس صحابہؓ پر لکھی گئی ہیں، یہ محض وقتی تحریریں نہیں بلکہ زندہ و جاوید دستاویز کے حامل رشحاتِ فکر ہیں۔ کتاب کے عنوان کے لئے انہوں نے ''پروانے صحابہؓ کے'' جیسے خوبصورت نام کا انتخاب کیا ہے جو کتاب کے نفس مضمون اور اس کی معنویت و تفہیم کو اور بھی واضح کر دیتا ہے۔ یہ اُن عظیم شخصیات کی داستانِ عشق و وفا ہے جن کے چھوڑے ہوئے نقوش قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ شہیدان ناموس صحابہؓ کے کارہائے نمایاں کو کتابی صورت میں قلمبند کرنا ایک بہت بڑا علمی، فکری اور

CamScanner

تعمیری کام ہے جو جناب کلیانوی جیسے باصلاحیت اور صاحب بصیرت وذی استعداد قلم کار کے حصے میں آیا ہے۔ بلاشبہ ان کا یہ کام صدقہ جاریہ اور بارگاہ خداوندی میں باعث اجر وثواب بھی ہے۔ جناب کلیانوی ڈھیروں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے شہیدان ناموس صحابہؓ کے ایمان افروز حالات وواقعات سپرد قلم کر کے اپنی تصنیف میں گویا یاقوت اور ہیرے پرو دیئے ہیں۔ میرا ایقان کہتا ہے کہ جس طرح حضرات صحابہ کرامؓ کی عفت وناموس پر جانیں لٹانے والے تاریخ کے صفحات پر امر ہو گئے ہیں اسی طرح ان کے تذکرہ ہائے وفا پر مشتمل یہ مجموعہ بھی لافانی اور لازوال حیثیت اختیار کر جائے گا اور اسے تحریر کرنے والے مصنف کا نام بھی تاریخ کے افق پر ہمیشہ جگمگائے گا۔

میں اس بہترین کاوش پر جناب کلیانوی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان سے ایک گزارش بھی کرتا ہوں کہ ابھی اس عنوان پر بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے، وطن عزیز کے طول وعرض میں ایسے لاتعداد شہدائے ناموس صحابہ ہیں جن کا تذکرہ ابھی تک آپ جیسے قلم کاروں پر قرض ہے۔ لہٰذا اس موضوع پر کام اور تحقیق جاری رکھتے ہوئے دیگر شہداء کے معطر تذکرے کو بھی محفوظ فرما دیجئے تاکہ آنے والی نسلیں ان عظیم نفوس کے کارہائے نمایاں سے آگاہی حاصل کرتی رہیں۔ میں دعاگو ہوں کہ باری تعالیٰ اپنے پیارے محمد عربیؐ اور ان کے جانثار صحابہ کرامؓ کے صدقے آپ سے تاحیات ایسے مقدس عنوانات پر کام لیتا رہے اور آپ کے علم وفن میں برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین

CS CamScanner

رائے گرامی:

شہداء ہماری روح

محمد سکندر شاہ
(کالم نگار ہفت روزہ ''اہلسنت'')

شہداء سے ہماری روحوں کا رشتہ ہے شہداء ناموس صحابہؓ کی زندگی کی یادوں کو اکھٹا کرنے پر مولانا ابن ظہیر کلیانوی صاحب خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ اس وقت ایسی کتاب تحریر کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے گھر کے گھر لٹ گئے ہیں۔ ان عظیم شہدا کے تذکروں اور واقعات سننے سے ہماری ایمانی کیفیت تبدیل ہوگی ہم میں بھی ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اس کتاب کا اجراء کر کے تاریخی قدم اٹھایا گیا ہے۔ علامہ تاج محمد حنفی صاحب نے اس کتاب کے شائع کرنے کا تذکرہ کیا تھا تب سے ہی اس کتاب کو پڑھنے کا شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ شہداء کے حالات و واقعات جمع کرنے پر مولانا ابن ظہیر کلیانوی صاحب اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے تمام احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے اس کتاب کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے تمام احباب اس کتاب کو آگے سے آگے پھیلانے کی کوشش کریں اس سے تحریک تحفظ ناموس صحابہ کو تقویت ملے گی۔

CS CamScanner

رائے گرامی:

عزیمت کے رہرو

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

مصنف و کالم نگار روزنامہ ''اسلام''

عزیمت کے قافلے کے چند رہروں کا تذکرہ ہدیۂ قارئین ہے، حضرت جھنگوی شہید کے کارواں میں اس طرح کی بے شمار داستانیں رقم ہیں۔

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نجانے کتنے ہیں

زیر نظر کتاب میں اکثر شہدائے کراچی کا تذکرہ ہے جبکہ دیگر علاقوں کے شہداء بھی شامل ہیں۔ گویا یہ ایک لہو رنگ داستان ہے۔ ان 150 سے زائد شہداء کے تذکرے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ 7000 شہداء کی عزیمتوں کی تاریخ کا کیا عالم ہوگا۔

برادر مکرم مولانا ابن ظہیر کلیانوی مدظلہٗ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے زیر نظر کتاب میں 150 شہداء کا تذکرہ ہماری نظر کر کے ایمان کو تازگی اور ولولوں کو جلا بخشنے کا سامان فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قلم کو نوجوانوں کے جذبات اور عزائم کو طاقتور بنانے کا ذریعہ بنائے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

رائے گرامی:

وہ مرتے نہیں، مر کر زندہ ہو جاتے ہیں!

مولانا مدثر جمال تونسوی

(کالم نگار ہفت روزہ "القلم")

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس وقت نبی کریم ﷺ پر سورہ الفتح نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَزَلَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ سُوْرَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَافِيْهَا

مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دُنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے

(تفسیر ابن کثیر)

اس سورت مبارکہ کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے آغاز میں خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس کا بیان ہوا ہے اور اس کے اختتام پر خاتم النبیین ﷺ کے جانثار پروانے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان مبارک کے بیان پر ہوا ہے۔

پہلی آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کو بشارت دی کہ:

بے شک ہم نے آپ کو کھلی اور واضح فتح دیدی ہے (سورۃ الفتح:۱)

آخری آیت مبارکہ میں اس بشارت کا سبب اور دلیل بیان کر دی کہ:

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں

گویا سوال ہوا کہ:

محمد (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے واضح فتح کیوں دی؟

جواب دیا گیا: کیوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں

پھر سوال ہوا: یہ فتح کیوں کر ملے گی؟ کن کے ہاتھوں ملے گی؟ کون ان کا ہم نوا اور کون

CS CamScanner

ان کا ساتھی اور کون ان کا جانثار اور ان کے دین کا مددگار ہوگا؟

جواب دیا گیا: وہ جماعت دیکھ لو جوان کے ساتھ ہے

پھر تاریخ عالم گواہ ہے کہ یہ فرمان ربانی سچ ثابت ہوا اور دُنیا میں آج جہاں بھی اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے وہ اسی فتح کا حصہ اور اسی مبارک جماعت کی قربانیوں کا ثمر ہے

تب دیکھو قرآن کریم کا یہ دعویٰ کس طرح ابھر کر اور جگمگا کر سامنے آ کھڑا ہوا ہے:

ذلک الکتاب لاریب فیه

اس کتاب میں کوئی شک ہے ہی نہیں!!

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی مقدس جماعت کی ناموس اور عزت کے تحفظ کے لیے وہی لوگ آگے بڑھتے ہیں جو رب کائنات جل جلالہ کے ہاں منتخب لوگ ہوتے ہیں!

کہنے تو وہ فقط صحابہ کے پروانے ہیں

مگر در حقیقت وہ:

قرآن کریم کے پروانے ہیں
نبی کریم کی سیرت کے پروانے ہیں
نبی کریم کی عصمت و تعلیم کے محافظ پروانے ہیں
نبی کریم کی پاکیزہ جماعت کے پروانے ہیں

ان کے خون کا ایک ایک قطرہ محافظ بنتا ہے قرآن کریم کی صداقت کا
ان کے جسم کا ایک ایک ذرہ قربان ہوتا ہے نبی کی پاکیزہ و مقدس جماعت پر
ان کے لہو کی ایک ایک بوند نعرہ بلند کرتی ہے عظمت صحابہ کا

یہ "جانثار" محسن ہیں ملت اسلامیہ کے

صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی ناموس کا تحفظ کیا
یہ پروانے صحابہ کرام کی ناموس کا تحفظ کرتے ہیں

اور جو اس راہ میں قربان ہوتے ہیں:

وہ مرتے نہیں، مرکر زندہ ہوجاتے ہیں

CS CamScanner

امیر عزیمت، بطل جلیل، سرخیل اہل سنت مولانا حق نواز جھنگوی شہید نور اللہ مرقدہ سے لے کر ایک چھوٹے کارکن تک کتنے ہی سینکڑوں خوش نصیب افراد ہیں جو اس مشن پر اپنی جانیں وار گئے اور بعد والوں پر اُن کا ایک قرض تھا کہ ان کی یادیں محفوظ کی جائیں، اگلی نسلوں کو ان کے کردار سے روشناس کرایا جائے اور الحمد للہ کہ اب اس کتاب کی شکل میں اس قرض کی پہلی قسط اداء ہونے جارہی ہے!

یہ مشکبار تذکرہ ہمارے دوست، نوجوان عالم دین، مضبوط فکر اور قوت استدلال سے مالا مال صاحب فکر، حالات کی آندھیوں سے نہ گھبرانے اور نہ ہی دائیں بائیں بھٹکنے والے راست نظر کارکن و رہنما مولانا ابن ظہیر کلیانوی (اللہ تعالیٰ انہیں باسلامت و باکرامت رکھے) نے مرتب کیا ہے۔

تاریخ عزیمت کے یہ سنہرے نقوش ہیں جو آج کے دور میں بھی اور بعد میں آنے والوں کے لیے بھی ایک مشعل راہ ہیں، ان کی فکر، ان کا جذبہ، ان کی تڑپ، ان کی قربانی، ان کی بصیرت، ان کی عزیمت اور ان کی لازوال قربانیاں ہر موڑ پر ایک سبق دے رہی ہیں اور ان تذکروں کو پڑھنے والا بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے:

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

مبارک باد پیش کرتا ہوں اپنے دوست مولانا ابن ظہیر کلیانوی صاحب کو کہ انہوں نے شہدائے اسلام اور شہدائے ناموس صحابہ کا یہ معطر و مشکبار تذکرہ قلم بند کیا اور اب یہ کتابی شکل میں مرتب ہو کر ایک تاریخی دستاویز کی شکل میں محفوظ ہو رہا ہے۔

اس مبارک مشن سے وابستہ نوجوان اس گلدستہ گل رنگ سے بھرپور استفادہ کریں اور ان سچے اور سُچے لوگوں کی زندگی کو مشعل راہ بنائیں! یہ تو وہ راہ ہے:

راہ وفا میں ہر سو کانٹے، دھوپ زیادہ، سائے کم
لیکن اس پر چلنے والے، خوش ہی رہے، پچھتائے کم

رائے گرامی:

وہ جوامر ہو گئے

مولانا محمد اسماعیل یوسف

رہنما سنی علماء کونسل، اوکاڑہ

خالق کائنات کی مخلوقات میں ایک چھوٹی سے مخلوق ہے جس کا نام ہے،''پروانہ'' ہے یوں بظاہر اس چھوٹی سے مخلوق کے وجود سے حضرت انسان کو کوئی فائدہ بھی نہیں مگر پھر بھی شعراء کا کلام اس کی تعریف سے بھرا پڑا ہے اور وفا کے ذکر میں بطور مثال پیش کرنے کے لئے شاید اس سے بہتر کوئی مثال نہیں۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

''پروانہ'' اگر اس لفظ کو یوں پڑھا جائے ''پروا......نہ'' جی جسے اپنی پرواہ نہیں تو اپنے مسمی پر پوری طرح صادق آتا ہے، کتاب کا نام ہے ''پروانے صحابہؓ کے'' یعنی ان عظیم لوگوں کا تذکرہ کہ جنہوں نے ناموسِ صحابہ کے علم کو بلند رکھنے کے لئے اپنی کسی چیز کی پرواہ نہ کی۔

برادرم، عزیزم مولانا ابن ظہیر کلیانوی صاحب زید مجدہٗ کو اللہ رب العزت نے بہت نعمتوں سے نوازا ہے اور وہ اپنے ہم سبق اور ہم عصر ساتھیوں اور دوستوں سے بہت ہی ممتاز ہیں۔ میدانِ تدریس میں اس کم عمری میں ہی ابتداء سے دورہ حدیث تک کے اسباق مسلسل پڑھا رہے ہیں، میدان خطابت میں صرف شہر کراچی ہی نہیں بلکہ ملک کے دوسرے صوبوں تک وہ وقتاً فوقتاً اپنے شعلہ نوائی کا صور پھونکتے ہیں ان کے خطبات مدلل ہوتے ہیں، وہ لفاظی کے بجائے قرآن وسنت کو بنیاد بنا کر اپنے سامعین کے دلوں تک اپنے دل کی بات پہنچاتے ہیں۔

تصنیفی میدان میں ان کارواں قلم ''دورِ طالب علمی'' ہی سے اپنی بہاریں دکھا رہا ہے۔

ایک اور سب سے بڑی سعادت جو اللہ رب العزت نے انہیں بار بار بخشی ہے وہ حرمین شریفین میں حاضری کی سعادت کہ تحصیل علم کے مروجہ نصاب سے فراغت کے بعد سے اب تک کئی بار

CS CamScanner

وہ حرمین شریفین کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر چکے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

زیر نظر کتاب ان کے ان کالموں کا مجموعہ ہے جو ایک ہی عنوان پر مختلف شہدائے کے تذکرے کے ساتھ چھپتے رہے، ان عظیم لوگوں کا تذکرہ کہ جن کی قربانیاں دیکھ کر شورش کاشمیری مرحوم کے یہ شعر زبان پر آجاتے ہیں ؎

زیادہ دن نہیں گزرے یہاں کچھ لوگ رہتے تھے
جو دل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شمار ان کا
فضاء سے کھیلتے تھے وقت کے الزام سہتے تھے

کتاب پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا جن افراد کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی بنیاد ''سنی سنائی'' کہ کسی سے سن کر لکھ لیا یہ نہیں بلکہ اکثر شہدائے کرام ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ موصوف کی ذاتی شناسائی تھی، ان کی جدائی کا غم موصوف سے بذاتِ خود اپنے دل پر محسوس کیا بلکہ میں نے خود کئی احباب کی شہادت پر ان کو بلبلا کر روتے دیکھا۔ ان شہداء کے ساتھ گزارے وقت کی حسین یادوں کو موصوف نے قلم کا سہارا لے کر قرطاس کی زینت بنا لیا ہے اور آنے والی نسلوں کو شہداء ناموس صحابہ کی تاریخ کا تحفہ دیا۔ جی ہاں ان افراد کا تذکرہ جو دشمن کی نظر میں تو مر گئے مگر حقیقت میں امر ہو گئے اور موصوف نے ان کے تذکرے کو امر کر دیا۔

دل سے دعا ہے کہ رب کائنات میرے اس عظیم دوست کو مزید عظمتوں سے نوازے، شریروں کے شر اور بری نظر سے محفوظ رکھے۔ آخر میں شہداء کے حوالے سے آغا شورش کاشمیری مرحوم کے ان اشعار کے ساتھ اجازت کہ ؎

افق کی سرخ قبا سے سراغ ملتا ہے
ہمارا خون ستاروں میں جگمگائے گا
ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

مقدمہ

حافظ حبیب اللہ مجاہد

معروف کالم نگار و مصنف

زیادہ پرانی بات نہیں یہ نوے کی دہائی کا قصہ ہے کہ جب ہم نے طالب علم کی حیثیت سے کراچی شہر میں قدم رکھا۔ زمانہ طالب علمی کا دور شاہی دور ہوتا ہے جب ایک طالب علم کی کل کائنات اس کے مدرسے کے اردگرد گھوما کرتی ہے۔ یہ آج کی طرح جدید دور نہ تھا کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پھر سوشل میڈیا نے انگلیوں کے پوروں میں دنیا کو سمیٹ دیا ہو، تب روابط کا ذریعہ خط یا بہت زیادہ کاسٹ ہوا تو ٹیلی فون ہوا کرتا تھا جو طالب علم کی دسترس سے باہر تھا۔ حالات حاضرہ سے طالب علم کی واقفیت کا سوال ہی کم پیش آتا تھا۔ بہت ہوا تو کسی چائے خانے پہ اخبار پڑھ لیا، اخبار پڑھنے والوں میں بھی اس کی بڑی تعداد ان طلبہ کی تھی جو کرکٹ اور کھیلوں کی خبریں پڑھتے تھے اور دوسرے نمبر پر ان طلبہ کو اخبارات میں دلچسپی ہوا کرتی تھی جن کا تعلق کسی مذہبی تحریک یا جماعت سے ہوتا۔ وہ وقت یاد ہے جب عشاء کی اذان کے بعد وضوخانے کے اردگرد طلباء کے مختلف گروپ محو گفتگو ہوتے، ان میں ایک دو گروپ ان طلبہ کے ہوتے جو کسی باخبر طالب علم سے اُس دن کی کسی اہم خبر کے بارے میں استفسار کرتے، وہ ساتھی بھی تفصیل کے ساتھ خبر اور تبصرہ بھی نشر فرماتا۔ ان دنوں اہم اور HOT نیوز اکثر یہ ہوا کرتی تھی کہ آج کراچی کے فلاں علاقے میں مدرسہ کے طلباء پر حملہ ہوا اور اتنے شہید ہو گئے۔ مسجد میں یا راہ چلتے حملہ میں اتنے طلبہ یا دینی کارکن شہید ہو گئے۔ یہ سلسلہ شہادتوں کا اس تسلسل کے ساتھ چلا کہ بلا مبالغہ ہمیں مدرسہ سے باہر راہ چلتے عقب سے آنے والی کسی تیز رفتار گاڑی سے خوف سا آتا۔ گویا ؎

اس قدر خوف ہے شہر کی گلیوں میں کہ لوگ
جاب سنتے ہی لگ جاتے ہیں دیوار کے ساتھ

CS CamScanner

شہید ہونے والوں میں سے اکثر کا تعلق سپاہ صحابہؓ سے ہوتا تھا۔ تب کے شہداء میں سے اکثر کو تو نام سے بھی نہیں جانتے تھے تاہم کچھ نامور قائدین اس سے مستثنیٰ تھے جنہیں جلسوں وغیرہ میں دیکھا ہوتا لیکن ان دنوں جو لوگ جنازوں کو کندھا دیتے، جنازے پڑھانے اور مظلوم کارکنوں اور لواحقین کو تسلی اور امن کا درس دینے والے تھے اُن میں سے اکثر جماعتی قائدین کو بعد میں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ نوے کی دہائی میں شہادتوں کا دور چلا، درمیان میں کچھ وقفے کے بعد 2000ء کی دہائی میں پھر سے شروع ہوا۔ پہلے دور میں جب روز شہادتوں کی خبریں سننے، پڑھنے کو ملا کرتیں ہم ابتدائی طالب علم کے دور سے گزر رہے تھے اور دوسرے دور میں جب شہادتوں کا سلسلہ تیز ہوا تو ہم اسیری کے امتحان سے دوچار تھے۔ درمیان والا جو دور بچتا ہے اس میں نسبتاً امن رہا وہ دور ہماری جماعتی سرگرمیوں کا دور تھا۔ اسی دور میں جماعت کی نشاۃ ثانیہ ہوئی کیونکہ نوے کی دہائی کی ساری قیادت اس وقت گرفتار ہو چکی تھی اور جماعتی سرگرمیاں ماند پڑ چکی تھیں۔ اس نشاۃ ثانیہ کے دور میں جن قائدین اور کارکنوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا یہ وہی تھے جو کہ 2000ء کے دہائی میں چن چن کر ہدف بنا کر شہید کیے گئے۔

''پروانے صحابہؓ کے'' انہی شہداء کا تذکرہ ہے جسے برادرم ابن ظہیر کلیانوی صاحب نے اپنے پرتاثیر قلم حقیقت رقم سے تحریر کر کے ایک وقیع دستاویز کی شکل میں محفوظ کیا ہے۔

ہدفی قتل (ٹارگٹ کلنگ) کی تاریخ:

اسلام کی تاریخ میں ہدفی قتل یعنی ٹارگٹ کلنگ کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ تاریخ اسلام کی ادنیٰ شدبدر رکھنے والا بھی اس بات سے واقف ہے کہ اسلام کی تاریخ کا سب سے پہلا ہدفی قتل اس شخصیت کا ہوا جس کے بارے میں اسلام کے مخالفین آج بھی کہتے ہیں کہ ایسا ایک اور حکمران ملا تو اسلام کو دنیا پر قیامت تک حکمران کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور دوسری طرف اہل اسلام کے لئے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام محسن کائنات سیّدنا محمد مصطفیٰ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا فرمائی کہ اسلام کو عزت بخشنے کے لئے ان کو ہدایت عطا فرما دے۔ جی ہاں یہ وہ عمر بن خطاب

CS CamScanner

رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ بنے۔ اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی خدمات اور فضائل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ امت میں کوئی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ خلافت سنبھالنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نظامِ حکومت کو جدید اور قابل عمل اصلاحات سے متعارف کرایا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی وسیع تر ہوا۔ دو سپر پاور کو شکست ہوئی۔ روم اور فارس کا شیرازہ ان ہی کے دور میں بکھرا۔ فارس کے مجوسی حکمرانوں کی باقیات کو یہ بات حد درجہ ناگوار گزری تھی کہ عرب جن کو وہ بدو کہا کرتے تھے، اس قدر طاقتور ہوئے کہ زرتشت کے تخت......ہی کو پیروں تلے روند ڈالیں۔ چنانچہ آل مجوس نے اپنی شکست و ریخت کا بدلہ لینے کے لئے دو طرح کے اقدامات کئے اور یہ ٹاسک دو لوگوں کو ملا۔ ایک کا تعلق براہِ راست فارس اور مجوسی قوم سے تھا۔ دوسرے کا تعلق اگرچہ عرب سے تھا مگر وہ نسلاً یہودی تھا۔ ایک اقدام کا ہدف مذہب تھا، دوسرے کا ہدف حکمران تھا۔

اسلام کو ہدف بنانے کے لئے عبداللہ بن سبا یہودی کو ٹاسک ملا جس نے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی جھوٹی اور غلو پر مشتمل تعریفات اور ان سے منسوب روایات کو فروغ دینے اور اسلام کے شیرازے کو بکھیرنے کے لئے تفرقے کی بنیاد ڈالی یوں جمل اور صفین کی جنگیں اور سانحہ کربلا سمیت خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے سانحات اسی سبائی تحریک کا نتیجہ تھے جبکہ دوسری طرف ٹاسک اس کے مجوسی غلام کو سونپا گیا جس نے مدینہ میں قیام کے دوران باقاعدہ پلاننگ سے سیّدنا امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عین مصلّٰی رسولؐ پر مسجد نبوی میں عین نماز کے موقع پر حملہ کر کے شہید کیا اور پھر موقع پر ہی اپنی جان بھی لے لی۔ یوں اسلام کی تاریخ میں حضرت عمر رضی الہ عنہ کا قتل ہدفی قتل تھا اور نہ صرف یہ بلکہ اس ناخوشگوار واقعہ سے اسلام کی تاریخ میں ''خودکش حملہ'' کی بھی ابتداء ہوئی، اس بدبخت اور ملعون قاتل کا نام ''ابولولو فیروز مجوسی'' تھا، اس کا تعلق ایران سے تھا اور آج کے اسلامی کہلانے والے ایران میں اس ملعون کافر کا مزار اہل ایران کا سرجع خاص ہے دنیا بھر سے زیارت کے لئے ایران جانے والے اس ملعون کے مزار خاص طور پر جانا لازمی اور قابل ثواب تصور کرتے ہیں۔

CS CamScanner

شہدائے کراچی کا بدنی قتل:

تاریخ کی یہی بات عجیب ہے کہ وہ اپنے آپ کو دہراتی ہے، ''ٹارگٹ کلنگ'' کا سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع ہوا اور تا حال جاری ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ جب سے وطن عزیز وجود میں آیا تب سے جاری ہے۔ کراچی بالخصوص اس سلسلہ کا نشانہ بنا چنانچہ ہر شعبہ زندگی کے ممتاز افراد کے علاوہ مختلف سیاسی و مذہبی گروہوں کے اہم اور مقامی افراد کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا۔ یہ فہرست بہت طویل ہے، یہاں جناب صلاح الدین جیسے صحافی حکیم سعید جیسے مسیحا گل زمان ایڈووکیٹ جیسے قانون دان، سہیل خان عظیم طارق جیسے سیاسی وسماجی رہنما نشانہ بنے اور اہل علم علماء کی فہرست تو بہت ہی طویل ہے۔ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، مفتی عتیق الرحمٰن، مفتی نظام الدین شامزئی، علامہ عبدالغفور ندیم جیسے عظیم علمائے کرام اس بدترین بدنی سلسلے کا نشانہ بنے۔

اسی فہرست میں وہ بھی شامل ہیں جن کے حالات زندگی پر مشتمل تذکرہ ''پروانے صحابہؓ کے'' میں آپ پڑھیں گے، اب آپ ذرا زحمت فرمائیں تو سرکاری رپورٹوں اور تفتیش کے نتائج ملاحظہ فرمائے کہ کراچی کو خون سے رنگنے اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعہ انسانی جانوں سے کھیلنے والوں کی پشت پر کون ہے؟

سلام ہے ہماری سیکورٹی ایجنسیوں اور سلامتی کے دیگر اداروں کو جن کی اور چوکس افسران واہلکاروں کی کوششوں کی بدولت یہ چہرے سامنے آئے اور یوں دنیا ایک ایسی حقیقت سے آگاہ ہوئی جس کے بارے میں چند ماہ قبل بھی بات کی جاتی تو کوئی مان کر ہی نہ رہتا۔ یہ ''کل بھوشن یادیو'' ہے جو بھارتی خفیہ ادارے کا اہم جاسوس ہے جو گزشتہ کئی سال سے پاکستان میں خاص کر بلوچستان اور کراچی میں دہشت گردوں کے مختلف نیٹ ورکس چلاتا تھا، یہ پاکستان آتا جاتا رہتا اور اپنے مقامی کارندوں اور سہولت کاروں سے مل کر ہدایات اور امداف دے کر واپس محفوظ ٹھکانے پر چلا جاتا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ محفوظ ٹھکانہ کہاں تھا؟ بھارت میں نہیں یہ محفوظ ٹھکانا ''ایران'' میں تھا۔ یادیو کے پاس ایران کا پاسپورٹ شناختی کارڈ اور ویزہ ہوتا تھا یہ نام نہاد ایرانی اسلامی شناخت کے ساتھ پاکستان آتا جاتا اور بے گناہوں

کے قتل عام کا نیٹ ورک چلاتا رہتا ان کے جن مقامی دہشت گردوں سے تعلقات تھے وہ گروہ یقیناً وہی ہے جو ایران کے قریبی ہیں۔ دوسرے نمبر پر لسانی اور قوم پرستی عناصر کو یہ اہداف اور سپورٹ فراہم کرتا۔

''مہدی موسوی'' بھی ایک خطرناک ٹارگٹ کلر اشتہاری تھا جو کراچی سے سیکورٹی اداروں کے ہاتھ لگا، اس کے براہِ راست ایران سے تعلقات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کراچی ایرانی قونصلیٹ کا باقاعدہ ملازم اور ترجمان (ٹرانسلیٹر) تھا، اشتہاری ہونے اور ٹارگٹ کلنگ کے جرم کے ساتھ ساتھ موصوف ایرانی سفارتی ملاقاتوں میں اعلیٰ سول وفوجی حکام سے بھی ملتا رہا حتیٰ کہ سائیں قائم علی شاہ سے ایرانی قونصلیٹ کی موجودگی میں اس کی ملاقات کی تصاویر میڈیا نے بھی چلائیں۔ ذرائع کے مطابق یہ کراچی میں کل بھوش یادیو نیٹ ورک کا اہم کارندہ تھا جو ٹارگٹ کلنگ کی وارداتوں میں ملوث تھا اور جسے اہداف اور احکامات ایران اور یادیو دونوں کی طرف سے ملتے اسی طرح کراچی ہی میں ٹارگٹ کلنگ، اغواء، بھتہ خوری اور گینگ وار کے بہت بڑے ملزم عزیر بلوچ کو بھی جب گرفتار کیا گیا تو وہ ایرانی پاسپورٹ ویزہ اور شناختی کارڈ پر ایک عرب ملک میں رہتا تھا۔

یہ تو وہ نام ہیں جو ہم نے بطور مثال ذکر کیے، قارئین! اس سے اندازہ لگائیں کہ اسلام کی تاریخ کا پہلا ہدفی قتل ایرانی مجوسیوں نے کرایا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور پاکستان میں بے گناہ علماء کرام اور عوام اور اہم افراد کے ہدفی قتل کا کھرا اب بھی اُسی ملک جانکلتا ہے۔

سیکورٹی اداروں کی اہم کامیابی:

کراچی میں جاری قتل وغارت کا سلسلہ نہ جانے کتنا دراز ہوتا اور نہ جانے کتنے معصوموں کا خون لیتا کہ اس دوران ہمارے مقتدر اداروں نے اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ بظاہر تو یہ ایک دہشت گرد کا نام ہوتا ہے مگر کروڑوں کی آبادی میں سے ایک شخص کو ڈھونڈ نکالنا سوئی کو بھوسے کے ڈھیر سے برآمد کرنے سے کم کارنامہ نہیں۔ کل بھوشن یادیو یا مہدی موسوی یہ لوگ انسانیت کے دشمن ہیں اور ان کے سرپرست درندے ہیں، اس کے جاسوس اور دہشت گردی کے نیٹ ورک کا پکڑنا آسان نہیں۔ ہماری ایجنسیوں کے جانے کتنے اہلکاران

CS CamScanner

درندوں کی کھوج میں جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں چونکہ یہ سب اپنے ملک وملت اور قوم کے مال وجان کے تحفظ کے جذبے سے ایک نظم کے تحت ہوتا ہے اس لئے ایسے آپریشنز میں جانوں کے نذرانہ دینے والوں کا نام تک سے قوم آشنا نہیں ہوتی۔ ہمارے ناعاقبت اندیش سیاستدان اوران کی باتوں میں آکر کچھ لوگ بھی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایجنسیوں کو کوستے ہیں مگر اللہ گواہ ہے کہ یہ ادارے اگر نہ جاگ رہے ہو۔ان اداروں کے اہلکار اپنے دن کا چین اور راتوں کی نیندیں قربان نہ کررہے ہوں تو شاید ہی سولہ کروڑ عوام کو پل بھر سونا نصیب ہو۔

سوصد سلام! اُن اداروں کو، صد تحسین ان شاہسواروں پیادوں اور افسران وسپاہیوں کو جن کی کاوشوں سے یہ درندہ صفت بھیڑیئے نما قاتل آج قانون کے شکنجے میں ہیں اور جن کے سرپرستوں کے مکروہ چہروں سے نقاب اتر چکا ہے۔پاک فوج، رینجرز اوران کے ماتحت تمام سلامتی اداروں کواس کامیابی پر جس قدر سراہا جائے کم ہے۔

لاکھوں یتیموں، بے بسوں، بے کسوں، بیواؤں، غریبوں اور مزدوروں کی دعائیں، ان مقتدر اداروں کے ساتھ ہیں۔دعا ہے کہ آخری دہشت گرد کی گرفتاری تک اور وطن کے امن وخوشحالی کے لئے اس طرح کامیابیاں حاصل کرتے رہیں۔

اہلسنّت والجماعت کی امن پسندی:

''پروانے صحابہؓ کے'' ان شہداء کا تذکرہ ہے جو کراچی سمیت پورے پاکستان میں ملک، اسلام اور امن کے دشمن عناصر کے ہدفی قتل کا نشانہ بنے، ابھی شہداء کی فہرست بہت طویل ہے، جس میں مرکزی قائدین سے لے کر عوام اور علماء طلباء کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔اس قدر قربانیوں کے بعد بھی الحمدللہ اہلسنّت والجماعت آج بھی آئین، قانون اور ریاست کے ساتھ کھڑی ہے۔اپنے کردار اور رویے سے جماعت کی قیادت نے ثابت کیا ہے کہ یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اس کے امن کے محافظ ہیں، ماضی میں کچھ تلخیاں اور خامیاں پیدا ہوئیں تو بھی جماعت نے فوراً اپنی پوزیشن واضح کی اب بھی جماعت پرامن اور آئینی طریقے سے اپنے مشن کے لئے جدوجہد پر قائم ہے ورنہ اس پیارے ملک میں تو ایسی بھی مثالیں ہیں کہ خود سپریم کورٹ نے کراچی امن کیس میں یہ قرار دیا کہ کراچی کی تمام بڑی قومی کہلانے والی سیاسی

CamScanner

جماعتوں نے مسلح جتھے رکھے ہیں.....اہلسنت والجماعت نہ صرف کراچی بلکہ ملک بھر میں کسی بھی مسلح مزاحمت سے مکمل براءت علیحدگی اور مذمت کرنے میں سرفہرست رہی ہے اور ریاست سے البتہ یہ مطالبہ اور توقع رکھی ہے کہ وہ بھی ہماری مظلومیت اور امن پسندی کو کسی کے غلط پروپیگنڈے کا شکار ہو کر شک کی نگاہ سے نہ دیکھے......ضرورت اس بات کی ہے کہ شہدائے کراچی کے قاتل درندوں کو ان کے سہولت کاروں، ماسٹر مائنڈز اور پشت پناہوں کو آئین کے مطابق سزا دی جائے تاکہ کسی کو ناانصافی اور جانبداری کا شکوہ ہو نہ کوئی اس بہانے ریاست سے الگ پالیسی بنانے لگے۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است:

''پروانے صحابہؓ کے'' وطن عزیز میں جاری اس غیر ملکی درندہ صفت سرپرستوں کے ایجنٹوں کے ہاتھوں ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بننے والوں کا تذکرہ ہے۔ یہ مضامین مصنف نے بڑی عرق ریزی، محنت اور مسلسل کوشش سے معلومات جمع کر کے ترتیب دیئے ہیں۔ یوں یہ شہدائے وطن، شہدائے اسلام اور شہدائے ناموس صحابہؓ کے حالات زندگی، واقعات اور دینی و ملی کاوشوں سے سجا ایک گلدستہ ہے اور یہ ایک ایسا گلدستہ ہے، جس کے ہر پھول کا رنگ نرالا، خوشبو، دل خوش کن اور تذکرہ جان افزا ہے۔ اس میں بزرگ مولانا احمد مدنی رحمہ اللہ اور حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کا تذکرہ بھی ہے۔ جو عمر کے اس حصے میں تھے کہ جس میں تکریم اور تعظیم ہی روا ہے مگر درندہ صفت قاتلوں نے ان کو نشانہ بنانے میں یہ بالکل نہ دیکھا۔ کتاب میں نامور خطیبوں اور عوامی رہنماؤں کا ذکر بھی ہے جو اس درندگی کا شکار ہوئے جبکہ ان کی ساری زندگی عوام کو دین سکھانے وعظ کرنے اور مسجد و منبر سے حق وصداقت کی تلقین میں گزری۔ کتاب میں اُس شخصیت کے تذکرے، قصوں، قربانیوں، علمی چٹکلوں، دینی و مذہبی کارناموں کا تذکرہ بھی ملے گا، جسے دنیا علامہ علی شیر حیدری کے نام سے جانتی ہے، ان کی شخصیت پر اس کے سوا کیا تبصرہ ہو سکتا ہے

جینے کی ادا کھا گئی مجھ کو
اس عمر میں مرنا کوئی آسان نہیں ہے

CamScanner

یہ تو پھولوں کا ذکر تھا''پروانے صحابہ کے'' میں کچھ ایسی زندگیوں کا بھی ذکر ہے جو وقت سے پہلے گل کر دی گئیں۔ یہ ابھی کلیاں تھیں جن کو پھول بننے، خوشبو بکھیرنے اور بہار کو جوبن دلانے سے پہلے ہی سلایا گیا۔ یعنی ؎

پھول تو دو دن بہار جان فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

یا پھر یوں کہہ لیں ؎

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا

بھائی مسعود الرحمٰن، بھائی احسان اللہ فاروقی اور وہ کڑیل دلفراز معاویہ اور نہ جانے کتنے ایسے شہیدوں کا تذکرہ ہے جن کو ابھی کھلنا اور کھل کر کھیلنا تھا مگر وقت کے سفاک دشمن نے موقع ہی نہ دیا...... تو گویا اس گلدستہ میں جہاں زندگی بہاریں دکھلا کر، اپنے حصے کا کام مکمل کر سکے شہادت کو ہنس کر قبول کرنے والوں کا تذکرہ ہے جو مثل پھول و گلاب کے چمن کی رونق تھے تو دوسری طرف ان کلیوں کی مہک نے گلدستے کی رونق کو چار چاند لگائے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب جو دنیا کی محفلوں کے تذکرے پر مشتمل ہے، یہ شہداء اسی طرح جنت الفردوس میں حور و غلمان کی معیت میں رب کریم کی نعمتوں سے لطف انداز ہوتے، ایک نئی رنگ کی محفلوں کو گرما رہے ہوں گے۔ آہ! کیا بات ہے اس محفل کی جو نصیب والوں کو ہی ملا کرتی ہے۔ کاش! اے کاش اس فہرست کے کسی کونے میں مجھ عاجز کمزور کا نام بھی آتا...... **وما ذلک علی اللہ بعزیز** ...... اپنے ہم نشینوں کی جدائی پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ؎

ما و مجنون ہم سفر بودیم در دیوان عشق

اللہ تعالیٰ برادرم ابن ظہیر کلیانوی دامت فیوضہم وحفظہ اللہ ورعاہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے علم، عمل اور حسنات میں عافیت کے ساتھ برکت نصیب فرمائے۔

CamScanner

باب اوّل

تذکرہ
شہدائے ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم

CamScanner

مولانا حق نواز جھنگوی شہید

یوم شہادت 22 فروری 1990ء

امام سنی انقلاب، بانی سپاہ صحابہ، شہید ناموسِ صحابہ، مجد العصر، شیر اسلام، امیر عزیمت، حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ جیسی عبقری صفت شخصیت روز روز پیدا نہیں ہوا کرتی، آپ ان اولوالعزم مجاہدوں اور جلیل القدر انسانوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی چند روزہ حیات مستعار کو دین حقہ کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا تھا اور اس کے لئے مصائب و آلام کی وادیوں کو کمال استقامت سے عبور کیا اور احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں، کڑیل جوانی اور اس کی رعنائیاں وقف کر دیں اور کفر کو نیست و نابود اور حق کو واضح کرتے ہوئے بالآخر جام شہادت نوش کر لیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے اپنے مقدس و معطر خون کی خوشبو کو چھوڑ کر ان کے لئے اپنے نقش قدم پر چلنے کا سامان چھوڑ دیا تاکہ بعد میں آنے والے لوگ ان کے راستے کی مہکار سے راہ پا کر منزل کو پالیں۔

اللہ رب العزت نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ سے اپنے دین کے تحفظ اور تجدید کا کام لینا تھا اس لئے آپ کا دل شروع ہی سے مذہب کی طرف مائل تھا، جس کی وجہ سے آپ کے والد ولی محمد نے آپ کو عالم دین بنانے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ آپ نے 12 سال کی عمر میں اپنے ماموں حافظ جان محمد سے صرف دو سال کے مختصر عرصے میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے بعد تجوید و قراءت کا علم حاصل کیا، بعد ازاں ملک پاکستان کی مشہور دینی و مذہبی درسگاہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا سے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، ادب، تاریخ، صرف و نحو اور دیگر علوم حاصل کئے اس کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان سے 1977ء میں دورہ حدیث مکمل کر کے اعلیٰ اور امتیازی نمبرات میں کامیابی حاصل کر کے عالم دین کے منصب پر فائز ہو گئے۔ دوران تعلیم ہی آپ نے مناظر اسلام علامہ دوست محمد قریشی اور استاذ المناظرین

CS CamScanner

علامہ عبدالستار تونسوی رحمہما اللہ سے فن مناظرہ میں مہارت تامہ حاصل کی، اس دوران آپ فن خطابت میں بھی ید طولیٰ حاصل کر چکے تھے۔

علوم دینیہ سے فراغت کے بعد دو سال آپ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، بعدازاں جھنگ کی پپلیانوالہ محلہ کی مسجد (موجودہ حقنواز شہید مسجد) میں بطور خطیب تشریف لائے، وہاں آپ کی تقریر عقائد و نظریات کی اصلاح، رد کفر و شرک، ضلالت و گمراہی اور رسم و رواج کے خلاف ہوا کرتی، علمی وجاہت، دلائل و براہین کے انبار، جرأت و بہادری اور حق گوئی سے مزین سحر انگیز خطابت، وسعت مطالعہ اور بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں کی وجہ سے پڑھے لکھے اور باشعور نوجوانوں کا حلقہ آپ کے گرد جمع ہونے لگا۔ جھنگ کے مخصوص مذہبی حالات، جاگیرداروں، وڈیروں اور نوابوں کے مظالم کو دیکھتے ہوئے آپ نے مظلوم سنی عوام کی حمایت اور سنی حقوق کے تحفظ کے لئے جاگیرداروں اور وڈیروں سمیت تمام استحصالی قوتوں سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے لئے آپ نے سرفروش نوجوانوں پر مشتمل تنظیم "سپاہ صحابہؓ" کی بنیاد رکھی جو آج ان کے اخلاص، قربانیوں اور جہد مسلسل اور شہداء کے مقدس خون کی بدولت ملک کی سب سے بڑی مذہبی تنظیم اور عالمی جماعت بن چکی ہے، جس میں تمام مکاتب فکر کے افراد، استحکام پاکستان، فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے علامہ محمد احمد لدھیانوی حفظہ اللہ کی قیادت میں متحد و منظم نظر آتے ہیں۔

امام سنی انقلاب نے جیسے ہی جماعت کی بنیاد رکھی آپ کا عزیمت کا سفر شروع ہو گیا، مصائب و آلام، مشکلات و تکالیف کی گھاٹیاں منہ کھولے آپ کی طرف بڑھنے لگیں، اپنے اور بیگانے مخالفین کی صفوں میں کھڑے نظر آنے لگے، ہر طرف کفر و شرک اور ظلم و بربریت کی تاریکی اور ظلمت ہی ظلمت تھی، ایسے ماحول میں سنی حقوق کے تحفظ اور دفاع اصحاب رسول کے لئے آواز بلند کرنا موت کو گلے لگانے کے مترادف تھا تاہم عزیمت کے راہی حق نواز نے کسی خوف و خطر اور مصلحت و بزدلی کو خاطر میں لائے بغیر اخلاص وللہیت سے بغیر کسی دنیاوی وسائل و اسباب کے ارب پتی جاگیرداروں اور صحابہ دشمنوں کے خلاف جس جرأت و بہادری کے ساتھ علم جہاد کو بلند رکھا وہ تاریخ عزیمت کا ایک روشن باب ہے جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

CamScanner

امام سنی انقلاب لالچ وطمع، خودغرضی، مال ودولت، شہرت وہوس نام کی کسی چیز سے آشنا ہی نہیں تھے، مصلحت، حالات سے سمجھوتہ، مفاد پرستی، خوف وبزدلی نام کا کوئی لفظ ان کی لغت میں نہیں تھا، آپ کی زندگی اتنی سادہ تھی کہ آپ کی سادگی پر پیار آنے لگتا تھا، وہ عجیب شانِ بے نیازی اور بے خوف طبیعت کے مالک تھے کہ ان کی بے خوفی پر بھی ''خوف'' آنے لگتا تھا۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ پیشہ ور مقرر وخطیب ہرگز نہ تھے کہ چند ٹکوں کے عوض اپنے علم اور غیرت ایمانی کا سودا کرتے بلکہ وہ صاف گو اور حق گو انسان تھے، حق بات کو بغیر کسی مصلحت اور لگی لپٹی کے بے خوف ہو کر جرأت وبہادری اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرتے، ان کی یہی صفت اور ادا سنی قوم کو پسند تھی۔ حضور عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، ازواج مطہرات کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جس کی وجہ سے آپ کا انداز خطابت باقی خطیبوں سے جدا اور منفرد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ اپنے مخصوص انداز خطابت اور پرسوز آواز میں عظمت صحابہ کو بیان اور دشمنان صحابہ کے باطل وفاسد عقائد ونظریات کو بے نقاب کرتے ہوئے اپنے احساسات وجذبات کو دکھ، درد اور کرب سے واضح کرتے تو وہ ''غیرتِ فاروقی'' کی عملی تصویر دکھائی دیتے اور اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ مولانا جھنگوی رحمہ اللہ کے جسم میں خون نہیں آگ دوڑ رہی ہے، وہ منہ سے الفاظ نہیں شعلے نکال کر کفر کے ایوانوں کو بھسم کرتے چلے جاتے اور مشکل سے مشکل الفاظ بھی بڑی خوبصورتی اور تسلسل وروانی سے تسبیح کے دانوں کی طرح ایک خاص ترتیب اور انداز سے آپ کی زبان سے ادا ہوتے چلے جاتے اور جب دوران تقریر آپ اپنے موقف ومشن کے اثبات اور اپنے دعوے کے حق میں قرآن وحدیث اور فریق مخالف کی کتب کے حوالہ جات کے انبار لگاتے جاتے تو دیکھنے اور سننے والا ان کے قوت استدلال پر حیران وانگشت بدنداں رہ جاتا۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ ''فرقہ واریت'' کے سب سے بڑے دشمن اور ''اتحاد بین المسلمین'' کے سب سے بڑے داعی اور علمبردار تھے اسی وجہ سے انہوں نے اسلام کی سربلندی اور دفاع صحابہ کے لئے تمام مسلم کاتب فکر کو کفر کے خلاف عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے پرچم تلے جمع ومتحد کیا۔

امیر عزیمت نے جس مشن و مؤقف کو حق و سچ سمجھ کر اپنایا تھا اس کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی یہی وجہ ہے کہ 4 سے 5 سال کے مختصر عرصے میں آپ کی حق نواز آواز کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی جس کی وجہ سے حکمران بھی چونک اٹھے اور باطل قوتیں پریشان دکھائی دینے لگیں اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئیں، آپ پر ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑے جانے لگے اور اس کے لئے ہر قسم کے حربے کو استعمال کیا گیا، آپ کو مادرزاد برہنہ کر کے مارا پیٹا گیا، تھانوں میں الٹا لٹکایا گیا، جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ڈالا گیا، قتل کے جھوٹے مقدمات میں پھنسایا گیا، آپ کی زندگی کا چراغ گل کرنے کے لئے قاتلانہ حملے کرائے گئے لیکن انسانیت سوز مظالم کے باوجود نہ آپ کی آواز کو دبایا جاسکا اور نہ آپ کو آپ کے مشن سے ایک انچ پیچھے ہٹایا جاسکا۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے حق کا وہ کلمہ جس کا اظہار اپنی عملی زندگی کے آغاز ہی میں کر دیا تھا اس کو آخر وقت تک ورد زبان رکھا، دشمنانِ صحابہ کو دعوت مبارزت دی، دلائل کے میدان میں ان کو گھسیٹا، انہیں بار بار للکارا کہ ہائیکورٹ و سپریم کورٹ یا قومی اسمبلی میں میرے مؤقف کو جھوٹا ثابت کردو، دلیل کا جواب گولی سے دے کر حق کو باطل نہیں بنایا جاسکتا اور نہ ہی اس طرح باطل کو حق باور کرایا جاسکتا ہے اگر تم حق پر ہو اور میں باطل پر ہوں تو دلائل کے میدان میں آؤ۔ مگر ان کی دعوت قبول کرنا باطل قوتوں کے لئے زہر کا پیالہ پینے اور باطل عقائد ونظریات کے بے نقاب ہونے کے مترادف تھا، اس لئے دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے بجائے گولی سے دیا گیا اور اسلام دشمن قوتوں نے ایک بین الاقوامی سازش کے تحت 22 فروری 1990ء کو مولانا حق نواز جھنگوی کو ان کے گھر کی دہلیز پر گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

جاتے جاتے حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ اپنا یہ پیغام سنی قوم کے نام چھوڑ گئے کہ

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

☆☆☆☆

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ

﴿یوم شہادت 18 جنوری 1997ء﴾

قائد ملت اسلامیہ، مؤرخ اسلام، عظیم محقق، شہنشاہِ خطابت، مصنف کبیر، آبروئے علمائے دیوبند، وکیل اصحاب رسول، جانشین جھنگوی شہید، عظیم مدبر قائد، ثانی ابوحنیفہ، شہید اسلام، عظیم مجاہد، مشن حق نواز کو چار دانگ عالم میں پروان چڑھانے والے، قریہ قریہ، بستی بستی صحابہ کی عظمتوں کے پرچم کو سربلند کرنے والے، اہلسنّت کے عظیم سرمایہ، علمائے دیوبند کا افتخار، اکابر کا اعتماد، اصاغر کا مان، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید 4 مارچ 1953ء کو اپنے ننھیال بستی سراجیہ نزد خانیوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا تعلق انڈیا کے ضلع جالندھر سے تھا، تقسیم ہند کے وقت آپ ہجرت کر کے فیصل آباد آ گئے۔ فیصل آباد کچھ عرصہ رہنے کے بعد حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے حکم پر آپ فیصل آباد سے 45 کلومیٹر جنوب میں واقع سمندری شہر میں منتقل ہو گئے۔

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ بچپن سے ہی کھیل کود لہو ولعب سے نہ صرف یہ کہ کنارہ کش رہے بلکہ درحقیقت آپ کا بچپن غنودگی اور نیم خوابی میں گذرا، بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ذہنی صلاحیتوں سے محروم ہیں، بیٹھے بیٹھے رہ گئے اور بیٹھے بیٹھے لیٹ گئے، پھر ایسے لیٹے کہ کئی کئی پہر جاگنے کا نام نہ لیا، وضو کرنے کے لئے بیٹھے اسی دوران اچانک نیند نے آلیا، لوگ نماز پڑھ کر گھروں کو رخصت ہو گئے، محمد علی جانباز کی نگاہ پڑ گئی تو انہوں نے لخت جگر کو بازوؤں میں سمیٹا اور گھر لے جا کر بستر پر لٹا دیا اور اگر نگاہ نہ پڑی تو لوگ دوسری نماز کے لئے آ گئے اور آپ کو ٹونٹی سے سر ٹکائے اونگھتے پایا، غسل خانے میں نہانے کے لئے گئے تو نیند حملہ آور ہو گئی، اب اندر سے کنڈی لگی ہے، ٹونٹی کھلی ہے آپ غسل نہیں آرام فرما رہے ہیں، دروازہ پیٹنا قطعاً لاحاصل ہے، جب اللہ کو منظور ہوا جاگیں گے، پھر نہائیں گے اور باہر

آئیں گے۔

ان واقعات میں اگر چہ قارئین کے لئے تفریح طبع کا سامان واقعتا موجود ہے لیکن یہ احوال بھی اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت سے خالی نہیں چنانچہ اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ جس سے حکمت خداوندی کا اظہار ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیے:

مسلم کالونی چناب نگر میں ہر سال اکتوبر کے اوائل میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے، 1994ء کو کانفرنس کی تیسری نشست (جو بعد نماز عشاء وقوع پذیر ہو رہی تھی) آخری مقرر علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ تھے، ان کے خطاب سے قبل اسٹیج سیکرٹری صاحبزادہ طارق محمود رحمہ اللہ مجمع سے گویا ہوئے: ''حضرات پرانے وقتوں کی بات ہے حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب فرما رہے تھے ایک معصوم سا بچہ اپنے والد کے ساتھ اسٹیج پر موجود تھا، بچے کو نیند نے ستایا تو وہیں اسٹیج پہ اونگھنے لگا، اسٹیج پر جگہ کی کمی کے باعث بچے کے والد اٹھے کہ بچے کو اٹھا کر کسی اور جگہ سلائیں، وہ بچے کو اٹھانے لگے لیکن بچہ اٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ حضرت امیر شریعت کی نگاہ پڑی فرمایا: محمد علی! بچے کو مت اٹھاؤ، آج یہ جی بھر کر سوئے گا تو کل خود بھی جاگے گا اور قوم کو بھی جگائے گا۔ محترم سامعین! حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی وہ بچہ آج قوم کو جگا رہا ہے، تشریف لاتے ہیں قائد ملت اسلامیہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی!''

قارئین کرام! ان حالات و واقعات میں یہی حکمت پوشیدہ تھی کہ لمبے سفر کا مسافر بعض اوقات سفر کی صعوبتوں اور مشکلات کو سمجھتے ہوئے تیاری کی غرض سے سفر کے آغاز سے قبل ہی آرام و سکون کے زیادہ سے زیادہ لمحات سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے اعصاب تازہ دم ہوں اور زیادہ سے زیادہ دیر تک ساتھ دے سکیں اور منزل تک پہنچنے میں آسانی رہے چنانچہ قدرت نے فاروقی شہید رحمہ اللہ کو آغاز سفر سے پہلے سلایا اتنا سلایا کہ آپ سیر ہو گئے اور اس کے بعد اپنی دینی، علمی، تنظیمی اور تحریکی جدوجہد میں جاگے اور بہت جاگے اور اتنا جاگے کہ پوری کی پوری قوم میں مشن حق نواز کا پیغام عام کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بیدار کر گئے۔

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ نے 1975ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں

CS CamScanner

دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، بخاری شریف مولانا محمد شریف جالندھریؒ، ابوداؤد مفتی اعظم مفتی عبدالستارؒ اور مسلم شریف مولانا محمد صدیقؒ سے پڑھی جبکہ گلستان جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ سے جبکہ عرصہ 3 سال باب العلوم کہروڑپکا میں مولانا عبدالمجید لدھیانوی سے کسب فیض کیا۔ درالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں دوران تعلیم آپ کی شناسائی مولانا حق نواز سے ہوئی، وہ آپ سے ایک سال سینئر تھے جو اساتذہ اپ کے تھے وہی مولانا حق نواز رحمہ اللہ کے تھے۔ آپ دونوں کی دوستی اور محبت اسی علمی فضاء میں پروان چڑھی اسی دوران سالانہ تعطیلات کے وقفہ میں آپ دونوں شجاع آباد میں ولی کامل حضرت بہلوی رحمہ اللہ کے ہاں دورہ تفسیر پڑھنے کی غرض سے اکٹھے حاضر ہوئے، مزید برآں حضرت اقدس کے دست اقدس پر اصلاح نفس کی بیعت بھی ہر دو حضرات نے سن 1971ء میں اکٹھے ہی کی۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد آپ نے سمندری شہر میں جامع مسجد محمدیہ کی خطابت کی ذمہ داری نبھانی شروع کر دی اور بعد نماز فجر باقاعدہ درس قرآن کا آغاز کر دیا۔ قدرت نے فاروقی شہید رحمہ اللہ کو خطابت کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا، اپنے مخصوص طرز تکلم، شستگی اور فصاحت و بلاغت سے معمور دلنشین انداز خطابت نے نوعمری ہی میں آپ کو ممتاز خطباء کی صف اوّل میں لا کھڑا کیا تھا اور ملک بھر میں آپ کی شدید چاہت بڑھنے لگی عقیدہ توحید، سیرت النبیؐ، عظمت صحابہؓ اور تاریخ اسلام آپ کے پسندیدہ موضوع ٹھہرے، بڑے بڑے مذہبی اجتماعات میں آپ کو مدعو کیا جانے لگا اور جہاں بھی آپ گئے اپنے تازہ ترین مطالعہ، حاضر دماغی اور طرز استدلال کی بناء پر ہزاروں سامعین کو اپنا گرویدہ بنالیا اور بدعت اور اہل بدعت سے شدید نفرت کی بناء پر جب ردّ بدعت کو اپنا موضوع بنایا تو جلد ہی آپ حق گو علماء اور باشعور عوام کی آنکھوں کا تارا بن گئے، آپ جس جلسہ میں بھی شریک ہوئے بڑے بڑے خطباء کی موجودگی میں خاتم المقررین قرار پائے اور جلسہ کی کامیابی کے لئے آپ کا نام ضمانت کے طور پر کافی سمجھا جاتا اور ایک وقت یہ بھی آیا کہ آپ میدانِ خطابت کے بے تاج بادشاہ سمجھے جاتے اور ہر جگہ آپ ہی کا سکہ چلتا اور کوئی کسی اور کو سننا گوارا نہ کرتا۔

CamScanner

10 فروری 1986ء کو جھنگ میں امیر عزیمت حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے اپنے مشن و موقف کی تائید کے لئے جھنگ میں آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں سینکڑوں علماء کو مدعو کیا جن میں فاروقی شہید کا نام بھی شامل تھا تاہم کانفرنس سے کچھ دن قبل چنیوٹ کی ایک تقریر کی بناء پر فاروقی شہید گرفتار ہو گئے تاہم کارکنان سپاہ صحابہ کے شدید احتجاج کی بناء پر آپ کو رہا کرنا پڑا اور یوں رات کو ساڑھے 12 بجے کے قریب جلسہ گاہ میں وارد ہوئے تو فضا فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ مولانا حق نواز رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر استقبال کیا، فاروقی شہید رحمہ اللہ رات کو سوا دو بجے آخری مقرر کی حیثیت سے خطاب کے لئے کھڑے ہوئے اور اس عظیم کانفرنس کے اجتماع میں ان الفاظ میں سپاہ صحابہ میں شمولیت کا اعلان کیا:

''میرے علمائے کرام غفلت کی چادر اتار دو، جس ابوبکرؓ کے نام پہ آج تک روٹیاں کھائی ہیں اس ابوبکرؓ کے تقدس کا سوال ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر ابوبکرؓ کے دفاع کو لے کر آگے بڑھو، خدا کی قسم! حق نواز جیسا کوئی روز روز پیدا ہوگا؟ جو اپنی جان کو ہتھیلی پہ لئے پھرتا ہے، مولانا حق نواز شیر اسلام ہے، میں ان کی تنظیم سپاہ صحابہ کے ایک ایک رضا کار جو عظمت صحابہ کے لئے محنت کرتا رہا، میں اس کے قدموں کو چومنا باعث سعادت سمجھتا ہوں، مولانا حق نواز! میں اور میرا ادارہ اشاعت المعارف تیرے لئے، تیرے کام کے لئے، تیرے کاز کے لئے، تیری انجمن کے لئے وقف ہے، ہمارا قلم بھی وقف ہے، ہماری زبان بھی وقف ہے۔''

اس تقریر اور سپاہ صحابہ میں شمولیت کے بعد آپ کے اپنے جو تاثرات اور عزائم تھے انہیں فاروقی شہید نے فانی زندگی کی آخری تصنیف ''پھر وہی قید قفس'' کے صفحہ 54 تا 57 اور مولانا ثناءاللہ سعد شجاع آبادی نے اپنی کتاب ''حیات وخدمات فاروقی شہیدؒ'' کے صفحہ 63 تا 66 پر تحریر کیا ہے، اخبار کی وسعت کا دامن تنگ ہے، دل چاہتا تھا وہ اقتباس تحریر کروں مگر طوالت کے خوف سے تحریر نہ کر سکا باذوق قارئین سے درخواست ہے ان کتابوں اور صفحات کا ضرور مطالعہ کریں۔

6 مارچ 1990ء کو مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ

CS CamScanner

منتخب ہوئے اور 18 جنوری 1997ء کو جام شہادت نوش کیا، ان سات سالوں میں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر مولانا ایثار القاسمی، مولانا اعظم طارق، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا علی شیر حیدری رحمہم اللہ اور مخلص رفقاء کے مخلصانہ تعاون کی بناء پر امیر عزیمت حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ مشن اور نظریہ کو جس انداز میں پروان چڑھایا اور چار دانگ عالم میں اس کی جو ترویج واشاعت کی وہ تاریخ سپاہ صحابہ ؓ میں بنیادی اور سنہرے حروف سے لکھی جائے گی۔ فاروقی شہید عصر حاضر کے خطیب شہیر اور میدانِ خطابت کے نہ صرف شاہسوار بلکہ شہنشاہ سمجھے جاتے تھے۔ کانفرنس ہو یا جلسہ، سیمینار ہو یا تربیتی کنونشن خطباء کی تفصیلی تقاریر کے بعد آخر میں خصوصی خطاب کے لئے جب آپ کو مدعو کیا جاتا تو لوگوں اور اسٹیج پر بیٹھے علماء کا یہی گمان ہوتا کہ اس قدر تفصیلی خطابات کے بعد اب کونسی بات ہوگی جو فاروقی شہید کریں گے تاہم خطبہ مسنونہ اور اشعار کے بعد فاروقی صاحب گویا ہوتے اور خطابت کی گل فشانیاں بکھیرتے اور متعلقہ عنوان پر قرآن وحدیث کے دلائل کا انبار اور تاریخی حقائق وحوالہ جات پیش کرتے تو سامعین عش عش کر اُٹھتے اور جید علماء وخطباء انگشت بدنداں رہ جاتے۔ آپ کا اندازِ بیان اس قدر دلنشین ہوتا تھا کہ جون جولائی کی کڑکتی دھوپ میں عوام سے مخاطب ہوتے یا دسمبر کی ٹھٹھرتی راتوں کے سناٹوں میں، عوام ہمہ تن گوش ہو کر آپ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو سنتے، موتیوں کو چنتے اور سر دھنتے، آپ کا قلبی سوز وگداز شعلہ وشبنم اور برق باران کی مختلف کیفیات سے معمور لب ولہجے کے نشیب وفراز سے چھلکتا محسوس ہوتا تھا، اس پر مستزاد آپ کے چہرے کا حسن وجمال اور رعب وجلال تھا، جس پر گل ولالہ کی ہم نشینی کا گمان ہوتا اور جب آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوتے تو حاضرین وناظرین کے چہروں پر پربہار مسکراہٹ کھل رہی ہوتی تھی۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ان کے جانشین کی حیثیت سے حق نوازی اور حقانیت کے برملا اظہار کی ریت وروایت کو جوش اور ہوش ہر طریقے سے اپناتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تقریر کے دوران ”حق نواز کا دوسرا نام......ضیاء الرحمٰن، ضیاء الرحمٰن“ کے فلک شگاف نعرے گونجتے اور فاروقی شہید رحمہ اللہ نے بھی اس نعرے کی لاج رکھی اور دشمنانِ صحابہ کو وہ کاری ضربیں لگائیں جس کو نسل یہودیت کی

CamScanner

نسلیں یاد رکھے گی۔

فن خطابت کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے اور زمانہ طالب علمی ہی سے تصنیف و تالیف کا باقاعدہ آغاز کر دیا تھا چنانچہ زمانہ طالب علمی میں ہی عظمت صحابہ پر 16 صفحات کا کتابچہ تحریر فرمایا، اس کتابچہ کی اشاعت کے بعد آپ نے باقاعدہ طور پر اپنے قلم سے دین کی خدمت کا عزم کیا اور پھر آپ کے خلوص اور عزم و ہمت کی بناء پر آپ کا قلم میدان تحریر کا شاہسوار بن گیا۔ آپ کی تالیفات میں تذکرہ مفتی محمود رحمہ اللہ زمانہ طالب علمی کی تصنیف ہے۔ رہبر رہنما سیرت النبیؐ کے موضوع پر اختصار اور جامعیت کے اعتبار سے یہ ایک بے مثال کتاب ہے جو سینکڑوں عربی، انگلش، اردو اور فارسی کتب کا نچوڑ ہے جو آپ نے درجہ سابعہ کے سال تحریر کی، مقدمہ تاریخ کالا پانی، تاریخ کالا پانی مولانا جعفر تھانیسری کی کتاب ہے جس پر تفصیلی مقدمہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کا ہے۔ تحریک نظام مصطفیٰ نامی کتاب 1977ء میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف چلنے والی تحریک کا مفصل ریکارڈ ہے، خمینی ازم اور اسلام جیسا کہ نام سے ظاہر ہے 1979ء میں خمینی انقلاب کے بعد لکھی گئی جس میں شیعیت کے کچے چٹھے کو کھولا گیا۔ اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آئینی حیثیت 1980ء میں جامعہ فاروقیہ کراچی میں دوران تدریس تحریر کی، تحریک آزادی کے نامور سپوت، یورپ کے سنگین مجرم، شیخ عبدالقادر جیلانی، فیصل اک روشن ستارہ، تعلیمات آل رسولؐ، خلافت و حکومت، حضرت امام مہدی، خلافت ورلڈ آرڈر، گستاخ صحابہؓ کی شرعی سزا، سپاہ صحابہ کے نصب العین اور تقاضے، تاریخی دستاویز، شیعہ سے امت مسلمہ کا اصل اختلاف، پھر وہی قید و قفس، اسلام اور شیعت کا تقابلی مطالعہ، لہورنگ، سپاہ صحابہ میں شمولیت کیوں ضروری ہے، کیا خمینی کو عالم اسلام کا ہیرو قرار دیا جا سکتا ہے، طلوع سحر، اس کے علاوہ چھوٹے بڑے رسائل جو مختلف اوقات میں آپ کے زیر ادارت نکلتے رہے وہ ان سے الگ ہیں، کچھ کتب کا تعارف راقم السطور نے اختصاراً تحریر کر دیا تاہم تفصیلی تعارف کے لئے فاروقی شہید کے تفصیلی حالات و واقعات پر مشتمل کتب کا ضرور مطالعہ کیا جائے یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ ان کتب میں سے اکثر تصانیف وہ ہیں جو فاروقی شہید رحمہ اللہ نے اپنے آخری

CS CamScanner

دور اسارت میں جیل کی کال کوٹھریوں کے پیچھے تصنیف کیں چنانچہ فاروقی شہید رحمہ اللہ اپنی کتاب ''پھروہی قید وقفس'' کے صفحہ 149 پر خود رقمطراز ہیں:

''پُر ہجوم محافل، بے پناہ اژدھام کی حامل مجلس، تاحد نظر انسانوں کے سروں کی فصلیں، حسرتوں کے کتبے زبان وقلم کو ویران کرتے رہے رہ رہ کر کئی مرتبہ قلم اٹھایا مگر چند صفحات کے بعد سپاہ صحابہ کی ذمہ داریوں نے راستہ روک لیا، ملکی اور غیر ملکی اسفار کے پے درپے تسلسل نے سالہا سال تک کسی نئے قلمی شاہکار اور نئی کتاب کو وجود سے محروم رکھا۔ بالآخر رحمت حق نے سارے موتی جوڑنے کا سامان پیدا کردیا، منتشر نظریات کو یکجا کرنے کی صورت نکالی، سپاہ صحابہ کی فکری رہنمائی کا ارادہ کیا، نونہالوں اور نوجوانوں کے ویرانہ دل کو شریعت اسلامیہ کے گلشن سے آباد کرنے کا کام شروع ہوا، میں نے گھر سے تمام مسودات کا صندوق منگوالیا، تصنیف وتالیف کا سب سے زیادہ کام سینٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں ہوا جہاں چھوٹی بڑی 12 کتابیں لکھی گئیں، جونہی کسی کتاب کا خیال آتا فوراً اس کا مکمل خاکہ دل پر نقش ہوجاتا، چند روز بعد اس کے مواد کی ترتیب کے لئے جملہ کتب کا انتظام ہوجاتا، پھر دل ودماغ پر کتاب اس طرح چھا جاتی کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہوکر سارا دھیان اسی کتاب پر مرتکز ہوجاتا۔''

حضرت فاروقی شہید رحمہ اللہ نے حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے مشن کی ترویج اور ترقی کے لئے جو کارنامے انجام دیئے وہ سپاہ صحابہ کی تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں، نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں آپ نے سپاہ صحابہ کے یونٹس قائم کروائے، ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ نے کم وبیش 30 ممالک کے دورے کیے جن میں افغانستان، عرب امارات، برطانیہ، امریکہ، سعودی عرب، اسکاٹ لینڈ، ہانگ کانگ قابل ذکر ہیں۔ ان ممالک کے دوروں میں آپ نے مختلف کانفرنس وسیمینارز سے خطاب کے علاوہ مقامی علماء اور عوام الناس کی نظریاتی ذہن سازی کرکے وہاں سپاہ صحابہ کی تنظیم کی باقاعدہ تشکیل نو کی یہی وجہ ہے کہ آج جب قائد ملت اسلامیہ حضرت لدھیانوی دامت برکاتہم، قائد اہلسنت حضرت فاروقی مدظلہ یا جماعت کے دوسرے ذمہ دار غیر ملکی دورے پر مدعو ہوں اور وہاں ان کا شاندار عوامی استقبال ہو تو اس میں یقیناً فاروقی شہید رحمہ اللہ کے کاوشیں اور جدوجہد قابل ذکر ونمایاں نظر

آتی ہیں۔

تحریک دفاع صحابہؓ کے قائدین وکارکنان کے لئے جیل دوسرا گھر تصور کیا جاتا ہے اور شاید ہی کوئی سرکردہ لیڈر، قائد اور رہنما ایسا ہو جس نے سنت یوسفی کو زندہ نہ کیا ہو ایسے میں بھلا فاروقی شہیدؒ جیسا عظیم قائد اور حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق گوئی و بے باکی کا اظہار کرنے والا، حکمرانوں کی ناجائز اور غیر قانونی پابندیوں کو اپنے پاؤں تلے روندنے والا کیسے محروم رہ سکتا تھا چنانچہ زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا اور تقریباً ایک درجن کے قریب دفعہ آپ پس دیوار زنداں رہے تاہم فضل ایزدی شامل حال رہا آپ کے قدم کسی بھی لمحہ ڈگمگائے نہیں اور کسی گھڑی آپ نے مشن سے سودے بازی کا تصور تک نہیں کیا، یقیناً یہ تاریخ ودعوت وعزیمت کے وہ روشن صفحات ہیں جو صفحہ قرطاس پر ہمیشہ واضح اور نمایاں نظر آئیں گے۔

18 جنوری 1997ء بمطابق 8 رمضان المبارک کی صبح حسب معمول فاروقی صاحب نے تہجد کی نماز ادا کی، 15 ماہ کی اسیری کے دوران صرف ایک مرتبہ تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے جس کا آخری دم تک انہیں بہت افسوس رہا، تلاوت کلام پاک کرنے کے علاوہ تصنیف وتالیف ان کا معمول تھا، تمام رات جاگتے تھے، صبح اشراق کے بعد آرام کرتے تھے، حسب معمول صبح تقریباً نو بجے اٹھے تو بہت زیادہ خوش نظر آرہے تھے، غسل کے بعد کپڑے تبدیل کئے اور پولیس اسکواڈ کا انتظار کرنے لگے، بارہ بجے سیشن کورٹ پہنچے تو پولیس کی گاڑیاں قائدین کو لے کر عدالت کے احاطہ میں پہنچ چکی تھیں جونہی مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور مولانا اعظم طارق پولیس کی نفری کے حصار میں گاڑی سے اتر کر عدالت کی طرف جانے لگے تو قریب ہی کھڑی موٹرسائیکل میں نصب انتہائی طاقتور بم سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے دھماکہ کردیا گیا جس سے ہر طرف قیامت برپا ہوگئی، پورے احاطے میں اندھیرا چھا گیا، انسانی اعضاء روئی کے گالوں کی طرح فضاء میں بلند ہوتے ہوئے نظر آئے، درجنوں پولیس اہلکار آگ کی لپیٹ میں آہ وبکا کرنے لگے، دھماکا اس قدر شدید تھا کہ انسانی ٹانگیں، ہاتھ اور سر جابجا بکھر گئے، دفعتاً اللہ اللہ کی آواز بلند ہوئی یہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کی آواز تھی، زخمی کارکنان کی توجہ اس

آواز کی طرف گئی تو فاروقی صاحب بڑی کوشش کے بعد اٹھ کر بیٹھ گئے، ان کی دونوں ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں تب انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ خداوند کریم کے حضور پھیلا دیئے اور بلند آواز سے کہا ''یا اللہ! مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے، یا اللہ میں تیری رضا پہ راضی ہوں، میری قربانی قبول فرما'' یہ آخری الفاظ تھے جو قائد سپاہ صحابہ نے ادا کئے اور لیٹ گئے اسی لمحے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور فاروقی شہید رحمہ اللہ کی زبان سے ادا ہونے والے ان جملوں کی خدا نے لاج رکھ لی کہ مجھے چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ مجھے اس مشن کی پاداش میں شہید کر دیا جائے گا یا بم دھماکے میں اڑا دیا جائے گا۔

شہادت کے وقت چہرے پر عجیب نور برس رہا تھا، چہرہ کھلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ پہلا جنازہ لاہور مسجد شہداء کے سامنے ادا کیا گیا، دوسرا جنازہ سمندری فیصل آباد میں جس کی امامت تبلیغی جماعت کے عظیم بزرگ مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ نے کروائی اور جنازے سے قبل اپنے بیان میں فرمایا کہ ''رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مجمع میں پنجوں پے کھڑے ہو کر کسی کا انتظار کر رہے ہیں اور کسی کو دیکھ رہے ہیں، میں نے پوچھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس کا انتظار ہے تو فرمایا اپنے بیٹے فاروقی کا انتظار کر رہا ہوں۔'' میں عمر کے اس حصے میں پہنچ چکا ہوں کہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے عملاً اسفار وغیرہ سے معذور ہو چکا ہوں حتیٰ کہ تبلیغی اجتماعات میں جانا بھی چھوڑ دیا ہے تاہم میں اس انسان کے جنازے میں آنا باعث نجات سمجھتا ہوں جس کا انتظار اللہ کے رسول فرما رہے تھے۔ چنانچہ نماز جنازہ آپ نے پڑھائی بعد ازاں میت ایک بہت بڑے قافلے کی صورت میں جھنگ لے جائی گئی جہاں 19 جنوری کو مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کی امامت میں ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں آپ کا جنازہ پڑھا کر جامعہ محمودیہ جھنگ کے احاطے میں مقبرہ شہداء میں جانشین جھنگوی کو جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ

شہادت 10 جنوری 1991ء

مناسب قد، گھنی داڑھی، بارعب آنکھوں پر نظر کا چشمہ، سنجیدگی اور وقار سے معنون خوبصورت چہرے کے حامل سپاہ صحابہؓ پاکستان کے عظیم رہنما، جرنیل اوّل، ممبر قومی اسمبلی، شعلہ بیان مقرر، غیرتِ ایمانی سے لبریز مذہبی لیڈر، محی سنت فاروقیؓ، مدبر سیاسی قائد، جھنگوی شہیدؒ کے خوابوں کی تعبیر، مسجد حق نواز جھنگ کے منبر و محراب کی زینت مولانا ایثار القاسمی شہید 3 اکتوبر 1964ء کو پاکستان کے مشہور و معروف شہر فیصل آباد کی تحصیل سمندری چک نمبر 484 میں رانا عبدالمجید صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم راجپوت فیملی کے ایک درویش صفت انسان تھے جن کا تعلق قیام پاکستان سے قبل ضلع انبالہ سے تھا۔

مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ کا اصلی نام محمد ایثار تھا، آپ کے علاوہ آپ کے سات بھائی اور دو بہنیں ہیں، مولانا شہید کا بچپن کا کچھ حصہ اپنے آبائی گاؤں میں گذرا، بعدازاں 1973ء میں آپ کے والد محترم جو کہ ملازمت پیشہ تھے سمندری چھوڑ کر بمع اہل وعیال لاہور میں سکونت پذیر ہوگئے۔ وہاں آپ کو انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروادیا گیا جہاں آپ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ چھٹی کلاس میں پہنچے تھے کہ ایک بزرگ کے مشورے کے بعد آپ کو اسکول سے نکلوا کر لاہور کے علاقے گلبرگ میں قائم مدرسہ اسلامیہ میں داخل کروادیا گیا جہاں آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے علاوہ تجوید و قرأت کی تعلیم بھی حاصل کی۔ تکمیل حفظ قران کریم کے بعد دارالعلوم حنفیہ اور جامعہ عثمانیہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالعلیم قاسمی سے بھرپور استفادے کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے درس نظامی کی اکثر کتب انہی سے پڑھیں، درس نظامی سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک۔۔ ٹاؤن شپ

لاہور کے ایک دینی مدرسہ مخزن العلوم اور پھر پیر سید ابرار شاہ کے مدرسہ دارالحق میں قرآن مجید اور ابتدائی کتب پڑھاتے رہے۔ دارالحق میں تدریس کے دوران ہی مسجد دارالسلام میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ بعدازاں آپ لاہور سے سکونت ترک کر کے اوکاڑہ آ گئے یہ 1985ء کا آغاز تھا۔ مولانا ایثار القاسمی صدیق نگر اوکاڑہ کی مسجد صدیقیہ میں بحیثیت امام تعینات کر دیئے گئے۔ تھوڑے عرصے بعد انوریہ مسجد نزد ریلوے اسٹیشن میں طلباء کرام کو ابتدائی دینی کتب پڑھانی شروع کیں اور ساتھ ہی مذکورہ جامع مسجد میں خطابت کا آغاز بھی کر دیا۔ انہی دنوں آپ کو مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی صدائے حق سننے کا موقع ملا۔ ساہیوال کے ایک جلسہ میں پہلی بار آپ کی مختصر ملاقات ہوئی، مولانا جھنگوی شہید رحمہ اللہ اس وقت عزیمت کی بلندیوں کو چھو رہے تھے، مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ نے پہلی ہی ملاقات میں ان کے مقدس مشن سے متاثر ہو کر مولانا حق نواز جھنگوی کی تحریک وجدوجہد میں ان کا دست وبازو بننے کا فیصلہ کر لیا۔

مولانا ایثار القاسمی رحمہ اللہ جس وقت انجمن سپاہ صحابہ میں شامل ہوئے اس وقت پورے ملک میں شیعیت کی تخریب کاری عروج پر تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف یاوہ گوئی، ازواج رسولؐ کے خلاف ہرزہ سرائی اور تبرا بازی پر مشتمل درجنوں کتب دھڑا دھڑ شائع ہو کر مارکیٹ میں سستے داموں فروخت ہو رہی تھیں۔ مزید برآں ایران کے ملعون مذہبی آمر خمینی نے اپنے دینی پیشواؤں اور مذہبی مقتداؤں کی واہیات کتب مفت تقسیم کرنا شروع کر دی تھیں۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے جونہی شیعیت کی اسلام دشمنی کا پردہ چاک کرنا اور اہل تشیع کی دینی حیثیت کو برسر منبر ومحراب واشگاف الفاظ میں بیان کرنا شروع کیا تو بیگانے تو کیا اپنے ہی مخالفت پر اتر آئے، کسی نے تخریب کار کہا تو کسی نے شرارتی، کسی نے دہشت گرد کہا تو کسی نے جذباتی ہونے کا طعنہ دیا، ان نامساعد حالات میں اگر علماء طبقہ میں کوئی نام مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کا ہمنوا نظر آتا ہے تو وہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ اور مولانا ایثار القاسمی رحمہ اللہ کا ہے۔

مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ ابتداء ہی سے باضمیر خطیب اور شعلہ بیان مقرر تھے،

اللہ پاک نے آپ کو صاف گوئی میں ملکہ تامہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ وہ استقامت و استقلال کے ساتھ آگے بڑھ کر اپنی زبان و بیان کی قوت سے فتنہ رافضیت کا تعاقب کرنے لگے اور اہل تشیع کے فاسد عقائد پر تابڑ توڑ حملے شروع کردیئے چنانچہ ایک بار جمعۃ المبارک کے موقع پر آپ نے اپنا مشن و موقف بیان کیا تو کاشف مرتضیٰ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ نے گرفتاری کے آرڈر جاری کردیئے۔

مولانا قاسمی کی گرفتاری کے لئے چھاپہ مارا گیا تاہم مولانا بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے، اسی طرح ایک مرتبہ مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی کا حکم نامہ جاری ہوا تو مولانا نے اسپیکر کھول کر خطاب شروع کیا۔ حکام نے دن دیہاڑے حکم نامے کی مٹی پلید ہوتے دیکھی تو برداشت نہ ہوا اور پوری مسجد کو گھیر لیا تاہم مولانا ایک مرتبہ پھر پولیس کو جھمہ دے کر نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ تاہم بعدازاں ڈپٹی کمشنر نے مکاری اور عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذاکرات کے بہانے مولانا قاسمی کو بلا کر گرفتار کرلیا اور ہتھکڑی لگا کر ساہیوال جیل روانہ کردیا۔ اسی جیل میں ایک مرتبہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے دورے پر آیا تو قیدی قطار میں سر جھکائے کھڑے تھے، قاسمی صاحب بھی اسی قطار میں کھڑے تھے تاہم آپ کا سر بلند تھا، سپرنٹنڈنٹ قریب پہنچا تو دیکھ کر تلملایا اور غصے سے کہنے لگا ''او مولوی سر نیچے رکھو''۔ قاسمی صاحب نے جرأت سے کہا: ''نہیں صاحب! ایسا نہیں ہوگا، یہ سر خدا کے علاوہ کسی کے آگے نہیں جھکے گا۔''

26 نومبر 1986ء کو گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چہلم کے موقع پر یہاں کے روافض نے جلوس کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بدترین تبرابازی کی، پولیس اور انتظامیہ پر حملہ کیا اور اپنی موروثی بدطینت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہلسنت کی املاک کو زبردست نقصان پہنچایا، گھروں میں گھس کر خواتین کی عصمت دری کی گئی، ان حالات میں اگر وہاں کے سنی عوام کو تنہا چھوڑ دیا جاتا تو یقیناً یہ ان کے ساتھ ناانصافی تھی چنانچہ اہل علاقہ کی درخواست پر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے مولانا ایثار القاسمی کو اس شورش زدہ علاقے کی طرف متوجہ کیا چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے

CS CamScanner

اور مرکزی جامع مسجد اہلسنّت والجماعت (موجودہ قاسمی شہید مسجد) میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور وہاں کے اہل تشیع کو ناک و چنے چبوائے اور ان کے عقائد پر ایسی کاری ضربیں لگائیں اور اہلسنّت کا ایسا دفاع کیا کہ آج تک وہاں رفض سر اٹھا نہ سکا۔

22 فروری 1990ء کو امیر عزیمت، امام سنی انقلاب، مجدد وقت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کو سپاہ صحابہ کا سرپرست اعلیٰ اور مولانا ایثار القاسمی کو نائب سرپرست اعلیٰ منتخب کیا گیا اور ساتھ ہی آپ کو مولانا حق نواز جھنگوی کے منبر و محراب کا وارث بنا دیا گیا۔ 15 مارچ 1990ء کو آپ نے جامع مسجد حق نواز میں خطابت کا آغاز فرمایا اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی خطابت کی گھن گرج ملک کے طول و عرض میں سنائی دینے لگے۔ آپ کی خطابت میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی خُطابت کا انداز جھلکتا تھا، وہی لب و لہجہ، وہی گھن گرج، وہی طرز استدلال اور وہی حرکات و سکنات، جوش خطابت میں وجد میں آ جانا اور اہل تشیع کی کفریہ عبارات کے ذریعے دشمنانِ صحابہ کے کلیجے چیرنا آپ کا یہ انداز نقالی نہیں بلکہ فطری تھا۔

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی ایک دیرینہ خواہش اور آرزو تھی کہ سپاہ صحابہؓ کا موقف پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں بھی پہنچایا جائے اور وہاں سے باقاعدہ بل کی صورت میں اس کو منظور کروایا جائے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لئے 88ء کے الیکشن میں وہ خود قومی اسمبلی کے حلقہ 68 سے الیکشن لڑے تھے لیکن چند ہزار ووٹوں کی کمی سے بظاہر ناکام ہو گئے تھے۔ 16 اگست 1990ء کو لاہور میں سپاہ صحابہؓ کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں متفقہ طور پر مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ کو قومی حلقہ 68 اور صوبائی حلقہ 65 کے لئے نامزد کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے جمعیت علماء اسلام درخواستی گروپ جس کی قیادت مولانا سمیع الحق کر رہے تھے کہ ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا، آپ کے مقابلے میں نواب امان اللہ خان سیال (شیعہ) پی پی پی کی طرف سے سید سردار احمد شاہ بیرسٹر اور معروف جاگیردار، طاہر القادری کی عوامی لیگ کی طرف سے محمد انور چیمہ، جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے مدمقابل تھے، اپنے اپنے تصور کے مطابق الیکشن میں اپ

آپ کو کامیاب سمجھنے والے امیدوار یہی یقین کر بیٹھے تھے کہ چٹائی پر بیٹھنے والے ''مولوی'' کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہم سے مقابلہ کرے، ہم سیاست کے جن داؤ پیچوں سے واقف ہیں مولوی ان کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہے تاہم دوسری طرف مذہبی غیرت وحمیت سے سرشار امی عائشہ کا روحانی فرزند، فدائی اصحاب رسول مولانا ایثار القاسمی اس لئے الیکشن لڑ رہا تھا کہ وہ ملک کے آئین ساز ادارے میں ملک بھر سے منتخب ہو کر آنے والے قومی نمائندگان کو ملک میں اسلام دشمن اہل تشیع کی گھناؤنی سازشوں سے آگاہ کرے، وہ ایک ایسا قانون بنوانا چاہتے تھے جو ایک نظریاتی ملک میں اسلام اور مشاہیر اسلام کی عظمتوں کا دفاع کرے۔ وہ ایک ایسا ضابطہ طے کرانا چاہتے تھے جو پیغمبر علیہ السلام، ان کی ازواج، اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس کا تحفظ کر سکے اور اکثریتی طبقے کے جذبات کو مجروح کر کے امن وامان کا مسئلہ کھڑا کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔

الیکشن کا اعلان ہوتے ہی مولانا ایثار القاسمی نے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا گو وہ اس سے پہلے بھی عوام سے دور نہیں تھے، کامیاب حکمت عملی کے باعث سپاہ صحابہ کے انتخابی جلسوں میں عوام کی حاضری نے مخالفین کی نیندیں حرام کر دیں اور وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے، تاہم تربیت یافتہ جھنگوی کسی بھی صورت میدان چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوا اور ایک ایک دن میں قاسمی شہید نے بیسیوں کھلے جلسوں اور بے شمار کارنر میٹنگ سے خطاب کیا۔ قاسمی شہید کی شعلہ بار تقاریر نے عوام میں ایک تڑپ پیدا کر دی، ایک جوش وخروش اور ولولہ برپا کر دیا چنانچہ انہوں نے ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''الیکشن لڑتے وقت امیدوار لوگوں کی حمایت اور اعتماد حاصل کرنے کے لئے اپنی خدمات گنواتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے یہ کیا، وہ کیا، فلاں پرمٹ، فلاں لائسنس، فلاں گلی، فلاں نالی، فلاں گٹر بنوایا، اس سلسلے میں میری آپ کے شہر کے لئے کوئی خدمات نہیں ہیں جن کا واسطہ دے کر میں ووٹ مانگوں، میں آپ سے ووٹ اپنی خدمات کے عوض مانگنے نہیں آیا ہوں، میں ووٹ اس مشن کی تکمیل کے لئے مانگنے آیا ہوں جس مشن پر میرے اور

آپ کے قائد نے جان قربان کی ہے، میں اس شہید کی روح سے وعدہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ مجھے ووٹ دے کر کامیاب کریں، میں اسمبلی پہنچ کر اصحاب رسولؐ کے تقدس کے دفاع کی جنگ لڑوں گا، سنی عوام کے حقوق کی جنگ لڑوں گا۔ مخالفین کہتے ہیں کہ ''مولوی باہر سے آیا ہے، جیت کر واپس چلا جائے گا۔'' میں نے کہا ٹھیک ہے اگر میں صرف الیکشن لڑنے آیا ہوتا تو پھر کہا جا سکتا تھا کہ جیت کر چلا جائے گا میں صرف الیکشن لڑنے نہیں آیا میں تو اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آیا ہوں جس مشن پر میرے قائد نے جان قربان کی تھی، جب میں اس شہر میں آیا تھا اس وقت اسمبلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں، جب میں آیا اس وقت مجھے ایم این اے، ایم پی اے کی سیٹ نہیں بلکہ جھنگ کی سرزمین پر بم، بارود، گولیاں اور لاشیں نظر آ رہی تھیں لیکن میں ان جیل، گولی، بم، تشدد سے ڈر کر نہیں بھاگا ایک بار پھر میں وعدہ کرتا ہوں اسمبلی میں پہنچ گیا تب بھی قائد کے مشن کو پورا کروں گا اور اگر نہ پہنچا تب بھی میں جھنگ کی سرزمین پر اسی مشن کے لئے جان دے دوں گا۔''

زبردست انتخابی مہم، سنی قوم کے جذبے اور ولولے کو دیکھتے ہوئے مخالفین کو اپنی شکست یقینی نظر آ رہی تھی، آخری حربے کے طور پر اپنے راستہ کو صاف کرنے کے لئے دھوکہ دے کر قاسمی صاحب کو زہر دے دیا گیا، زہریلے اثرات نے قاسمی صاحب کو نڈھال اور بے حال کر دیا تھا، اللہ نے فضل فرمایا ڈاکٹرز نے سرتوڑ کوشش کی بالآخر قاسمی صاحب کی طبیعت کچھ سنبھل گئی لیکن کمزوری بہت زیادہ تھی، اگلے روز 10 اکتوبر کو چوک حق نواز شہید جھنگ صدر میں انتخابی جلسہ تھا، قاسمی صاحب کو خطاب کے لئے لایا گیا، چہرے پر کمزوری کے گہرے اثرات تھے، وجود اگرچہ سنبھل چکا تھا مگر ابھی اس قابل نہ تھے کہ حسب معمول کھڑے ہو کر خطاب کرتے، کرسی منگوائی گئی آپ نے پہلی بار بیٹھ کر خطاب فرمایا اور خطبہ مسنونہ کے بعد گویا ہوئے ''خرابی صحت کے باوجود آپ کی خدمت میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے منصب پر کھڑا کیا گیا تھا وہ زہر کے چند گھونٹوں سے ڈر کر اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔''

24 اکتوبر 1990ء کا دن جھنگ کے مظلوم مسلمانوں اور سنی قوم کے لئے خوشیوں کا

پیغام لایا کہ جس دن جھنگوی شہید کا دیرینہ خواب پورا ہوا، مولانا ایثار القاسمی ساٹھ ہزار نوسو چودہ ووٹ لے کر ملک کی قانون اسمبلی کے ممبر منتخب ہو چکے تھے، نعرہ تکبیر کا ایک غلغلہ بلند ہوا، مولانا فاروقی شہید رحمہ اللہ فرط مسرت سے مولانا قاسمی سے لپٹ گئے دوسری طرف مولانا قاسمی نے روتے ہوئے فرمایا: ''لوگو آج ایثار القاسمی کامیاب نہیں ہوا بلکہ جھنگوی شہید کامیاب ہوا ہے۔''

27 اکتوبر 1990ء کو صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے موقع پر مولانا قاسمی شہید جھنگ کے مشہور سیاست دان شیخ محمد اقبال کو 15 ہزار ووٹوں سے شکست دے کر صوبائی اسمبلی کے بھی ممبر منتخب ہو گئے۔ مولانا قاسمی کی کامیابی کی خبر جہاں مظلوم مسلمانوں کے لئے باعث مسرت تھی وہاں جاگیرداران جھنگ کے گھروں میں صف ماتم برپا کرنے کے لئے کافی تھی۔ دشمن اپنی عبرتناک شکست کا صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے انتقامی کارروائیوں پر اتر آیا اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ 11 نومبر کو سپاہ صحابہ کے سرگرم کارکن محمد امجد کو الیکٹریشن کی دوکان پر کلاشنکوف کا برسٹ مار کر شہید کر دیا، 11 ستمبر جھنگ ہی کے 20 سالہ محمد آفتاب جو 6 بہنوں کا اکلوتا بھائی اور بوڑھے والدین کا واحد سہارا تھا شہید کر دیا گیا۔

31 دسمبر 1990ء کو مولانا ایثار القاسمی کو اسمبلی میں صدر کی تقریر پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا، حسب سابق ایوان کی پریس گیلری میں متعدد ملکی وغیر ملکی اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ مولانا ایثار القاسمی مولانا حق نواز شہید کے خواب کی تعبیر بن کر ایوان میں پہنچے تھے، آپ کو ایوان میں سب سے کم عمر ممبر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا، پورے ایوان کی نظریں آپ پر تھیں، ہر آدمی دیکھنا چاہتا تھا کہ جھنگ کے جاگیرداروں کا غرور خاک میں ملانے والا مولوی اپنے خیالات کیسے بیان کرے گا، کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ منبر و محراب میں عوام کے جذبات پر جادو چلانا آسان ہے ایوان میں ملک کا باشعور طبقہ موجود ہے، مولوی کی ناتجربہ کاری اس کے لئے مسائل پیدا کر دے گی۔ مولانا قاسمی نے نہ صرف تمام وہم غلط ثابت کر دیئے بلکہ پون گھنٹہ تک ایسی بصیرت افروز تقریر کی کہ تمام لوگ

CamScanner

ششدر رہ گئے۔

مولانا ایثار القاسمی شہید نے ایوان میں خطبہ تلاوت کرنے کے بعد بلا جھجھک اور بے دھڑک تقریر میں صدر کے خطاب پر اظہار خیال کرنے کے علاوہ شریعت بل کے نفاذ کی اہمیت، پی پی پی کے سابق پورے دو سال کی فریب کاریوں، جمہوری اتحاد کے موجودہ حکومت کے فرائض اور بے روزگاری کے تدارک جیسے مسائل پر گفتگو کی اور ساتھ ہی ہمسایہ ملک کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی مذمت کی اور اپنے قتل کی سازش کا انکشاف اور موت سے بے خوفی کا اظہار کرنے کے بعد جھنگ کے مسائل اور مظلوم عوام کا سارا مقدمہ اسمبلی کے فورم پر رکھا۔

مولانا قاسمی شہید نے واضح کیا کہ ہم ملک کے اندر اصحاب رسولؐ کے تقدس کا دفاع چاہتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ چاہتے ہیں اور ہم ان شاء اللہ العزیز پرامن طریقے سے اپنے مشن کو پورا کریں گے، یہ قتل کی دھمکیاں ہماری راہ کی رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔

مولانا ایثار القاسمی نے تحفظ دفاع اصحاب رسولؐ کے لئے غیر ملکی دورے بھی کئے۔ پہلا غیر ملکی دورہ 16 اپریل 1990ء کو فرمایا، 14 جون 1990ء کو سہ رکنی وفد کے ہمراہ عراق کا دورہ کیا اور وہاں موتمر عالم اسلامی کی اہم ترین کانفرنس میں شرکت کر کے خطاب کیا۔ 16 دسمبر 1990ء کو عراق کا دوسرا دورہ کیا اور امریکہ عراق جنگ کی صورت میں دس ہزار تربیت یافتہ مجاہدین پیش کرنے کا اعلان کیا۔ عراق سے واپسی پر آپ سعودی عرب عمرہ کی سعادت کے لئے روانہ ہو گئے۔

مولانا ایثار القاسمی ایم این اے ہونے کے باوجود رات کی تاریکی میں جھنگ شہر کی تنگ و تاریک گلیوں میں خود پہرہ دیا کرتے تھے، اس دور کا کوئی لیڈر اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ قاسمی شہید زندگی کے آخری ایام میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سنت زندہ کر گئے، رات کی تاریکی میں ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے جھنگ کے علاقے میں جا رہی تھی، قاسمی صاحب پوچھتے ہیں کہ مائی کدھر جا رہی ہو، تمہیں علم نہیں یہاں اس وقت گھر سے نکلنا

CS CamScanner

خطرے سے خالی نہیں۔ وہ کہتی ہے بچہ بیمار ہے، ڈاکٹر سے دوائی لینے جارہی ہوں۔ قاسمی شہید اسے گاڑی میں بٹھا کر دوائی دلواتے ہیں اور واپس گھر پہنچا دیتے ہیں تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور یاد آجاتا ہے۔

4 جنوری 1991ء کو سعید شہید کے جنازے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
''دوستو! حق نواز کی شہادت کے بعد جنازہ اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں، مجھے بدر و اُحد میں صحابہ کے لاشے تڑپتے نظر نہ آتے تو شاید میں اپنے جذبات پر کنٹرول نہ کرسکتا، دشمن کی یہ بھول ہے کہ ہم جیل سے ڈر کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقدس کے دفاع کے مشن کو چھوڑ دیں گے۔ میں اس رب پر بھروسہ کرکے کہتا ہوں جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروائیں گے لیکن دفاع صحابہ کے مشن سے غداری نہیں کریں گے۔''

5 جنوری 1991ء کمسن کارکن شکیل احمد کو شہید کردیا گیا، شکیل کے جنازے کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اہلسنت کے جنازے اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں جھنگ کے لوگو اب میری زندگی میں تمہیں کسی سنی کا جنازہ نہیں اٹھانا پڑے گا، میں کسی کارکن کی شہادت سے پہلے خود شہادت نوش کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔''

10 جنوری 1991ء کو ضمنی الیکشن کے دوران لوگ ووٹ کی پرچیوں کی صورت میں حق و باطل کا معرکہ جیتنے کے لئے صبح پولنگ اسٹیشنوں پر بڑے جوش و جذبے سے جارہے تھے کسی کو یہ نہیں پتہ تھا کہ آج ہم سے صحابہ کا عاشق جدا ہونے والا ہے، مولانا ایثار القاسمی مختلف اسٹیشنوں سے ہوتے ہوئے ایک جگہ پولنگ اسٹیشن پر پہنچے، ابھی گاڑی رُکی ہی تھی کہ حملہ آوروں نے مولانا ایثار القاسمی پر فائرنگ کردی، قاسمی شہید فائرنگ کی زد میں آگئے اور زخمی ہوکر گر پڑے۔ گاڑی میں لٹا کر فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن قاسمی صاحب اس دنیا سے منہ موڑ گئے تھے، تڑپ تڑپ کر شہادت کی دعائیں کرنے والے کی دعا قبول ہوگئی اور وہ جامِ شہادت نوش کر گیا۔ جھنگوی شہید کی مسند کا وارث مشن جھنگوی کی تکمیل کا خواب دل میں لئے جنت کی حوروں کا مہمان بن گیا۔ اگلے روز جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد 5 لاکھ افراد کے مجمع میں مولانا سمیع الحق، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا

CS CamScanner

منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد اجمل خان، مولانا زاہد الراشدی، مولانا اعظم طارق شہید اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کی موجودگی میں معروف روحانی شخصیت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ بعد ازاں شہید کی میت غلامانِ صحابہ کے کندھوں پر جامعہ محمودیہ لے جائی گئی جہاں جھنگوی شہید کے پہلو میں دائیں پہلو کی طرف آپ کی قبر بنائی گئی تھی، فاروقی صاحب قبر میں اُترے، جائزہ لیا، مٹی ہٹائی جگہ برابر کی پھر باہر نکلے۔ قاسمی شہید کی میت اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتاری، مولانا اعظم طارق شہید بھی ہمراہ تھے۔ منھا خلقنٰکم کی صدائیں بلند ہوئیں، دعائیں پڑھی گئیں، مٹی ڈالی گئی۔ بالآخر عشق ووفا کا پتلا اس فانی دنیا سے منہ موڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خلد بریں کا مکین بن گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ

30 جنوری 2015ء صوبہ سندھ کے معروف شہر خیر پور میرس میں اہلسنّت والجماعت پاکستان امام اہلسنّت، حجۃ الاسلام والمسلمین، مناظر اسلام، محقق دوراں، وارث علوم لکھنوی، شہنشاہِ خطابت، جانشین فاروقی شہید، ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کو ان کی علمی، تحقیقی، تحریکی اور مذہبی خدمات پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے عظیم الشان امام اہلسنّت کانفرنس کا انعقاد کر رہی ہے جس سے قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہٗ اور قائد اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ خصوصی خطابات ارشاد فرمائیں گے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے بے شمار اوصاف وکمالات سے نوازا تھا، آپ خداوند قدوس کے لاریب کلام کے حافظ تھے اور حفظ بھی جیل میں فرمایا تھا اور نہ صرف الفاظِ قرآن بلکہ معانی قرآن اور احکام قرآن پر بھی آپ کو درجۂ استناد حاصل تھا۔ آپ ایک باعمل اور باکردار حق گو عالم دین تھے، پوری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس و مطہر جماعت کے دفاع میں منکرین صحابہ کے خلاف صف آرائی میں گزاری اور اپنے علم وعمل کے ذریعے ہدایت کی وہ شمعیں روشن کیں جو قیامت فروزاں رہیں گی۔

امام اہلسنّت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ مایہ ناز خطیب تھے اور آپ کی خطابت بھی علم وعمل کے جذبے سے معمور تھی اور جب آپ مخصوص اور پرسوز انداز میں عظمت اصحاب رسول واہل بیت عظام کو بیان کرتے اور شیر کی دھاڑ میں بڑی بے خوفی سے جرأت کے ساتھ قرآن وحدیث سے دلائل وبراہین کے انبار لگاتے چلے جاتے تو ہزاروں سنی نوجوانوں کے قلوب کو اصحاب رسول واہلبیت عظام کی عقیدت سے معمور کردیتے اور ہمیشہ اپنے مؤقف کو ٹھوس علمی انداز میں پیش کیا کرتے تھے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ محض مقرر وخطیب نہ تھے بلکہ ایک جید وممتاز مدرس اور

کامیاب مناظر تھے، وہ اپنے قائم کردہ ادارے الجامعۃ الحیدریہ میں علوم وفنون کی بلند پایہ کتب بالخصوص علم کلام اور مناظرہ کے اسباق خود پڑھاتے تھے، یہی رنگ ان کی تقاریر وخطبات میں نمایاں تھا۔

علمی انحطاط کے اس دور میں جب خطباء صرف لفاظی اور شعلہ نوائی کو خطابت سمجھ بیٹھے ہیں حضرت علمی عظمت کا نشان تھے، رٹی رٹائی تقریر تو دور کی بات آپ اسٹیج پر پہنچ جانے کے بعد بھی اپنے ذہن ودماغ میں علمی نکات ومواد کو اکٹھا کرنا شروع نہ کرتے جس کی واضح دلیل ان لوگوں کا مشاہدہ ہے جنہوں نے حضرت شہید کو تقریر کرتے دیکھا کہ تقریر کرتے وقت قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کھولتے تو جو صفحہ اور جو آیت سامنے آتی اسی سے تقریر وخطاب شروع کر دیتے اور اتفاقاً سامنے آنے والی آیت کی تشریح وتفسیر گھنٹوں کرتے اور حق ادا کرتے اور انہی آیات سے مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ کا ایسا اثبات کرتے کہ مجمع حیرانی کی کیفیت میں رہ جاتا اور دشمن انگشت بدنداں۔

امام اہلسنت علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کا ایک خاص نمایاں وصف جو روز روشن کی طرح عیاں تھا وہ عشق رسول اور اصحاب رسول واہلبیت رسول تھا، حضرت شہید رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ان نفوس قدسیہ کی محبت وعقیدت سے سرشار تھا، کوئی بھی ادارہ یا انجمن فرد ہو یا جماعت، کسی کی تحریر ہو یا تقریر، اپنا ہو یا پرایا اگر وہ منصب رسالت کی عظمت اور جذبۂ محبت صحابہ کے نظریہ سے دور نظر آیا تو علامہ علی شیر حیدری اس کے لئے شمشیر بے نیام بن کر میدان میں نکلے اور اپنی خطابت اور علم وعمل کے گھن گرج کی قوت سے اس کا لسانی تعاقب فرمایا۔

امام اہلسنت کی زندگی کی یہ ۶۴ ربہاریں جن کا گوشہ گوشہ، لمحہ لمحہ، علم وعمل، تقویٰ طہارت سے منور ومزین تھا، تحفظ ناموس رسالت دفاع اصحاب رسول کے لئے وقف تھیں یہی نظریہ آپ کا ایمان اور دین تھا اور یہی عقیدہ تھا کہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ واہلبیت ایمان کی جان اور روح ہیں، اسی عقیدے کے پرچار میں آپ نے اپنی ساری عمر وقف کر ڈالی اور اسی کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں اور قابلیتیں بروئے کار لائے اور بالآخر خلق خدا نے وہ

دن بھی دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سچے عاشق نے ان کے دفاع میں اپنی زندگی قربان کردی جن کا تذکرہ وہ صبح وشام کرتا رہا۔

ہمارے قائدین میں سے ہر قائد کی خوشبو اور مہک الگ الگ ہے، ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است لیکن اس حقیقت کا اظہار بھی حقیقت ہے کہ علامہ علی شیر حیدری شہید کی خوشبو سب سے الگ اور جدا تھی، انہوں نے اپنے دور صدارت اور سرپرستی میں جماعت کو جس قابلیت وقبولیت کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں رکھا وہ آپ کا ہی خاصہ تھا، کسی بھی لمحہ متانت وسنجیدگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا، جماعت کا شیرازہ جو مختلف اوقات میں مختلف عنوانات سے بکھیرنے کی کوشش کی جاتی رہی کو بکھرنے سے بچایا اور اپنے علم وعمل کے بل بوتے پر مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ اس قدر ٹھوس علمی وتحقیقی انداز میں بیان کیا کہ بڑے سے بڑا مخالف اور متعصب مخالف بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا۔

قرآن کریم میں خداوند قدوس کا فرمانِ عالی شان ہے:

والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم.

(سورۃ محمد، آیت ۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے اللہ ان کے اعمال ہرگز اکارت نہیں کرے گا۔ (آسان ترجمہ)

مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ اعمال ضائع نہ ہونے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اللہ شہداء کے خون کی برکت سے ان کے علمی اور نظریاتی جانشین پیدا فرماتے رہیں گے یقیناً علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ وہ عظیم المرتبت انسان ہیں کہ اللہ رب العزت نے انہی کے ہزاروں شاگردوں میں سے سینکڑوں ایسے رجال علم پیدا فرمائے کہ جو ان کی روشن کی ہوئی شمعیں آج بھی فروزاں کئے ہوئے ہیں اور ان کے بتائے ہوئے نظریہ اور عقیدہ کا پرچار انہی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کر رہے ہیں اسی سلسلے کی ایک کڑی ''امام اہلسنّت کانفرنس'' بھی ہے جس میں ایک مرتبہ پھر ایک نئے جذبے اور ولولے سے ''غلامانِ صحابہ'' جمع ہوکر اپنے شہید قائد کے بتائے ہوئے اس نظریئے:

CamScanner

''اے اصحاب محمد! تم نبی پر قربان ہوئے اور کچھ نہ بچایا، ہم تم پر قربان ہوں گے اور کچھ بھی بچا کر نہ رکھیں گے، وہ پروانے محمد کے، میں پروانہ صحابہ کا، وہ دیوانے محمد کے، میں دیوانہ صحابہ کا، وہ مستانے محمد کے میں مستانہ صحابہ کا اور مدح صحابہ کی اک دھوم مچادیں گے یہ جذبہ ایمانی عالم کو دکھادیں گے'' کی تجدید کررہے ہیں۔ آپ سے بھی گزارش ہے کہ دیگر مصروفیات سے فارغ ہوجائیں، تیاری کیجئے اور 30 جنوری کو خیرپور میرس الجامعۃ الحیدریہ کا رخت سفر باندھئے اور وہاں جمع ہوکر اس بات کا اعلان فرمائیے کہ حضرت شہید رحمہ اللہ! آپ نے جس اتقان اور ایقان سے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ انشاء اللہ یہ جماعت اپنی منزل کو پہنچے گی۔ الحمدللہ ہمیں قائد ملت اسلامیہ حضرت لدھیانوی مدظلہٗ، قائد اہلسنّت حضرت فاروقی مدظلہٗ کی قیادت میں منزل بس قریب سے قریب تر ہوتی نظر آرہی ہے اور انشاء اللہ جلد آپ کو جنت کے بالاخانوں میں شہداء کے جھرمٹ میں یہ شاداں وفرحاں کرنے والی خوشخبری ملے گی کہ مشن حق نواز پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ انشاء اللہ

نوٹ: یہ چند سطور ''امام اہلسنّت کانفرنس'' کی مناسبت سے تحریر کی ہیں، ان شاء اللہ حضرت شہید رحمہ اللہ پر تفصیلی مضمون ماہ اگست میں تحریر کیا جائے گا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

علوم لکھنویؒ کے وارث...... میرے قائد

و امتیاز پھلپھوٹو شہید

برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں ایسی نابغہ روزگار شخصیت پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے دین اسلام کے پیغام کو عام کرنے اور احیائے دین متین کے لئے اپنا تن من دھن سب کو کچھ قربان کر دیا، مسلمانوں کے دین وایمان پر جب بھی کوئی مشکل پیش آئی ان ہستیوں نے مسلمانوں کو تنہا چھوڑنے کے بجائے آگے بڑھ کر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا اور اپنے طرزِ عمل سے عزیمت کی وہ روشن مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک یادرکھی جائیں گی۔

ایسی ہی شخصیات میں ایک شخصیت حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کی بھی ہے جنہوں نے پوری زندگی نظام خلافت راشدہ، دفاع اصحاب واہلبیت رسول اور اعلائے کلمۃ الحق کی جدوجہد میں گزاردی اور بالآخر اسی مشن پر شہادت کا عظیم مرتبہ پاکر سرخرو ہوگئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید کی شخصیت کو مختصر الفاظ میں یوں تعبیر کیا جاسکتا ہے:

’’عجز وانکساری کے مجسم، شرم وحیا کے پیکر، دلائل و براہین کے بے تاج بادشاہ، علوم لکھنویؒ کے وارث، حوصلہ وجرأت کے کوہِ گراں، شریعت مطہرہ کے شناسا، جامِ عشق کے مختار، سلسلہ لکھنوی وجھنگوی کے تاجدار، نسبت حیدری کے سالار، رافضیت وفرق باطلہ کے لئے ننگی تلوار، عشق محمدؐ سے سرشار، بت شکنی میں عکس حیدری، صاحب عزیمت، امام المناظرین، سلطان الخطباء، عالم باعمل، سنی قوم کی متاع عزیز، مجسمہ صدق و وفا، قافلہ جھنگوی شہید کے راہی، اصحاب رسول کے سچے سپاہی جنہوں نے اپنی حیات مستعار میں اس قدر کثیر اور ہمہ گیر دینی خدمات سرانجام دیں جن کے سامنے طاقت بشری عاجز نظر آتی ہے، ان کا یہ کردار اور عہد ووفا کی داستان کو تحاریک مدح صحابہؓ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔‘‘

CamScanner

حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کا نام سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کرنے کے دوران سنا: ''تنجو شیر، تنجو شیر...... علی شیر علی شیر، سنیوں کا ببر شیر...... علی شیر علی شیر'' طلبہ کی زبان ہوا کرتا تھا اور یہ ان کا پسندیدہ نعرہ تھا، سائیں حیدری شہید رحمہ اللہ اس وقت پابند سلاسل تھے تاہم جب رہا ہوئے تو مرکز اہلسنت ناگن چورنگی میں ان کا خطاب لاجواب سنا، اچھے طریقے سے یاد ہے کہ اس وقت حضرت کے پاؤں پر جیل کی بیڑیوں کے واضح اور گہرے نشانات موجود تھے، آپ نے شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر خطاب کیا، اس کے مندرجات شاید اس وقت کما حقہ دل و دماغ میں جگہ نہ بنا سکے تاہم آپ کا انداز، جوش ولولہ اور کارکنوں کے والہانہ نعرے آج تک دل و دماغ میں محفوظ ہیں۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً کراچی کے مختلف جلسوں میں حضرت کے مختلف بیانات سنے اور جب اپنے اندر ''کچھ'' علمی شعور پیدا ہوا تو اس بات کا اندازہ ہوا کہ حضرت کوئی روایتی خطیب نہیں ہیں اور نہ ہی آپ نے خطابت کو اپنا پیشہ بنایا ہے بلکہ آپ ایک کہنہ مشق استاذ، جید الاستعداد مدرس، کامیاب معلم، نکتہ رس مقرر، بہترین مناظر، عظیم قائد اور مدبر رہنما ہیں۔ علامہ حیدری شہید رحمہ اللہ کی تقریر علمی نکات سے بھرپور ہوا کرتی تھی اس لئے کہ آپ کا علم اور کتاب سے بہت گہرا اور مضبوط رشتہ تھا جو کہ آج کے خطباء میں آہستہ آہستہ عنقاء ہوتا جا رہا ہے۔ آپ اپنا موقف ہمیشہ علمی انداز میں پیش کیا کرتے تھے، آپ کے دلائل و براہین کے سامنے اپنے اور پرائے دم بخود رہ جاتے تھے اور داد دینے پر مجبور ہو جایا کرتے تھے۔ علمی حلقوں اور بڑی بڑی جامعات کے سالانہ جلسوں میں جید مشائخ و اکابر کی موجودگی میں نہایت سنجیدہ اور تحقیقی گفتگو فرمایا کرتے تھے، آپ جب جرأت اور بے خوبی سے عقیدہ ختم نبوت اور عظمت صحابہ واہلبیت وحقانیت قرآن کے ساتھ فرق باطلہ بالخصوص روافض کے فاسد عقائد ونظریات کی تردید کرتے تو مجمع عش عش کر اٹھتا اور آپ کی سحر انگیز گفتگو ان کے دلوں پر ایسا تاثر پیدا کرتی کہ جس کے بعد وہ دفاع اصحاب رسول کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔

ایام ہائے زندگی یونہی گزرتے رہے تا آنکہ راقم الحروف طلبہ ونگ کا ڈویژنل ذمہ دار اور دورہ حدیث کا طالب علم بن گیا، چنانچہ چار ماہی امتحانات کی تعطیلات میں اپنے دو رفقاء

مولانا فضل مولیٰ انقلابی اور مولانا مشرف معاویہ کے ہمراہ خیر پور حضرت رحمہ اللہ سے ملاقات اور زیارت کے لئے حاضری کا پروگرام ترتیب دیا اور اس کا بنیادی سبب بھی یہ بنا کہ ایک استاذ نے سبق کے دوران اپنی لاعلمی کی وجہ سے یہ کہہ ڈالا کہ ''علی شیر حیدری'' متکبر آدمی ہے، استاذ کے ادب واحترام کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے سکا تاہم بعد میں سوچنے لگا استاذ پر ناراضگی فضول ہے جس انسان کو ہمیشہ اسٹیج پر سنا اور بھرے مجمع میں صرف ہاتھ لگانے کو سعادت اور نجات کا ذریعہ سمجھا شاید اس کی خلوت اور نجی زندگی ایسی ہی ہو جیسا کہ استاذ محترم نے فرمایا ہو چنانچہ ''لیطمئن قلبی'' کے لئے خیر پور کا رخت سفر باندھا، سویرے سات بجے ہوٹل سے ناشتہ کر کے جامعہ حیدریہ حاضری ہوئی اور حضرت کے انتظار میں راہیں تکنے لگے۔ تقریباً ۹ بجے کے قریب حضرت تشریف لائے تو خدام نے مہمان خانے آ کر اطلاع دی۔ فوراً بھاگتے ہوئے باہر نکلے تو حضرت دفتر اہتمام کے باہر پڑے ہوئے گندے کپڑے کے حوالے سے ''حارث'' کو آواز دے کر خبردار کر رہے تھے جوں ہی ہماری حضرت پر نظر پڑی اور حضرت نے ہمیں دیکھا تو دونوں ہاتھوں کو کھول کر انتہائی محبت وخلوص کے ساتھ معانقے کے لئے اپنے سینے سے لگالیا۔ خدا کی قسم اس والہانہ معانقے سے سارے خدشات، توہمات اور باطل خیالات یکسر مسترد ہوگئے اور ہم اپنے قائد کی عظمت کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسیر ہوگئے۔ دفتر میں بیٹھے، ابتدائی تعارف ہوا، حال احوال پوچھا، ناشتے کی بابت دریافت کیا اور پھر تخصص کے طلباء کو سبق پڑھانے لگے۔ کراچی کے دو چار اور طلباء بھی موجود تھے جبکہ سندھ کے مولانا رمضان مزاری جمعیت علماء اسلام کے رہنما بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ظہر کے بعد دفتر اہتمام میں کھانا جانے لگا تو ساتھیوں کے دل کو وسوسہ آنے لگا شاید خاص مہمان اندر جائیں گے اور کھانا بھی خاص ہوگا، ہم شاید مطبخ کی طرف رخ کریں گے تاہم تھوڑی دیر بعد خادم نے اندر جانے کا کہا تو اس کے کہنے پر یقین نہ آیا، اس نے دوبارہ اونچی آواز سے اندر جانے کا کہا تو یقین ہوا کہ اس کے مخاطب ہم طلباء ہی ہیں۔ اب جب حضرت کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تو یقین نہیں آرہا تھا کہ ہم جس ہستی کو بلند وبالا اسٹیجوں پر دیکھتے رہے آج اس کے ساتھ دسترخوان پر اس قدر قربت کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ بہرکیف حضرت اپنے ہاتھوں سے کھانا نکال نکال کر دیتے

CamScanner

رہے اور کھانے کے بعد اپنے ہاتھوں سے فروٹ کاٹ کر کھلاتے رہے۔ یقیناً وہ لمحات ہماری زندگی کے یادگار لمحات تھے، دن بھر یونہی حضرت کی مجلس میں مہمانوں سے ہونے والی حضرت کی گفتگو سنتے رہے، اب عشاء کے بعد کا وقت ہو چکا تھا اور دفتر اہتمام میں ہم تین ساتھی باقی رہ گئے تھے۔ حضرت دن بھر کے تھکے ہارے تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گئے، یہ پرویز مشرف کا دور تھا حضرت نے میرے ساتھی سے پوچھا آپ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا مشرف۔ حضرت نے فرمایا بھئی تیرے بیٹے نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے اس پر ہم سب ہنسنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد مشرف نے میرے کان میں کہا کہ میں حضرت کو دباؤں؟ تو حضرت نے پوچھا مشرف کیا بول رہا ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت آپ کو دبانے کا بول رہا ہے تو حضرت فرمانے لگے ہاں آپ بھی دبا کر دیکھ لو آپ کا بیٹا تو ہمیں نہیں دبا سکا، اس پر سارے ساتھی ہنسنے لگے۔ اب ہم تینوں ساتھی حضرت کو دبانے لگے، مشرف حضرت کے سر کو اور میں اور فضل مولیٰ حضرت کی ٹانگوں کو دبا رہے تھے۔ مشرف بولنے لگا: حضرت ہمارے مدرسے میں نشتر پارک میں مرنے والوں کے لئے دعا کروائی گئی تھی۔ حضرت نے فرمایا وہ سیاسی دعا ہوگی۔ مشرف نے پھر کہا کہ حضرت ہمارے اپنے ہماری ٹانگیں کھینچتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں وہ ورزش کرواتے ہیں۔ اتنے میں فضل مولیٰ کو جوش آیا تو اس نے سوال کر دیا کہ تاریخ کی معتبر ترین کتاب کونسی ہے؟ حضرت نے فرمایا کوئی نہیں۔ پھر کہنے لگا تھوڑی بہت؟ حضرت نے فرمایا سب ہیں۔ اب کوئی بات نہ بنی تو کہنے لگا کہ میرے والد کتابیں پڑھ پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے خارجی ہو گئے ہیں، وہ کیسے لائن پر آئیں گے؟ حضرت نے فرمایا اب نہیں آسکتے اور مسکرانے لگے۔ اسی دوران مشرف نے احمقانہ عقیدت کا اظہار کیا کہ سر دباتے دباتے اپنے پاس یادگار رکھنے کے لئے حضرت کے سر سے دو بال علیحدہ کر کے توڑ لئے۔ حضرت کو تکلیف ہوئی تو آنکھ کھولی، میری طرف دیکھا اور آنکھ بند کر لی۔ بہرکیف یہ پہلی تفصیلی ملاقات تھی جس میں ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائد محترم کی زلفوں کے اسیر ہو گئے اور پھر ایسا دل آیا کہ حضرت کی شہادت تک عید، بقرعید، امتحانات اور سالانہ تعطیلات میں جب بھی موقع ملتا حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہو جاتے اور یوں دل بے قرار کو قرار مل جاتا۔

کراچی کی اسٹوڈنٹس ونگ ہر سال فضلاء کے اعزاز میں دستار بندی کا پروگرام منعقد کرتی ہے جس کے مہمان خاص اور رونق محفل حضرت حیدری رحمہ اللہ ہوا کرتے تھے۔ مجلس عمل کے دور میں یہ باتیں گردش کرنے لگیں اور عوام الناس میں غلط فہمی بھی پھیلنے لگی کہ شاید روافض مسلمان ہیں، جب ہی تو ان کو دینی اتحاد میں شامل کرلیا گیا ہے۔ حضرت نے اس تاثر اور غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایک استفتاء اور فتویٰ ترتیب دے کر ملک بھر کے مشائخ واکابر سے روافض کے کفر پر تجدیدی دستخط لے کر ایک عہد اور تاریخ رقم کی۔ اکابر ومشائخ کے ساتھ ساتھ جدید فاضل ہونے والے علماء سے بھی دستخط لیتے اور بڑے اہتمام سے لیتے بلکہ فضلاء سیمینار کے لئے وقت ہی اسی شرط پر دیتے کہ جب استفتاء پر دستخط کرواؤ گے تو میں آؤں گا چنانچہ میرے دور صدارت میں جب حضرت کانفرنس سے فراغت کے بعد گاڑی میں سوار ہونے لگے تو مولانا احسان اللہ فاروقی شہید رحمہ اللہ حضرت کو سفر خرچ دینے لگے تو حضرت نے احسان بھائی کا ہاتھ روک کر فرمایا کہ مجھے اس کی نہیں علماء کے فتوے کی ضرورت ہے، وہ کہاں ہے؟ احسان بھائی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میں فتاویٰ بمع تصدیقات ہاتھ میں لئے کھڑا تھا، فوراً حضرت کے سپرد کئے تو خوش ہو کر فرمانے لگے ہاں اصل چیز تو یہ ہے۔ بہر کیف حضرت استفتاء پر تصدیق لینے کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ملاقات کے موقع پر میں نے عرض کر دیا کہ حضرت یہ ہم جیسے نوجوانوں اور نئے فضلاء کے دستخط لینے کا کیا فائدہ جبکہ اکابر ومشائخ کے دستخط آپ لے چکے ہیں؟ تو حضرت نے بڑا دور رس اور عجیب جواب ارشاد فرمایا کہ یہ نوجوان آج کے اصاغر ہیں مگر کل کے اکابر ومشائخ، شیخ الحدیث، ناظم اور رئیس دار الافتاء بھی ہیں، اب جب اکابر ومشائخ کے ساتھ ساتھ اس وقت کے جدید فضلاء کے تصدیقات کے ساتھ فتویٰ امام اہلسنت کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے تو واقعی حضرت کی گہری اور دور رس سوچ کا اندازہ ہوا کہ ابھی تھوڑے سال ہی گزرے ہیں مگر چند سال پہلے کے نوجوانوں کے ناموں کو اس کتاب میں دیکھا جائے تو ان میں ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو کسی ادارے کے مہتمم، شیخ الحدیث، ناظم تعلیمات، مدرس، مناظر، مفتی، امام وخطیب اور نامور خطیب وادیب بن چکے ہیں جن سے دستخط کا حصول یقیناً مشن جھنگوی کے لئے بڑی تائید اور حضرت کی بہت

بڑی نظریاتی کامیابی بھی ہے۔

ایک مرتبہ ملاقات کے موقع پر میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی تقاریر میں علمی نکات اور ظرائف ہمیں کتابوں میں نہیں ملتے تو فرمانے لگے کہ میرا مطالعہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے لے کر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تک ہوتا ہے، آپ ان کتابوں کو دیکھو تو مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر بعض نکات بڑے بڑے خطباء، علماء کی کتابوں میں نہیں ملے جو یقیناً حضرت کے الہامی نکات ہوا کرتے تھے۔ ایک موقع پر میں نے عرض کیا کہ حضرت کامیاب خطیب بننے کے لئے کوئی گر؟ فرمایا مطالعہ خوب مطالعہ اور ساتھ ساتھ جب اسٹیج پر جاؤ اور تم سے پہلے کوئی خطیب ہو اس کی تقریر بغور سنو کیونکہ وہ اپنے طور پر بھرپور تیاری کر کے آیا ہے تمہیں دو چار نکات ضرور دے کر جائے گا اس طرح رفتہ رفتہ تمہارے پاس نکات ولطائف کا ذخیرہ ہو جائے گا۔

حضرت کی شہادت سے چند ماہ قبل اپنے ایک استاد محترم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات سے واپسی پر حضرت کے ساتھ تفصیلی علمی مجلس ہوئی۔ مغرب کے بعد حضرت گھر جانے لگے تو میں نے رخصت لینا چاہی تو فرمایا ابھی جا رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ عشاء کے بعد روانگی ہے اور آپ ابھی گھر جا رہے ہیں تو پیار سے اپنے دونوں ہاتھ میرے چہرے پر پھیرے اور فرمایا نہیں بیٹا میں نماز میں آؤں گا۔ آپ کھانا کھائیں، پھر ملیں گے۔ عشاء کے بعد حضرت سے رخصت لے کر رخت سفر باندھا۔

۱۴ راگست سالانہ دفاع کانفرنس تھی۔ راقم الحروف انجینئر الیاس زبیر، قاری شفیق الرحمٰن علوی، مولانا احسان اللہ فاروقی، مفتی سعود الرحمٰن، قاری عنایت اللہ و دیگر رفقاء کی معیت میں جامعہ حیدریہ حاضر ہوا۔ کانفرنس دفاع صحابہؓ سے حضرت کا تاریخ ساز خطاب ہوا جس نے یقیناً رفض کی نیندوں کو حرام کر دیا تھا، جلسے کے بعد حضرت سے اجازت لی، ساتھ ہی حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے۔ واپسی کراچی آیا ۱۶ اراگست کو محمود آباد جلسے میں بیان کیا، رات دو بجے گھر پہنچا، صبح ۴ بجے مفتی سعود الرحمٰن شہید کی کال آئی کہ حضرت حیدری شہید ہو گئے، صبح ۸ بجے سہراب گوٹھ سے بس روانہ ہو گی۔ معاً اپنے شاگرد مفتی کلیم اللہ حیدری کو کال

کی وہ تہجد پڑھ رہے تھے، فارغ ہوکر کال ریسیو کی تو وہ بھی بدحواس باختہ ہوگئے بہر حال رفقاء کے ساتھ جنازہ کا سفر کیا۔ زیارت کی اور ساتھیوں سے چھپ چھپ کر قائد کی فرقت پر جدائی کے آنسو بہاتا رہا مگر کس کس سے چھپتا یہاں تو سب کی حالت اپنے سے جدا نہ تھی۔ بیانات کا سلسلہ جاری تھا، حضرت مولانا عبدالکریم ندیم کا حقیقت پر مبنی جملہ آج تک سماعتوں میں محفوظ ہے کہ ہم آج حیدری کو نہیں بلکہ عبدالشکور لکھنوی کے علوم کو دفن کررہے ہیں۔ اللہ میرے قائد کی اور امتیاز پھلپوٹو اور تمام شہداء کی قبر پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔

امتیاز احمد پھلپوٹو شہیدؒ:

حضرت حیدری شہید کے ساتھ موقع پر شہید ہونے والے حضرت کے ڈرائیور امتیاز احمد پھلپوٹو بھی تھے، وہ سندھ دھرتی کے مشہور و معروف نعت خواں تھے، حضرت کے مستقل ڈرائیور نہ تھے، اصل ڈرائیور کو موقع پر موجود ہونے کے باوجود ساتھ لے کر نہیں گئے۔ قدرت کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں، تمغۂ شہادت سے سرفراز کرنے کے لئے امتیاز پھلپوٹو کو حضرت کا رفیق سفر بنادیا۔ شہید امتیاز بچپن ہی سے مشن جھنگویؒ سے وابستہ تھے اور انہوں نے اپنی خوبصورت آواز کے ذریعے سندھ کی دھرتی کو مدح صحابہؓ کی تحریک سے آشنا کیا تھا، ان کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے، ان کے بڑے صاحبزادے اسد امتیاز والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک اچھے نعت خواں کی صورت میں ابھر رہے ہیں۔

CS CamScanner

امام اہلسنّت کے مشن سے وفا کیجئے

قائد محترم امام اہلسنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کو اس جہاں سے رخصت ہوئے تقریباً چھ سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے، آپ کے بچھڑنے پر ہر چھوٹے بڑے نے جدائی کے آنسو بہائے اور آپ کی شہادت کو ملت اسلامیہ کا اجتماعی نقصان قرار دیا گیا، نہ صرف مکتبہ دیوبند بلکہ مسلک بریلوی واہلحدیث حلقوں میں بھی آپ کی شہادت کو علمی دنیا کا مشترکہ غم کہا گیا۔ مختلف اداروں اور انجمنوں نے تعزیتی جلسے منعقد کیے، مختلف اہل قلم نے کتابی صورت میں آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور وقتاً فوقتاً مختلف رسائل میں بھی مضامین شائع ہوتے رہے اس کے علاوہ آپ کی حیات وخدمات پر ماہنامہ ''خلافت راشدہ'' کا ایک ضخیم خصوصی شمارہ بھی شائع ہوا جس میں دنیا بھر سے ارباب فضل وکمال اور صاحبان علم و عمل کی تحریرات نے آپ کی دینی، مذہبی اور ملکی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا جبکہ آپ کی قائم کردہ خلافت راشدہ اکیڈمی سے آپ کی کئی سالوں کی جدوجہد پر مشتمل ''فتاویٰ امام اہلسنّت'' اور ''فتاویٰ تکفیر الروافض'' کو بھی مرتب کر کے شائع کیا گیا۔

22 جنوری 2016ء جس دن یہ اخبار آپ کے ہاتھوں میں ہوگا کے دن بھی ''گلشن حیدری جامعہ حیدریہ خیر پور'' میں ''امام اہلسنّت کانفرنس'' کے عنوان سے ایک تاریخ ساز سالانہ کانفرنس انعقاد پذیر ہوگی جس میں ملک بھر سے نامور علماء کرام، مشائخ عظام، مذہبی، سیاسی وسماجی رہنما، وکلاء، طلباء، قراء اور شعراء کرام علامہ علی شیر حیدری شہید کو خراج تحسین پیش کریں گے۔ بایں ہمہ راقم الحروف کی ناقص رائے یہ ہے کہ امام اہلسنّت کی شخصیت جس قدر عظمتوں کی حامل تھی اور آپ کو اللہ رب العزت نے جو خداداد صلاحیتوں سے مالا مال کیا تھا اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے علوم وافکار کو منظم طریقے سے مدوّن کر کے اور آپ کے مذہبی، سیاسی افکار کو نئی قوم تک پہنچانے کے لئے بھرپور جدوجہد وسعی کی جائے ورنہ سالانہ کانفرنس

اور اس میں ہزاروں کے مجمع کا جمع ہو جانا یہ شاید قائد محترم کے مشن سے حقیقی وفانہ ہو بلکہ حقیقی وفا یہ ہوگی کہ ہم آپؒ کے علوم وافکار اور آپ کے مشن کے وارث اور امین بن کر اس کو پوری دنیا تک پہنچانے کی جدو جہد کریں۔

اہلسنّت اخبار کی وساطت سے ہم خلافت راشدہ اکیڈمی کے ارباب حل وعقد مولانا عبدالجبار فاروقی، مولانا ثناء اللہ حیدری اس کے علاوہ حضرت امام اہلسنّت کے علمی جانشین مولانا عبدالجبار حیدری و دیگر ذمے داران سے دست بستہ گزارش کریں گے کہ حضرت کے علوم ومعارف کی حفاظت کے لئے منظم طریقے سے جلد از جلد ان عنوانات پر کام کیجئے:

(۱) دروس تربیتی کورس: حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ نے جو سالہا سال ماہِ شعبان کی تعطیلات میں کورسز پڑھائے اس کے اسباق مرتب کر کے شائع کئے جائیں۔

(۲) تخصص فی الدعوہ کے اسباق: گزشتہ کئی سالوں سے جامعہ حیدریہ میں ایک سال تخصص فی الدعوہ میں پڑھائے جانے والے تفصیلی اسباق کو بھی مدوّن کر کے شائع کیا جائے۔

(۳) خطبات حیدریؒ: ...ب خانوں میں مختلف عنوانات سے حضرت حیدری رحمہ اللہ کی تقاریر خطبات کی صورت میں دستیاب ہیں تاہم وہ حضرت کے علمی جلالت کی ترجمانی کرتے نظر نہیں آتے، ضرورت ہے کہ حضرت کے خطبات کو از سر نو مرتب کر کے کم از کم 20 جلدوں میں شائع کیا جائے۔

(۴) دروس قرآن: ملک بھر بالخصوص ماہِ رمضان میں بعد تراویح دیئے جانے والے دروس قرآن کو مرتب کیا جائے جو کہ علوم ومعارف کا ایک گنجینہ ہیں۔

(۵) نکاتِ حیدری: حضرت کی تقریروں سے علمی نکات کی تخریج کر کے علیحدہ شائع کیا جائے۔

(٦) مطالعہ حیدری: حضرت حیدری نے اپنے سالوں کے مطالعہ کے بعد جن اہلسنّت واہل تشیع کی کتب کے حوالہ جات وعبارات کو نشان زد کیا ہے اس کو استفادے کے لئے علیحدہ شائع کیا جائے۔

(۷) شاگردانِ حیدری: ملک بھر سے حضرت حیدری رحمہ اللہ کے تلامیذ سے رابطہ کیا

CamScanner

جائے اور ان میں ذی استعداد، لائق اور خاص الخاص احباب کی کمیٹی بنائی جائے جو نفس مناظرے اور مباحثے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہوں۔

(۸) حضرت حیدری رحمہ اللہ کے نام سے سوشل میڈیا پر آفیشل پیج بنا کر حضرت کے علوم وافکار کو دنیا بھر میں عام کیا جائے۔

(۹) منتخب تقاریر کی سی ڈی اور ڈی وی ڈی بنا کر سیاستدانوں، وکلاء، فوج، پولیس، رینجرز افسران سمیت دیگر اہم طبقات کو ارسال کی جائیں۔

(۱۰) حضرت رحمہ اللہ کے طرز پر ملک بھر میں تربیتی کورسز منعقد کروائے جائیں۔

یہ چند عنوانات ہیں اس کے علاوہ بھی مختلف عنوانات پر کام کر کے حضرت کے علوم و معارف کو محفوظ کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ذمہ داران کو توفیق عطا فرمائے۔ آئندہ سطور میں ہم حضرت کا مختصر تذکرہ کر رہے ہیں:

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے بے شمار اوصاف وکمالات سے نوازا تھا، آپ خداوند قدوس کے لاریب کلام کے حافظ تھے اور حفظ بھی جیل میں فرمایا تھا اور نہ صرف الفاظِ قرآن بلکہ معانی قرآن اور احکام قرآن پر بھی آپ کو درجۂ استناد حاصل تھا۔ آپ ایک باعمل اور باکردار حق گو عالم دین تھے، پوری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس و مطہر جماعت کے دفاع میں منکرین صحابہ کے خلاف صف آرائی میں گزاری اور اپنے علم وعمل کے ذریعے ہدایت کی وہ شمعیں روشن کیں جو تاقیامت فروزاں رہیں گی۔

امام اہلسنّت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ مایہ ناز خطیب تھے اور آپ کی خطابت بھی علم وعمل کے جذبے سے معمور تھی اور جب آپ مخصوص اور پرسوز انداز میں عظمت اصحاب رسول واہل بیت عظام کو بیان کرتے اور شیر کی دھاڑ میں بڑی بے خوفی سے جرأت کے ساتھ قرآن وحدیث سے دلائل وبراہین کے انبار لگاتے چلے جاتے تو ہزاروں سنی نوجوانوں کے قلوب کو اصحاب رسول واہلبیت عظام کی عقیدت سے معمور کر دیتے اور ہمیشہ اپنے مؤقف کو ٹھوس علمی انداز میں پیش کیا کرتے تھے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ محض مقرر وخطیب نہ تھے بلکہ ایک جید وممتاز مدرس اور

CS CamScanner

کامیاب مناظر تھے، وہ اپنے قائم کردہ ادارے الجامعۃ الحیدریہ میں علوم وفنون کی بلند پایہ کتب بالخصوص علم کلام اور مناظرہ کے اسباق خود پڑھاتے تھے، یہی رنگ ان کی تقاریر وخطبات میں نمایاں تھا۔

علمی انحطاط کے اس دور میں جب خطباء صرف لفاظی اور شعلہ نوائی کو خطابت سمجھ بیٹھے ہیں حضرت علمی عظمت کا نشان تھے، رٹی رٹائی تقریر تو دور کی بات آپ اسٹیج پر پہنچ جانے کے بعد بھی اپنے ذہن ودماغ میں علمی نکات ومواد کو اکٹھا کرنا شروع نہ کرتے جس کی واضح دلیل ان لوگوں کا مشاہدہ ہے جنہوں نے حضرت شہید کو تقریر کرتے دیکھا کہ تقریر کرتے وقت قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کھولتے تو جو صفحہ اور جو آیت سامنے آتی اسی سے تقریر وخطاب شروع کر دیتے اور اتفاقاً سامنے آنے والی آیت کی تشریح وتفسیر گھنٹوں کرتے اور حق ادا کرتے اور انہی آیات سے مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ کا ایسا اثبات کرتے کہ مجمع حیرانی کی کیفیت میں رہ جاتا اور دشمن انگشت بدنداں۔

امام اہلسنّت علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کا ایک خاص نمایاں وصف جو روز روشن کی طرح عیاں تھا وہ عشق رسول، اصحاب رسول واہلبیت رسول تھا، حضرت شہید رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ان نفوس قدسیہ کی محبت وعقیدت سے سرشار تھا، کوئی بھی ادارہ یا انجمن فرد ہو یا جماعت کسی کی تحریر ہو یا تقریر اپنا ہو یا پرایا اگر وہ منصب رسالت کی عظمت اور جذبۂ محبت صحابہ کے نظریہ سے دور نظر آیا تو علامہ علی شیر حیدری اس کے لئے شمشیر بے نیام بن کر میدان میں نکلے اور اپنی خطابت اور علم وعمل کے گھن گرج کی قوت سے اس کا لسانی تعاقب فرمایا۔

امام اہلسنّت کی زندگی کی یہ ۴۲ ربہاریں جن کا گوشہ گوشہ، لمحہ لمحہ علم وعمل، تقویٰ طہارت سے منور ومزین تھا، تحفظ ناموس رسالت دفاع اصحاب رسول کے لئے وقف تھیں یہی نظریہ آپ کا ایمان اور دین تھا اور یہی عقیدہ تھا کہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ واہلبیت ایمان کی جان اور روح ہیں، اسی عقیدے کے پرچار میں آپ نے اپنی ساری عمر وقف کر ڈالی اور اسی کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں اور قابلیتیں بروئے کار لائے اور بالآخر خلق خدا نے وہ دن بھی دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سچے عاشق نے ان کے دفاع میں اپنی زندگی

CamScanner

قربان کر دی جن کا تذکرہ وہ صبح وشام کرتا رہا۔

ہمارے قائدین میں سے ہر قائد کی خوشبو اور مہک الگ الگ ہے، ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است لیکن اس حقیقت کا اظہار بھی حقیقت ہے کہ علامہ علی شیر حیدری شہید کی خوشبو سب سے الگ اور جدا تھی، انہوں نے اپنے دورِ صدارت اور سر پرستی میں جماعت کو جس قابلیت و قبولیت کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں رکھا وہ آپ کا ہی خاصہ تھا، کسی بھی لحہ متانت و سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا، جماعت کا شیرازہ جو مختلف اوقات میں مختلف عنوانات سے بکھیرنے کی کوشش کی جاتی رہی کو بکھرنے سے بچایا اور اپنے علم وعمل کے بل بوتے پر مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ اس قدر ٹھوس علمی و تحقیقی انداز میں بیان کیا کہ بڑے سے بڑا مخالف اور متعصب مخالف بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا۔

قرآن کریم میں خداوند قدوس کا فرمانِ عالی شان ہے:

والذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ فلن یضل اعمالھم.

(سورۃ محمد، آیت ۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے اللہ ان کے اعمال ہرگز اکارت نہیں کرے گا۔ (آسان ترجمہ)

مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ اعمال ضائع نہ ہونے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اللہ شہداء کے خون کی برکت سے ان کے علمی اور نظریاتی جانشین پیدا فرماتے رہیں گے یقیناً علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ وہ عظیم المرتبت انسان ہیں کہ اللہ رب العزت نے انہی کے ہزاروں شاگردوں میں سے سینکڑوں ایسے رجال علم پیدا فرمائے کہ جو ان کی روشن کی ہوئی شمعیں آج بھی فروزاں کئے ہوئے ہیں اور ان کے بتائے ہوئے نظریہ اور عقیدہ کا پرچار انہی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کر رہے ہیں اسی سلسلے کی ایک کڑی ''امام اہلسنت کانفرنس'' بھی ہے جس میں ایک مرتبہ پھر ایک نئے جذبے اور ولولے سے ''غلامانِ صحابہؓ'' جمع ہو کر اپنے شہید قائد کے بتائے ہوئے اس نظریے:

''اے اصحابِ محمد! تم نبی پر قربان ہوئے اور کچھ نہ بچایا، ہم تم پر قربان ہوں گے اور کچھ

بھی بپا کرنہ رکھیں گے، وہ پروانے محمد کے، میں پروانہ صحابہ کا، وہ دیوانے محمد کے، میں دیوانہ صحابہ کا، وہ مستانے محمد کے میں مستانہ صحابہ کا اور مدح صحابہ کی ک دھوم مچادیں گے یہ جذبہ ایمانی عالم کو دکھادیں گے" کی تجدید کررہے ہیں۔آپ سے بھی گزارش ہے کہ دیگر مصروفیات سے فارغ ہوجائیں، تیاری کیجئے اور 22 جنوری کو خیر پور میرس الجامعۃ الحیدریہ کا رخت سفر باندھئے اور وہاں جمع ہوکر اس بات کا اعلان فرمائیے کہ حضرت شہید رحمہ اللہ! آپ نے جس اتقان اور ایقان سے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ انشاء اللہ یہ جماعت اپنی منزل کو پہنچے گی۔الحمدللہ ہمیں قائد ملت اسلامیہ حضرت لدھیانوی مدظلہٗ، قائد اہلسنت حضرت فاروقی مدظلہٗ کی قیادت میں منزل بس قریب سے قریب تر ہوتی نظر آرہی ہے اور انشاء اللہ جلد آپ کو جنت کے بالا خانوں میں شہداء کے جھرمٹ میں یہ شاداں وفرحاں کرنے والی خوشخبری ملے گی کہ مشن حق نواز پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

مولانا محمد اعظم طارق شہید و رفقاء

پہلی ملاقات میں دل جیتنے والے بہت کم ہوتے ہیں اور ایسے تو نہ ہونے کے برابر جو پہلے دیدار ہی میں دل و دماغ میں سما جائیں تاہم جرنیل اسلام مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کی شخصیت کی جاذبیت اور حسن کا یہ عالم تھا کہ ہم صرف ایک جھلک دیکھ کر آپ کو دل بیٹھے اور پھر ملاقات کے لئے کئی سال کے طویل انتظار کے بعد دعائیں رنگ لے آئیں اور آپ برسوں کی اسیری سے رہائی کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور تاریخ ساز، فقید المثال استقبال کے بعد مرکز اہلسنت تا گن چورنگی بعد ازاں سعید آباد کراچی اور پھر اگلے روز مرکز اہلسنت میں جمعہ کے تاریخ ساز اجتماع سے آپ کا شکوہ جواب شکوہ کے انداز میں تاریخی خطاب سنا، جمعہ سے فراغت کے بعد دفتر میں آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے قرب و جوار میں منڈلاتے رہے تاہم سیکورٹی پر معمور ساتھی کسی قسم کی نرمی برتنے کے لئے تیار نہ تھے تاہم اپنی آرزو کی تکمیل کے لئے عصر کے کچھ دیر پہلے تک مرکز میں ہی موجود رہے اور اس وقت دل بے قرار کو قرار مل ہی گیا کہ جب قائد محترم اگلی منزل کی طرف روانہ ہونے لگے، اس وقت ہم چند کارکن تھے اور وہ بھی مدرسے کے چند طلباء جو محض آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے دو گھنٹوں سے باہر انتظار میں تھے، سخت سیکورٹی حصار میں قریب جانا مشکل نظر آرہا تھا، تاہم ہماری بے تابی کو دیکھ کر حضرت قائد محترم ہم طلباء کو لے کر مسجد کے صحن مین بیٹھ گئے۔ فرداً فرداً سب سے تعارف ہوا تو راقم کے اسٹوڈنٹس ذمہ دار کے تعارف سے بہت خوش ہوئے اور ساتھ ساتھ فرمانے لگے صرف جماعتی کام نہیں کرنا پڑھائی بھی کرنی ہے، عصر کی نماز پڑھ کر وہاں سے رخصت ہوئے یوں یہ پہلی ملاقات انتہائی سکون اور تفصیل سے ہوئی ان کی شخصیت کا جو تاثر تھا وہ مزید گہرا ہوا اور محبت و عقیدت کے تلاطم میں مزید تیزی آگئی وہ جس اپنائیت سے ملے، اس کی چاشنی آج تک دل و دماغ میں تازہ ہے جسے ہم اپنے لئے باعثِ فخر اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔

CS CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق شہید سے سنی کارکن اور عوام بہت محبت کرتے تھے، بلاشبہ آپ کا شمار پاکستان کے ان چند گنے چنے رہنماؤں میں کیا جا سکتا ہے جن کو عوام نے ٹوٹ کر چاہا، مذہبی رہنماؤں میں اس قدر مقبولیت و محبوبیت بہت ہی کم شخصیات کو حاصل ہوئی صرف یہی نہیں بلکہ آپ علماء اور اکابر کے بھی محبوب تھے، بھلا کتنے مرید ہوں گے جن سے ان کے مرشد ٹوٹ کر پیار اور ان پر فخر کرتے ہوں گے؟ کتنے شاگرد ہوں گے جن پر اساتذہ کرام فخر کریں کہ ہمیں فخر ہے کہ یہ ہمارا شاگرد ہے؟ اور ان سے کھڑے ہو کر گلے ملیں اور بوسے دیں؟ آج کل کے تنزلی کے دور میں یہ باتیں افسانوی کہانیاں نظر آتی ہیں تاہم مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ آپ اپنے اکابر کے بھی محبوب تھے اور اساتذہ کرام کے لئے فخر و سعادت کا ذریعہ تھے اور اس پر ایک دو نہیں سینکڑوں واقعات اور ہزاروں لوگ گواہ ہیں جن کو پڑھ کر اور سن کر آدمی آج بھی مولانا محمد اعظم طارق شہید کی شخصیت اور ان کے مقدس و پاکیزہ مشن کی عظمت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کی سب سے زیادہ متاثر کن صفت ان کا اپنے مشن اور مقصد کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور جنون تھا، آپ نے اور ہم نے ''یکسوئی'' کا لفظ بارہا سنا ہے مگر کوئی ''یکسودانہ'' خال خال ہی دیکھنے کو ملتا ہے، لوگ کسی دینی کام کو اپنا مقصد اور مشن بناتے ہیں مگر پھر دائیں بائیں پھسل جاتے ہیں، کچھ لوگ تنگی، تنگدستی، ناقدری کی وجہ سے اپنا مشن بھول جاتے ہیں جبکہ بعض لوگ خوف اور دباؤ کی وجہ سے راستہ بدل لیتے ہیں، کچھ لوگوں کو کسی اور کام میں زیادہ چمک نظر آتی ہے تو کچھ اپنی ذات کی مجبوریوں میں پھنس جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کو بہت مثالی یکسوئی عطا فرمائی تھی، وہ عشق صحابہ سے سرشار ہو کر رافضیوں کے تعاقب میں نکلے تو پھر نہ جیل کی سختی انہیں روک سکی اور نہ گولیاں، بم ان کے راستے کی رکاوٹ بن سکے۔ انہوں نے مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی ترویج و اشاعت میں اپنی ذات کو اس قدر بھلا دیا تھا کہ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے اپنی سینکڑوں تقریروں یا درجنوں ملاقاتوں میں اپنی ذات کی کوئی بات کی ہو، وہ جیل میں تھے یا ریل میں، سفر میں ہوں یا حضر میں، صحت میں ہوتے یا بیماری میں انہوں نے ہر موقع پر اپنے موضوع عشق صحابہ کو ہی دہرایا اور

ہمیشہ دفاع اصحاب رسول کو ہی اپنا ذاتی مسئلہ بنایا اور پھر زندگی بھر اس کی صدا لگاتے رہے۔

جمہوری سیاست کا میدان کیچڑ اور دلدل سے بھرا پڑا ہے، لوگ اسلام کی خدمت کے لئے اس میدان میں اترتے ہیں اور پھر اسلام آباد کے بلیوایریا میں گم ہو جاتے ہیں اور اسلام انہیں حیرت سے دیکھتا رہ جاتا ہے مگر اللہ کے کچھ مخلص بندے سیاست کے اس دلدل سے بھی بحفاظت گزر گئے اور اس کیچڑ میں سے بھی طرح طرح کے دینی موتی چن لائے، ان حضرات نے جہاں ایک طرف کردار کی حفاظت کی وہاں انہوں نے اپنے مقاصد کو بھی پوری طرح سے یاد رکھا اور ان حضرات کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ یہ اسمبلی، سیاست اور اسلام آباد کے پرفریب ماحول سے متاثر نہیں ہوئے، اور نہ انہوں نے سیاست میں ترقی کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ انہوں نے سیاست کو تو اپنے ''دینی مقصد'' کے لئے استعمال کیا مگر خود سیاست کے ہاتھوں میں استعمال نہیں ہوئے اور جب بھی تاریخ نے ان سے سیاست یا دینی مقصد میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا امتحان لیا تو انہوں نے نفرت سے سیاست کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا ہم ایسے ہی سیاستدان کو کامیاب اور بامراد سیاستدان کہتے ہیں۔ حضرت مولانا اعظم طارق شہید اس اعتبار سے بہت کامیاب سیاستدان تھے وہ سیاست کی اس کیچڑ میں تحفظ ناموس صحابہؓ کا بل پیش کروا کر آئے اور شریعت بل منظور کروا کے واپس آئے جس پر پوری امت مسلمہ کو آپ کا ممنون اور شکر گزار ہونا چاہئے۔ وہ کئی بار قومی وصوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ہر بار عظمت صحابہؓ کی روح پرخوشبو اسمبلی کے ایوانوں میں پھیلاتے رہے، وہ سیاست کی گندگی سے خود کو بچا بچا کر اسلام، ختم نبوت اور عظمت صحابہؓ کی جنگ لڑتے رہے جو بذات خود ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور پاکستان کے ستاون سالہ اس منفرد دور میں کہ جس وقت سب سے زیادہ علماء کرام اور دینی جماعتوں کے حضرات اسمبلیوں کے رکن تھے اور مختلف اسمبلیوں میں ڈیڑھ سو سے زائد ارکان کا تعلق دینی جماعتوں سے تھا مگر اسی دور میں جس قدر نقصان ختم نبوت، دفاع صحابہ، جہاد، مجاہدین اور اہل اسلام کو ہوا اتنا گزشتہ تاریخ پاکستان میں نہیں ہوا تھا جو یقیناً لمحہ فکریہ تھا تاہم ایسے دور میں بھی باوجود جمالی کے حلیف ہونے کے وانا آپریشن ہو یا نصاب تعلیم کا مسئلہ کارکنوں کی گرفتاری ہو یا جھنگ کے کسی غریب کے حق کی بات مولانا اعظم

طارق شہید کے ہوتے ہوئے حکومت اپنے ایسے کسی منصوبے میں کامیاب ہوئی نظر نہیں آئی۔

خطابت ایک دینی خدمت ہے، انبیاء کی صفات میں سے ایک صفت ''ملکہ خطابت'' بھی ہے حضرات علماء کرام نے خطابت کے اصول وضوابط اوراس کی طرف رہنمائی کے لئے مستقل طور پر کتابیں بھی لکھی ہیں، امت مسلمہ کی تاریخ کا ایک روشن باب امت مسلمہ کے وہ خطباء بھی ہیں جنہوں نے دلیل کے زور پر باطل کا بھیجا اڑایا اوران کی صفوں کو درہم برہم کیا، اللہ رب العزت نے مولانا محمد اعظم طارق شہید کو بہترین وجاہت، بلند آواز، شاندار انداز خطابت اور فطری رعب سے بھی نوازا تھا، آپ کی خطابت اسمبلی فلور پر ہوتی یا جلسہ کے اسٹیج پر مسجد کا منبر ومحراب ہوتا یا شہر کا چوک چوراہا ہمیشہ رافضیت ودشمنان اسلام پر لرزہ طاری رہا اور دشمنان صحابہؓ کبھی آپ کے دلائل کا جواب دینے کی ہمت نہ کرسکے۔

جان کر من جملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کی شخصیت ہر طرح سے اجلی اور نکھری نکھری نظر آتی تھی، مشن کے عروج میں ان کی خدمات، قربانیاں اور استقامت جماعتی تاریخ کا روشن باب ہیں جن سے آج بھی راہِ ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے اور کی بھی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی صورت میں ایسا جانشین جماعت کو دیا جو یقیناً مولانا شہید ہی کے خطوط پر جماعتی کاز اور نظریے کو پروان چڑھا رہے ہیں اوراس کے ساتھ مولانا شہید رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا محمد معاویہ اعظم حفظہ اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنایا ہے، اچھی اولاد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوا کرتی ہے، مولانا محمد اعظم طارق شہید کو اللہ تعالیٰ نے دیگر نعمتوں کے ساتھ آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی اس نعمت سے بھی مالا مال فرمایا۔ آج مولانا کے صاحبزادے آپ کی نیک نامی میں اضافے کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں اوران دنوں جماعتی ذمہ داران اور ممتاز خطباء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، جس میں والد محترم کی پاکیزگی، حق گوئی اور استقامت صاف نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور مشن اور نظریے کے لئے خوب سے خوب تر قبول فرمائے۔

CS CamScanner

رفقائے سفر مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ:

16 اکتوبر 2003ء مولانا محمد اعظم طارق شہید کے ہمراہ ان کے چار جانثاروں نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ان شہداء میں قاری ضیاء الرحمٰن (گن مین)، محمد ابرار (گن مین)، محمد ممتاز فوجی (گن مین) اور اصغر علی (ڈرائیور) شامل تھے۔

قاری ضیاء الرحمٰن شہیدؒ:

شہادت سے ایک ماہ قبل مولانا کے ساتھ شامل ہوئے تھے، انتہائی ملنسار، بااخلاق اور مستعد گن مین تھے۔ قرآن کے اچھے قاری بھی تھے۔ 1983ء میں بالاکوٹ میں پیدا ہوئے تھے، آپ کے دو بھائی اور چھ بہنیں تھیں۔ آپ نے 1999ء میں مقابلہ حسن قراءت پاکستان میں ''اوّل'' اور عالمی مقابلہ حسن قراءت میں چوتھی پوزیشن حاصل کی تھی جس میں آپ کو 30 ہزار درہم انعام بھی ملا تھا۔

محمد ابرار عرف عثمان شہیدؒ:

آپ کی ولادت 23 مارچ 1982ء کو پشاور میں ہوئی، بعد ازاں آپ کے اہل خانہ ضلع اٹک کے نواحی گاؤں غورغشتی میں منتقل ہو گئے، آپ کے چار بھائی اور پانچ بہنیں تھیں۔ آپ کی تدفین آبائی علاقے میں ہوئی۔

محمد ممتاز فوجی شہیدؒ:

محمد ممتاز فوجی 1976ء کو خوشاب میں پیدا ہوئے، پرائمری تعلیم [illegible]ی اسکول سے حاصل کی جبکہ میٹرک شبہ نامی قصبے کے ہائی اسکول سے تھا۔ شہید کے والد نے قصبے والوں سے کہا کہ مجھے فخر ہے کہ میرا بیٹا مولانا کے ساتھ شہید ہوا۔

اصغر علی شہیدؒ:

1971ء کو خانیوال میں پیدا ہوئے، آپ کا ایک بھائی اور تین بہنیں تھیں، آپ کا تعلق کچھی برادری سے تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ
و
معاویہ ندیم شہیدؒ

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

کراچی، اندرون سندھ پنجاب بلکہ پاکستان بھر میں جن علماء حق پرست اور درویشان باخدا نے اپنی جہد مسلسل اور عزم واستقامت سے مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ کو بام عروج تک پہنچایا اور بالآخر اسی مشن پر اپنے فانی جسم کو نثار کر دیا ان میں سرفہرست علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ کی شخصیت تھی، ابھی چند سال قبل تک کراچی میں مولانا محمد احمد مدنی، مولانا محمد امین، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، انجینئر الیاس زبیر، قاری شفیق الرحمٰن علوی، مولانا ہارون قاسمی، منظور خان، مولانا احسان اللہ فاروقی ایسے حضرات موجود تھے جو دین کی سربلندی اور تحفظ اصحاب رسول واہل بیت عظام کے لئے حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کے رفیق سفر تھے۔ افسوس کے ان سب کے ساتھ ان کے مشن کا یہ ہمدم اور سپاہی بھی اپنے فرائض انجام دے کر اپنی منزل کو سدھار گیا۔

داغ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرت علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ کی ذات گرامی علم وعمل، زہد وکمال، فضل ورع، علم ومعرفت اور خطابت ووعظ کا مجمع البحرین تھی۔ ان کا زہد واتقاء، حلم ومتانت اور حسن صورت وسیرت نمونہ سلف تھی۔ نفاست طبع نے انہیں گوناگوں صفات اور منفرد خصوصیات سے مالا مال کر دیا تھا۔ ان کی پوری زندگی دعوت واشاعت دین کے لئے وقف تھی اور وہ دفاع اصحاب رسول کی سپاہ کے صف اوّل کے صاحب استقامت اور اوّل دستے وفرنٹ لائن کے

CamScanner

کمانڈر تھے۔ وہ بیک وقت مرکز اہلسنّت ناگن چورنگی کے خطیب، جماعت کے مرکزی ذمے دار، کئی عمدہ کتابوں کے مصنف، معاصر روزناموں کے معروف کالم نگار، مصروف ترین عوامی خطیب، کارکنوں کے دلوں میں بسنے والی عظیم شخصیت اور تحریک دفاع صحابہ میں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا اعظم طارق، علامہ علی شیر حیدری رحمہم اللہ کے رفیق سفر تھے۔ خدا نے دین متین کی خدمت کے لئے بھرپور صلاحیتیں اور خوبیاں حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ میں جمع کردی تھیں۔ عربی کا یہ شعر کئی دفعہ پڑھا اور سنا ہے کہ

لیس من اللّٰہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

(خدا سے یہ محال نہیں کہ دنیا کو ایک ذات میں جمع کردے۔)

مگر دورِ حاضر میں اس کا کامل اور صحیح تر مصداق حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کی ذات گرامی ہی نظر آئی۔

حضرت علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ کا آبائی وطن پنجاب ضلع کبیر والا تھا، آپ کبیر والا کے مشہور قصبے سرائے سدھو میں ایک بڑھئی کے گھر 15 نومبر 1959ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور درس نظامی کے درجات درجہ مشکوٰۃ تک آبائی علاقے سے مکمل کئے بعدازاں سند فراغت برصغیر بالخصوص ملک پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا سے 1985ء میں حاصل کی۔ اسی کے ساتھ اسی سال میٹرک بھی پاس کیا، عملی زندگی کے مشاغل کی کثرت کی وجہ سے فی الوقت تو عصری تعلیم جاری نہ رکھ سکے تاہم جب بعد میں موقع ملا تو سن 2000ء کے بعد مختلف سالوں میں انٹر، بی اے اور ایم اے عربی کراچی یونیورسٹی سے کیا۔

دینی علوم سے سند فراغ پانے کے بعد عروس البلاد شہر کراچی تشریف لائے، آپ کی حسن خطابت اور خداداد صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے آپ کو ملیرسٹی میں مدنی مسجد میں بطور امام وخطیب مقرر کردیا۔ عرصہ 8 سال تک آپ وہاں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ سرانجام دیتے رہے پھر ڈیڑھ سال تک سعود آباد بیت المکرم مسجد میں خدمات سرانجام دیں جبکہ 1991ء میں مرکز اہلسنّت ناگن چورنگی جامع مسجد

CS CamScanner

صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور تادم شہادت یہیں جلوہ افروز رہے بلکہ اب تک مسجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔

مولانا ایثار القاسمی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد جب مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ جھنگ منتقل ہوئے تو آپ کو باقاعدہ جماعت میں شمولیت کی دعوت دے کر مرکز کا خطیب مقرر کیا گیا۔ آپ مرکز میں خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف اوقات میں جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ بوقت شہادت آپ ضلع سینٹرل کے سرپرست اور کراچی کے اور مرکزی سیکرٹری اطلاعات تھے۔ تنظیمی زندگی میں مختلف اوقات میں کئی کئی سال تک پس دیوار زنداں رہے جن میں 1994ء تا 1998ء، 2001 تا 2003ء اور آخری گرفتاری 17 اگست 2009ء جس میں آپ کے ہمراہ آپ کے تین صاحبزادے بھی تھے قابل ذکر و نمایاں ہے۔ تاہم اس کے علاوہ مختلف اوقات میں چھوٹی چھوٹی گرفتاریوں کی فہرست علیحدہ ہے جو ایک تفصیلی تذکرہ کی متقاضی ہے۔

علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ ایک عظیم خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین لکھاری اور کالم نگار بھی تھے۔ تنظیمی ذمہ داریوں کی وجہ سے اگرچہ مستقل اس شعبہ کو اختیار نہ کر سکے تاہم آپ کی چند قلمی کاوشوں سے اہل علم اور باذوق حضرات آپ کی قلمی عظمت و شان کا اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کی سحر اولیں ''انکشاف حقیقت'' نامی دلچسپ مکالماتی کتاب سے ہوئی جس نے رفض کے ایوانوں میں کہرام مچا دیا اور اب تک محتاط اندازے کے مطابق 20 سے 25 ہزار کی تعداد میں یہ کتاب شائع ہو چکی ہے اس کے علاوہ خزینہ معرفت بھی شائع ہو کر اہل علم سے داد تحسین حاصل کر چکی ہے جس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں، گرفتاری سے سزائے موت تک آپ کی مختصر زنداں بیتی بھی آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔ اس کے علاوہ ''کیا ہم دہشت گرد ہیں، دھوکہ بازوں سے بچیے، قاتلانِ حسینؓ، متعہ کی حقیقت، امیر معاویہ اور کونڈوں کی حقیقت، ماتم شرارت یا عبادت؟'' کے عنوان سے آپ کی تقاریر کتابچوں کی صورت میں چھپ کر منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔

مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ نے جس مشن کو حق و سچ سمجھ کر قبول کیا تھا، منصب

CS CamScanner

شہادت کے حصول تک اپنی پوری توانائیاں اور قول و عمل کی ساری قوتیں اسی کے لئے وقف کر دیں۔ مولانا شہید رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا محور، عشق رسول و اصحاب رسول کو بنایا اور اپنی شعلہ بیاں خطابت اور پرخلوص جدوجہد کے باعث ملک کے طول و عرض میں بہت تھوڑے عرصے میں لاکھوں نوجوانوں کے قلوب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق و محبت سے گرما دیا، ہزاروں نوجوان آپ کی تقریروں کے باعث دین کے قریب آئے اور مقام صحابہؓ سے روشناس ہوئے۔

فتنہ رافضیت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کو جن صدمات سے دوچار ہونا پڑا وہ تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہیں، ہمارے ہمسایہ ملک ایران میں جب سیاسی انقلاب آیا، پاکستان میں اہل رفض حضرات کی سرگرمیاں غیر معمولی تیز ہو گئیں۔ ابتداء میں اس ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب باور کرانے کی کوششیں کی گئیں مگر جب خمینی اور اس کے رفقاء نے ایران کو سیاسی انتقام کی آماجگاہ بنایا اور ہزاروں افراد کو مذہبی اختلاف کے باعث تہہ تیغ کیا تو یہ پروپیگنڈہ ماند پڑ گیا اور دنیا میں کوئی بھی ذی شعور مسلمان ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب تسلیم کرنے کے لئے کسی بھی طور پر تیار نہ ہوا۔ اس کے بعد اہل رفض پاکستان میں ایرانی طرز انقلاب لانے کی بات کہتے ہوئے شرم محسوس کرنے لگے مگر ''تحریک نفاذ جعفریہ'' کے عنوان سے انہوں نے جلسے جلوس، نعرہ بازی، ہاتھاپائی اور دنگا فساد کو جاری رکھا۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے ان حالات میں مجاہدانہ عزیمت و استقامت کا ثبوت دیا اور ملک کے چھوٹے بڑے تمام شہروں میں اس حقیقت کو واشگاف کیا کہ اہلسنّت والجماعت کی عظیم اکثریت والے ملک میں ''نفاذ فقہ جعفریہ'' کی تحریک سراسر شرانگیزی ہے، مولانا کے اس ٹھوس اور وزنی موقف پر علماء کی ایک بڑی تعداد آپ کی ہمنوا بن گئی۔ مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ سے ان کی حیات میں مل چکے تھے اور ان کے مشن سے متاثر بھی ہو چکے تھے جس کا اظہار ان کی ذاتی ڈائریوں سے بھی ہوتا ہے تاہم وہ مستقل جماعت کا حصہ حضرت جھنگوی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد بنے۔

مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ کے قلب میں عشق صحابہ و اہل بیت کی جو چنگاری تھی

CS CamScanner

اس نے ہزاروں قلوب کو ایمانی حرارت بہم پہنچائی، خود ان کی طبیعت کی سیمابی کیفیت، بے چینی اور بے قراری صرف اور صرف دفاع صحابہؓ کے لئے تھی، اسی لئے انہوں نے اپنی زندگی کی کئی بہاریں پس دیوار زنداں گزاریں، وہ چاہتے تو مفاد پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی عافیت والے گوشے میں بیٹھ کر عافیت اور عیش وعشرت والی زندگی بسر کر سکتے تھے، تاہم عزیمت کی راہ پر چلتے ہوئے انہوں نے کسی بھی قسم کی مداہنت اور بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ اس وقت ملکی سطح کے خطیب شہر تھے، شرک و بدعت کی تردید، دفاع اصحاب رسول واہل بیت عظام میں ان کی پر جوش اور ساحرانہ خطابت نے انہیں پورے ملک کا محبوب و مقبول خطیب بنا دیا تھا اور ان کا نام جلسے کی کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا، وہ عوام و خواص ہر طبقے میں میں شوق و ذوق سے سنے جاتے تھے، منبر پر جلوہ افروز ہونے سے قبل ہی مسجد کے ہال کا بھر جانا یہ آپ کی خطابت کے عروج کی بڑی دلیل تھی اور اس کامیابی میں بڑی وجہ آپ کی مستقل مزاجی تھی، جیل یا بہت ہی اہم تنظیمی معاملہ ہو تو آپ مرکز کے جمعہ سے غیر حاضری کرتے ورنہ مجال ہے کہ بڑے سے بڑا اہم سے اہم کوئی جلسہ، کانفرنس یا سیمینار ہو اور اس میں شرکت کی وجہ سے آپ مرکز سے غیر حاضری کر جائیں بلکہ ہفتہ وار درس قرآن اور درس حدیث آپ کسی بھی قیمت پر چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ اہل محلہ کی بڑی تعداد بھی آپ کے جمعہ اور دروس میں مستقل مزاجی سے شریک ہوا کرتے تھے۔

11 مارچ 2010ء بروز جمعرات آپ مقدمے کی پیشی میں سٹی کورٹ تشریف لے جا رہے تھے، انو بھائی پارک کے قریب اسلام و پاکستان دشمن دہشت گردوں نے آپ کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا آپ کے صاحبزادے معاویہ ندیم موقع پر شہید جبکہ دو صاحبزادے اور دو ذاتی گن مین شدید زخمی ہوئے 3 دن موت و حیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد بروز اتوار پونے دس بجے آپ بھی لیاقت نیشنل ہسپتال میں جان جان آفرین کے سپرد کر گئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کے اس غلام کی نماز جنازہ کے لئے خدا کی طرف سے صحابہ کے غلام کا ہی انتخاب ہوا، اہلسنت والجماعت کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے اشکبار آنکھوں

CamScanner

اور قلب حزین کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جو بلاشبہ کراچی کے بڑے جنازوں میں سے ایک جنازہ تھا، بعدازاں مسجد صدیق اکبرؓ کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین کے بعد قبر سے خوشبو کی مہکار آنے لگی، جس سے فضا معطر ہوگئی جس کا مشاہدہ ہزاروں لوگوں نے کیا، اس کے بعد بھی مختلف اوقات میں خوشبو قبر مبارک سے پھوٹتی رہی جو عنداللہ آپ اور آپ کے مقدس مشن کی عنداللہ قبولیت کی واضح دلیل تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس خوشبوؤں والے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

معاویہ ندیم شہیدؒ:

حضرت علامہ عبدالغفور ندیم شہیدؒ کے ساتھ تمغۂ شہادت پانے والے ان کے صاحبزادے معاویہ ندیم بھی تھے۔ بوقت شہادت معاویہ ندیم کی عمر صرف 19 سال تھی، بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر تھے۔ خوش رو، خوش اخلاق اور ہنس مکھ تھے۔ پیشے کے اعتبار سے درزی تھے۔ والد محترم کے کپڑے بھی سیا کرتے تھے جبکہ جماعتی پرچم بھی بناتے تھے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ سے خاص محبت رکھتے تھے اور شہادت کی تمنا بھی کیا کرتے تھے۔ شہادت والے روز وہ اپنے والد محترم کی گاڑی کے پیچھے اپنی موٹر سائیکل پر تھے کہ ان پر بھی گولیوں کی بارش کر دی گئی جس سے تین گولیاں سر اور ایک کندھے پر لگی اور وہ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اگلے روز نماز جمعہ کے بعد علامہ عثمانی مدظلہ کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

علامہ شعیب ندیم شہید

مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی شہید، ثناء اللہ شہید، رضوان الزماں صدیقی شہید

اللہ تعالیٰ شہدائے ناموس صحابہؓ کے درجات بلند فرمائے...... ہم شہداء کے مرثیے پڑھنے یا ان کی شہادت پر ماتم کرنے والے نہیں بلکہ ان کو ان کی شہادت پر خراج تحسین پیش کرنے والے ہیں کہ وہ زندگی بھر مصائب و آلام کی وادیوں میں حق وصداقت کا علم بلند کرتے ہوئے مشن پر ڈٹے رہے اور پھر اسی مشن پر کٹ گئے...... جی ہاں! حق بولنا...... حق پر ڈٹ جانا...... اور حق پر کٹ جانا یہ اولوالعزم لوگوں کا کام ہے...... اور جو حق پر کٹ جاتا ہے تو موت کے بعد بھی اس کو ایسی زندگی ملتی ہے کہ جس حیاتِ جاوداں کے سامنے موت بھی مر جاتی ہے۔ ابھی دو دن قبل ہی قائد محترم، جبل استقامت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ العالی کا خیر پور کا ایک خطاب سن رہا تھا، فرمار ہے تھے کہ ''ہم نے دفاع اصحاب رسول کا مشن جذبات میں آ کر نہیں بلکہ عبادت سمجھ قبول کیا ہے اور اگر یہ جذباتی فیصلہ ہوتا تو ہمارے شہداء کے بعد اُن کے ورثاء ان کے مشن پر نہ چلتے۔'' جی ہاں! شہداء کے بعد ان کے ورثاء کا مشن جھنگوی سے وابستہ ہونا یہ ہمارے نظریے کی حق وصداقت پر مبنی ہونے کی دلیل ہے ابھی گزشتہ رات رشید آباد کراچی میں ''شہدائے ناموسِ صحابہؓ واستحکام پاکستان کانفرنس'' میں بیان کے لئے مدعو تھا اور دعوت دینے والے میرے محسن ومربی مولانا احسان اللہ فاروقی کے بھائی برادرم رفیع اللہ فاروقی تھے وہ ہر سال شفقت فرماتے ہوئے پروگرام میں شرکت کی سعادت کے حصول کا موقع عنایت فرما دیتے ہیں۔ جلسے کے موقع پر ان کی محنت، بھاگ دوڑ اور خلوص دیکھ کر یہی نظر آ رہا تھا کہ شہداء کا مشن ختم نہیں ہوا کرتا، دشمن ایک کو چھینتا ہے اللہ تعالیٰ اس خون کو بیج بنا کر اوروں کو پیدا فرما دیتا

CamScanner

ہے۔آج ہماری مجلس کے دولہا وکیل اصحابؓ رسولؐ، شہید لالہ رُخ علامہ شعیب ندیم شہید رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کار مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی شہید رحمہ اللہ، ثناء اللہ شہیدؒ اور رضوان الزماں صدیقی شہیدؒ ہیں۔علامہ شعیب ندیم شہید بوقت شہادت جماعت کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری جنرل کے عہدے پر فائز تھے، آپ کی شخصیت اس قدر نرالی تھی کہ اس کا سحر آج تک سنی قوم کے دلوں کو طمانیت عطا کر رہا ہے۔آپ کا اندازِ خطابت منفرد، چہرہ نورانی، لباس میں سادگی، موقف بے لچک اور تواضع وتقویٰ کے اعلیٰ درجات پر آپ فائز تھے۔آپ نے انتہائی مختصر عمر پائی مگر تھوڑی سی زندگی میں وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ آج 17 برس بعد بھی سنی قوم کے دلوں میں زندہ ہیں۔ہماری جماعت کے معروف مصنف ومحقق حافظ محمد ندیم قاسمی آف سیالکوٹ ''لالہ رُخ سے لالہ زار تک'' کے خوبصورت عنوان سے ایک تفصیلی کتاب آپ کی حیات وخدمات پر تحریر کر چکے ہیں جس کے تقریباً 18 ابواب میں آپ کا سوانحی خاکہ، جماعت میں شمولیت، جماعتی خدمات، سیاسی زندگی، جیل کی زندگی، قاتلانہ حملے، بیرونی اسفار، خطبات ورشحات قلم جیسے اہم عنوانات کے ذریعے آپ کی زندگی پر تفصیلی روشنی ڈال چکے ہیں جس کا مطالعہ ہر نظریاتی کارکن کے لئے اس اعتبار سے ضروری ہے کہ اسے اپنے ایک مرکزی قائد، اس کی جماعتی زندگی، سیرت وکردار، مجاہدانہ طرز عمل اور مشن ونظریہ کی ترویج کی جدوجہد اور اس کے لئے لازوال قربانیاں ان سب سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی جماعتی زندگی انہیں خطوط پر استوار ہو اور اس کی تربیت اور عملی زندگی میں اس کی روشنی سے نکھار پیدا ہو سکے۔کالم شروع کرنے سے قبل دل میں خیال آیا کہ علامہ شعیب ندیم شہید رحمہ اللہ کی شخصیت کو دل ودماغ میں مستحضر کرنے کے لئے ان کی تقریر سن لی جائے چنانچہ گوگل پر ان کا نام لکھا، ایک ویڈیو پر کلک کیا تو ان کا پانچ منٹ کا مختصر سا خطاب سامنے آ گیا، غالباً صوبہ سرحد کے ہزارہ ڈویژن کے کسی علاقے کا پروگرام تھا جس میں مہمان خصوصی مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ تھے اور جلسہ گاہ کھچا کھچ لوگوں سے بھری ہوئی تھی، فاروقی صاحب سے پہلے صرف پانچ منٹ کے خطاب کے لئے مائیک پر علامہ شعیب ندیم رحمہ اللہ تشریف لائے، بس پھر کیا تھا ایک دم فضا ہی بدل گئی......حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ پانچ منٹ

آسمانی بجلی کی طرح گرجے، کڑکے اور بادل کی طرح برسے اور پھر تجدید عہد وفا کر کے بیٹھ گئے...... پانچ منٹ کے اس خطاب نے اجتماع کا رنگ ہی بدل دیا اور فضاء نعروں سے گونجنے لگی...... یقین کیجئے میں حضرت ندیم کی تقریر سن کر حیرت زدہ رہ گیا اور کف افسوس ملنے لگا کہ ہم ان جیسے عظیم لوگوں سے بھی اس قدر جلد محروم کر دیئے گئے کہ جو صرف پانچ منٹ میں اپنے مشن اور مافی الضمیر کو لوگوں کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی طرح دوڑا دیں...... پانچ منٹ میں تو خطیب مشکل سے خطبہ پورا کرتا ہے...... پانچ منٹ میں تو وہ مشکل سے اپنے آپ کو درست کر پاتا ہے...... پانچ منٹ تو وہ مجمع کی نبض ٹٹولنے میں لگا دیتا ہے...... مگر حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ اس قدر عظیم خطیب تھے کہ آپ نے پانچ منٹ میں سب کچھ کہہ لیا اور سب کچھ کر لیا...... نہ تو جلدی کی وجہ سے زبان لڑکھڑائی اور نہ آواز کی بلندی نے موضوع کو خراب کیا...... وہ پُر اعتماد اور جارحانہ لہجے میں جچے تلے الفاظ کے ساتھ حکومت اور رافضیوں تک اپنے اور اپنی جماعت کے جذبات پہنچانے میں کامیاب رہے...... جی ہاں! ان کی خطابت واقعی خطابت تھی اور یہ جوہر بھی اللہ پاک کسی کسی کو عطا فرماتے ہیں، یہ نعمت نقالی، بناوٹ اور تصنع سے نہیں ملتی...... خطابت بھی علم کا حصہ ہے اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے خطیب بھی تھے، آپ جیسا خطیب نہ کوئی گزرا اور نہ کوئی آئے گا...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے اس شعبے کو سکھایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم تھے...... حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے علم کے دوسرے شعبوں کی طرح اس شعبے کو بھی سیکھا...... حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بہت اونچے درجہ کے خطیب کہلاتے تھے، خطابت کو لوگ فن سمجھتے ہیں جو ایک غلطی ہے، خطابت کا فن اور فنکاری سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ایک علم اور صفت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو عطا فرماتا ہے، پھر جس کے دل میں جتنا درد اور اخلاص ہوتا ہے اسی قدر اس کی خطابت میں نکھار آتا ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فائدہ ہوتا ہے، پانچ منٹ کی یہ ویڈیو پلک جھپکتے ہوئے گزر گئی، میں نے دوبارہ لگائی، سہ بارہ لگائی مگر اس کا سحر تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا کوئی آٹھ دس مرتبہ ان کی تقریر سنی اور پھر جا کر جذبات کو کچھ مہمیز نصیب ہوئی۔

CamScanner

حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے دین کے کام کا میدان بھی عطا فرمایا اور توفیق بھی...... جی ہاں! اگر توفیق نہ ملے تو با صلاحیت سے با صلاحیت انسان کچھ نہیں کر سکتا، دنیا میں کتنے صاحب علم، بہادر اور بولنے والے لوگ گزرے مگر جس کو توفیق ملتی ہے، صلاحیت کو صحیح مصرف میں لگانا بھی اسی کو نصیب ہوتا ہے، حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کی سعادت مندی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت جھنگوی شہید کا مرید بنا دیا، پھر ان کو حضرت فاروقی شہید اور مولانا اعظم طارق شہید جیسے جامع الصفات قائد ملے، رفقاء کے اعتبار سے بھی ان کی قسمت اچھی رہی کہ ان کو حضرت حیدری، حضرت لدھیانوی، حضرت ندیم، حضرت عثمانی جیسے حضرات کے ساتھ کام کرنے کی لذت نصیب ہوئی۔ اللہ پاک نے ان کو قبولیت بھی خوب عطا فرمائی کہ اپنی مختصر سی جماعتی زندگی میں جو کام شروع کیا، زمین ان کے لئے ہموار ہوتی چلی گئی اور ملک کے چپے چپے پر انہوں نے عظمت صحابہ کے ترانے سنائے، عین جوانی کے عالم میں انہوں نے مشن حق نواز کو جرأت و بہادری کے ساتھ اختیار کئے رکھا اور اس کے لئے انہوں نے خوب ماریں بھی کھائیں اور جیلیں بھی کاٹیں مگر ان کے پایۂ استقلال میں ذرا سی بھی لغزش نہ آئی۔

ہائے افسوس! ہم حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کی سرپرستی کا زیادہ وقت نہ پا سکے بس اس قدر یاد ہے کہ 13 ستمبر 1998ء عین شباب کے عالم میں اسلام آباد کی معروف شاہراہ پر آپ کو خاک و خون میں نہلا دیا گیا تھا اور جماعت کی طرف سے ملک گیر پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کیا گیا تھا اور ہم اپنی مادر علمی کے اطراف و اکناف میں اس کو کامیاب بنانے کی سعی و کوشش کر رہے تھے۔ بہر حال انسان چلا جاتا ہے مگر اس کی نسبتیں، یادیں اور نیکیاں نہیں مرتیں...... یہ باقیات صالحات ہیں...... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آج اپنے عظیم قائد کے لئے یادوں کی محفل سجائی ہے ارادہ تو یہ تھا کہ ان کی زندگی اور کارناموں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے گی مگر صفحات پورے ہو گئے...... تمام قارئین کچھ تلاوت کر لیں اور پھر دعا کریں۔ حضرت مولانا شعیب ندیم شہید رحمہ اللہ اور ان کے ساتھ خلد بریں کے مکین بننے والے مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی شہید، ڈرائیور ثناء اللہ شہید اور رضوان الزماں صدیقی شہید اللہ پاک ان کے درجات کو بلند فرمائے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے، انسان جتنا بڑا بھی ہو پیچھے والوں کی دعاؤں سے

CS CamScanner

اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔اس لئے آج ہم سب دعا کر کے حضرت ندیم رحمہ اللہ اوران کے رفقاء کو فائدہ پہنچائیں جنہوں نے پوری زندگی ہمیں فائدہ پہنچایا۔

اللـه اغفـرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله
ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد......
واجعل قبره روضة من رياض الجنة اللّهمّ بّرد قبره و
طيّب آثاره آمين ياارحم الراحمين.

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید،

ناصر شہید، انور علی مراد شہید، غفران شہید

بے خبر دنیا کو کیا خبر تھی کہ ڈیرہ غازی خان کے شمال میں شاہراہ تونسہ شریف پر واقع شادن لنڈ کے مضافات میں بلوچ خاندان کے چشم و چراغ خدا بخش کے ہاں پیدا ہونے والا بچہ ''احمد بخش'' آنے والے وقت میں مدح صحابہؓ کی عالمی تحریک میں شامل ہوکر ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کے دلوں پر اپنی عظمت کا سکہ منوا کر سنی قوم کا ہیرو بن جائے گا۔ ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ میرے رب نے اس کی تقدیر میں لکھا ہوا تھا کہ اس کا یہ بندہ صحابہ کا سچا غلام، سنی قوم کا امام اور دفاع اصحاب رسول کے لئے استقامت کا کوہِ گراں بنے گا۔

حافظ صاحب نے حفظ قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ میں وقت کے جید عالم دین دارالعلوم سہارنپور انڈیا سے فارغ التحصیل حضرت مولانا عبدالکریم سربانی رحمہ اللہ کے زیر سایہ حاصل کی، بعد ازاں درس نظامی کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد امین چترالوی سے پڑھیں اور موقوف علیہ تک تعلیم ملتان اور کبیر والا کے مدارس سے حاصل کی۔ تاہم بعد میں کچھ ناگزیر وجوہات کی بناء پر حافظ صاحب کو عروس البلاد شہر کراچی منتقل ہونا پڑا۔ کراچی آکر آپ نے اپنی تمام تر توجہ جدید علوم کی طرف مبذول کی۔ 1976ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا، ساتھ ساتھ ایک سرکاری ادارے میں ملازمت بھی سرانجام دیتے رہے۔ 1978ء میں انٹر پرائیویٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد عالم عربی، فاضل اردو، فاضل عربی، ادب عربی کے امتحانات پاس کئے۔ 1981، 1982ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ 1988ء اور 1989ء میں ایم اے عربی کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا اور پھر ایم اے اسلامیات کیا، پھر 1990ء میں ایس ایم لاء کالج کراچی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کرکے باقاعدہ پریکٹس شروع کردی، اسی اثناء میں 1993ء اور 1994ء میں ایل ایل ایم (ماسٹر آف لاء) کا دوسالہ

CamScanner

کورس بھی شروع کیا جس میں پہلے سال کامیابی حاصل کی اور دوسرے سال امتحانات کے وقت خیر پور جیل میں قید ہونے کی وجہ سے امتحان میں شریک نہ ہو سکے، یوں آپ کا تعلیمی سفر اختتام پذیر ہوا۔

1987ء میں لیّہ کیس میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید گرفتار تھے جس کی رہائی کے لئے پورے ملک میں مظاہرے ہو رہے تھے، ایک دن جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد گرومندر اسٹاپ پر مولانا جھنگوی کی رہائی کے حوالے سے مظاہرہ ہو رہا تھا، حافظ صاحب کہیں جانے کے لئے بس اسٹاپ پہنچے تو انہوں نے جو منظر دیکھا تو وہ دل و دماغ جھنجھوڑ کر جماعت میں شمولیت کے لئے کافی تھا، چند صالح، باشرع مذہبی نوجوان سخت پیاس کے مارے کڑکتی دھوپ میں سنی حقوق کی خاطر پابند سلاسل اپنے عظیم قائد کی رہائی کے لئے دیوانہ وار مطالباتی نعرے لگا رہے تھے تو حافظ صاحب کے ذہن میں مختلف سوالات جنم لینے لگے کہ دفاع اصحاب رسولؐ کی خاطر قید ایک مجاہد عالم دین کے لئے میں نے کیا کیا؟ رافضیت کے سامنے بند باندھنے والے اس عالم دین کی رہائی کے لئے میری کیا خدمات ہیں؟ ساری رات انہی خیالات میں کروٹیں بدلتے رہے اور صبح مولانا اعظم طارق شہید، قاری جمشید اقبال سے ملاقات کر کے جماعت میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا اور معاذ بن جبل مسجد میں ایک اجلاس میں شرکت کر کے باقاعدہ طور پر جماعت میں شامل ہو گئے۔

جماعت میں شمولیت کے بعد حافظ صاحب نے استقامت، استقلال اور بہادری سے وہ رنگ دکھایا کہ آپ بہت جلد ڈویژنل اور صوبائی عہدوں پر فائز ہو گئے اور گرفتاری سے قبل تک صوبائی جنرل سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ نے شہر کراچی میں ایسا فعال اور دلیرانہ کردار ادا کیا کہ آپ کے دور میں جماعت شہر کراچی میں اپنی عظمت کا سکہ منوا چکی تھی اور یہ آپ کی محنتوں، قربانیوں اور جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ آج شہر کراچی کے چوک، چوراہوں پر عظمت صحابہ کا پھریرا بلند ہے۔

حافظ صاحب کی شخصیت فنا فی المشن تھی، وہ اپنے مقدس کاز اور مشن پر اپنی جوانی کی کئی بہاریں پس دیوار زنداں گزار چکے تھے تاہم اسیری کے دوران بھی ان کے پایۂ استقلال میں

CS CamScanner

کسی قسم کی کمزوری نہیں آئی بلکہ وہ پھانسی وارڈ میں جا کر اپنی تمام تر توانائیوں کو دفاع صحابہ کے مقدس مشن کے لئے وقف کئے رہے، آپ نے کارکنوں کی تربیت کے لئے جیل ہی سے تقریباً تین صد صفحات کے قریب ایک بے مثال اور عظیم تربیتی کتاب بنام ''توشۂ کارکن'' تصنیف کی جس نے کارکنوں اور ذمہ داروں کو جماعتی ورک کا ایک نیا رُخ دیا، عرصہ دراز سے وہ کتاب نایاب تھی تاہم ایک دوست اس کی جدید کمپوزنگ کرا چکے ہیں جیسے ہی وسائل میسر ہوئے تو اس کتاب کو منصۂ شہود پر لایا جائے گا۔(انشاءاللہ)

مارچ 1995ء کو جامع مسجد صدیق اکبرؓ ناگن چورنگی سے حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید کو گرفتار کیا گیا، گرفتاری کے بعد آپ کو آئی جی سیل منتقل کر دیا گیا، وہاں دورانِ تفتیش آپ کا پولیس سے ایک دلچسپ مکالمہ بھی ہوا جس کا تذکرہ حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''گرفتاری سے سزائے موت تک'' میں کیا ہے۔ باذوق ساتھی اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

حافظ صاحب نے گرفتاری سے قبل مختصر سے عرصے میں اپنے دیگر رفقاء قاری سعید الرحمٰن شہید، مولانا عبدالغفور ندیم شہید، مولانا اللہ وسایا رحمہم اللہ و دیگر کے ساتھ مل کر کراچی میں رافضیت کو ناک و چنے چبوائے اور اصحاب رسولؐ کے دشمنوں کے عزائم کو خاک میں ملایا۔ آپ کی شخصیت کے دبدبے اور رعب کا یہ عالم تھا کہ سرکاری افسران بھی آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے سراسیمہ رہتے تھے اور آپ کی ایک کال پر آپ کے مطلوب کو پورا کر لیتے تاہم آپ نے اپنے ان تعلقات کو کبھی ذاتی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنی ذات سے جماعت اور اس کے مفاد کو مقدم رکھا۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی نجی زندگی کی بات کی جائے تو ''پان'' کھانا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا، رہائی کے بعد راقم الحروف جب بھی آپ سے ملا آپ کی قمیص پر پان کے نشانات نظر آئے، پان ہی کے حوالے سے حافظ صاحب کا ایک لطیفہ بھی مشہور ہے، گرفتاری سے قبل جب آپ صوبائی سیکرٹری اور حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ صدر تھے تو ایک احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے حافظ صاحب نے جذبات سے مغلوب ہو کر فرمایا کہ اگر آئندہ ایک سنی بھی قتل ہوا تو کراچی میں کوئی شیعہ بھی نہیں بچے گا، ظاہری بات ہے قتل و غارت گری

CS CamScanner

جماعت کی کبھی پالیسی تھی اور نہ یہ کوئی مسئلے کا حل ہے اور ایسی بات حضرت حیدری رحمہ اللہ کی موجودگی میں تو اور محلِ نظر ہوا کرتی تھی چنانچہ جب حضرت حیدری رحمہ اللہ صدارتی خطاب کے لئے تشریف لائے تو حافظ صاحب کے اس جملے پر عجیب تبصرہ فرما کر جماعتی پالیسی کو بھی واضح کر گئے اور محفل کو بھی کشت وزعفران کر دیا۔ حضرت فرمانے لگے لگتا ہے کہ آج حافظ صاحب کے پان میں پتی کچھ زیادہ ہی ہوگئی ہے۔

حافظ صاحب جب رہا ہوئے تو راقم الحروف اس وقت طلبہ ونگ کراچی ڈویژن کی باڈی کا حصہ تھا، حافظ صاحب کیونکہ کارکنان کی تربیت کے حوالے سے یدطولیٰ اور عجیب کاملیت رکھتے تھے، اس لئے کابینہ کے ساتھی وقتاً فوقتاً حافظ صاحب کے پاس حاضری دے کر آپ کے تجربات کی روشنی میں اپنی پالیسی کو ترتیب دیا کرتے تھے۔ ایک ملاقات میں ایک لطیفہ سنانے لگے کہ گرفتاری سے قبل میرا معمول تھا دن بھر جماعتی ورک سے فارغ ہو کر مقام پر آنے سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے پاس حاضری دیا کرتا تھا، ایک دفعہ دو ساتھیوں کے ہمراہ حاضری ہوئی تو حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں اپنے دونوں ہاتھ ایک ساتھی کے چہرے پر پھیرے، کچھ دنوں بعد وہ ساتھی شہید ہوگیا، چند دن بعد دوسرے ساتھی کے ہمراہ حاضری ہوئی تو اس کے چہرے پر بھی ہاتھ پھیرا، اتفاق سے کچھ دنوں بعد وہ بھی شہید ہوگیا، اس کی شہادت کے بعد میں پھر حاضر ہوا کہ اس بار حضرت میرے چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے لئے ہاتھ بڑھانے لگے تو میں نے ازراہِ مزاح عرض کیا: ’’نہیں حضرت میں نے ابھی شہید نہیں ہونا‘‘ اس پر حضرت خوب کھلکھلا کر ہنسنے لگے اور دعاؤں سے نوازنے لگے۔

قصہ مختصر حافظ صاحب رحمہ اللہ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے جن کی عزت وعظمت، فہم وبصیرت، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، جہد واستقامت اور زہد واستغناء کو صرف اپنے ہی نہیں بلکہ غیر بھی تسلیم کیا کرتے تھے۔ وہ فرقہ واریت اور تعصب سے الگ تھلگ اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ایسے کمربستہ تھے کہ ہر ایک آپ کے ساتھ چلنے کو سعادت سمجھتا تھا۔ وہ اپنی ذات میں ایک ایسی انجمن تھے جس نے زندگی کی تمام بہاریں دشمنانِ اصحاب رسول کے

CS CamScanner

چہرے سے نقاب کشائی کرتے ہوئے گزار دی، وہ ایسے مرد جری تھے جن کا نام سنتے ہی روافض انگشت بدنداں اور سرتا پا ہراساں ہوکر کفر کے فتوے ہاتھوں میں لے کر اپنے بلوں میں گھسنے لگتے تھے، وہ ایسے باہمت اور غیور انسان تھے کہ تمام تر مصائب و آلام کے باوجود باطل کے سامنے نہیں جھکے، آپ کی تمام تر زندگی تحفظ اصحاب رسولؐ اور نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کی جہد مسلسل میں گزری۔

15 جولائی 2009ء آپ جماعتی کام سے فارغ ہوکر ماڈل کالونی ملیر اپنی رہائش گاہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ پہلے سے گھات لگائے ایرانی تربیت یافتہ دہشت گردوں نے آپ کو اپنے مذموم عزائم کا نشانہ بنا کر بڑھاپے کے عالم میں شہید کردیا۔ آپ کے ساتھ آپ کا ڈرائیور ناصر بھی شہید ہوا، بعد نماز عشاء کراچی میں آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی کی امامت میں ادا کر کے آپ کی میت کو آبائی علاقے کی طرف روانہ کردیا گیا جہاں حضرت علامہ علی شیر حیدری نے آپ کی میت وصول کی اور آپ ہی کی امامت میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔

﴿انور علی مراد شہید، غفران اللہ شہید﴾

حافظ صاحب کے جنازے سے فراغت کے بعد واپس آنے والے قافلے پر دہشت گردوں کی طرف سے حملہ کیا گیا جس سے ساتھی منتشر ہوگئے، انہی منتشر ساتھیوں میں اورنگی ٹاؤن کے انتہائی فعال، جانثار، کئی سال اسیری کاٹنے والے، حضرت ندیم شہید کے سابق گن مین انور علی مراد اور دو ماہ قبل ہی شہید ہونے والے قاری امان اللہ شہید کے بھائی غفران اللہ بھی تھے جن کو دہشت گردوں نے اغواء کرنے کے بعد بے دردی کے ساتھ تشدد کر کے شہید کردیا تھا۔

انور علی مراد بھائی اورنگی ٹاؤن کے بنیادی اور سینئر ساتھیوں میں سے تھے، وہ اپنے کاز کے سچے اور مشن کے پکے انسان تھے، اپنے مشن کی دیوانگی اور اس کی دعوت و ترویج آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا، اسی ''جرم'' کی پاداش میں آپ کئی سال پابند سلاسل بھی رہے تاہم آپ کے قدم کسی بھی مرحلے پر پیچھے نہیں ہٹے بلکہ آپ ہر آنے والے دن اپنے مشن اور نظریہ پر

CamScanner

مزید مضبوط ہوتے رہے۔ آپ ان خوش نصیب ساتھیوں میں سے ہیں جنہوں نے حافظ صاحب شہید اور دیگر قائدین کے ساتھ مل کر جماعتی کاز کو شہر کراچی میں بام عروج پر پہنچایا، کئی برس تک آپ حضرت ندیم شہید کے ذاتی گن مین بھی رہے اور وفا د جانثاری کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ آپ اورنگی ٹاؤن کی عوام کے دلوں میں بستے تھے جس کا اندازہ آپ کے جنازے سے بھی ہوا، جس میں ہزاروں کی تعداد میں عوام اہلسنت نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا دل مراد مدظلہٗ نے کروائی جس میں انجینئر الیاس زبیر ودیگر نے شرکت کی۔ بعدازاں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

انور علی مراد شہید رحمہ اللہ کے ساتھ صحابہ دشمنوں کی بے دردی کا نشانہ بننے والے اہلسنّت والجماعت کے ایک اور کارکن غفران شہید بھی تھے جو دو ماہ قبل شہید ہونے والے قاری امان اللہ شہید کے سگے بھائی تھے، بھائی کی شہادت کے باوجود وہ مشن ونظریہ کے حوالے سے کسی قسم کی مداہنت اور بزدلی کا شکار نہیں ہوئے بلکہ شہید کے خون نے تو ان کے جذبوں کو مزید جلا بخشی تھی چنانچہ بھائی کی شہادت کے بعد وہ دفاع اصحاب رسول کے لئے پہلے سے بڑھ کر کمر بستہ ہو چکے تھے تاہم شاید بھائی کی جدائی ان سے زیادہ برداشت نہ ہو سکی اور دو ماہ سے بھی کم عرصے میں وہ جام شہادت نوش فرما کر خلد بریں میں اپنے بھائی ودیگر شہداء کے رفیق بن گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

مولانا ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ

30 جنوری 2005ء کا دن تھا، الحبیب مسجد لیاقت آباد میں مناظر اسلام علامہ رب نواز حنفی مدظلہ کی زیرنگرانی سالانہ پانچ روزہ تقابل ادیان کورس کے آخری روز سلطان المناظرین، امام اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہید دینی وعصری اداروں کے طلباء کی علمی ونظریاتی تربیت کے لئے مدعو تھے۔ کئی گھنٹوں پر مشتمل علمی، تحقیقی اور نظریاتی لیکچر کے بعد راقم السطور اپنے رفقاء مولانا احسان اللہ فاروقی، مولانا سعود الرحمٰن رحمہما اللہ کے ہمراہ اس جھرمٹ میں شامل تھا جس نے حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ مختلف علمی، نظریاتی سوالات اور حضرت کے محققانہ اور مناظرانہ جوابات مجلس کے رنگ ونور کو کمال عروج تک پہنچا رہے تھے یقیناً مجھ سمیت ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ رفاقت قائد کی یہ حسین مجلس مزید دراز سے دراز ہو کہ اچانک ایک جاں گسل اور روح فرساں خبر کی وجہ سے مجلس کی رونق ماند پڑ گئی اور محفل میں موجود ہر شخص کے چہرے پر اداسی اور غم کے اثرات نمودار ہو گئے۔ علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ اس خبر پر کہ جماعت کے مرکزی قانونی مشیر، رکن مجلس شوریٰ، دینی وعصری علوم پر کمال دسترس رکھنے والے، سنی قوم کے عظیم سرمایہ مولانا ڈاکٹر ہارون قاسمی ایڈووکیٹ قاتلانہ حملے میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے مجلس سے اُٹھ کر روانہ ہو گئے۔ مولانا ہارون قاسمی کو اس وقت نشانہ بنایا گیا کہ جب وہ جامع مسجد معمور طارق روڈ میں ظہر کی نماز کی امامت کے فرائض سرانجام دینے کے بعد اپنے سرکاری گن مین پولیس کانسٹیبل عقیل الرحمٰن کے ساتھ پیدل ہی قریب میں واقع اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے کہ تاک اور انتظار میں بیٹھے قاتل نے پہلے گن مین کو نشانہ بنایا بعدازاں دوسرے قاتل نے مولانا پر گولیاں برسا دیں جس سے وہ موقع پر ہی سعادت والی عظیم موت شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ گن مین ابھی زخمی تھا تاہم وہ بھی ایک تیسرے قاتل کے وار سے جان جانِ آفریں کے سپرد کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ

CamScanner

راجعون۔

گھنی داڑھی، دراز مونچھیں، لمبی لمبی زلفیں، اس پر کبھی جالی دار ٹوپی اور کبھی پگڑی سجائے حسین چہرے کے حامل مولانا ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ 1973ء کو عروس البلاد شہر کراچی میں پیدا ہوئے۔ آبائی علاقہ میرٹھ انڈیا تھا، تاہم وہاں سے ترک سکونت کر کے آپ کے اہل خانہ کراچی منتقل ہو چکے تھے۔ آپ کے والد مولانا اسحٰق قاسمی شہید رحمہ اللہ فاضل دیوبند اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے نہ صرف شاگرد بلکہ خاص مرید تھے جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم میں بھی کمال درجہ فائز و فائق تھے۔ آپ ماسٹر ڈگری کے حامل اور علامہ اقبال یونیورسٹی میں لیکچرار تھے اور ساتھ ساتھ فن طب و جراحت کے بھی سند یافتہ تھے۔ مولانا ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ اپنے والد کا عکس جمیل ثابت ہوئے تھے اور 32 سال کی مختصری زندگی میں آپ نے بھی دینی و عصری علوم پر کمال درجہ مہارت حاصل کر رکھی تھی۔ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد آپ نے شہرت یافتہ دینی درسگاہ جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی سے سند فراغت حاصل کی۔ بعد ازاں اندرون و بیرون ملک عصری علوم کی تحصیل کے لئے مختلف اسفار بھی کیے اور چند ہی سالوں میں ایس ایم کالج سے ایل ایل بی، کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور برطانیہ سے ایم اے تاریخ و سیاست کی ڈگری حاصل کی۔ مزید برآں علم طب سے شغف بھی والد محترم سے وراثت میں پایا تھا اور آپ ڈاکٹر بھی تھے۔

مولانا ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ تحصیل علم کے دوران ہی مشن حق مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ سے متاثر ہو کر تحریک دفاع صحابہؓ سے وابستہ ہو چکے تھے اور زمانہ طالب علمی میں اسٹوڈنٹس ونگ کے مرکزی صدر و جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے اس کے بعد سپاہ صحابہ کے مرکزی قانونی مشیر و رکن مجلس شوریٰ بھی تھے اور اس سے قبل کراچی ڈویژن کے عہدے پر بھی کام کر چکے تھے بلکہ قاسمی شہید کراچی کے ان ابتدائی حضرات میں سے ایک تھے جنہوں نے مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر شہر کراچی میں جماعتی مؤقف و کاز کو بام عروج تک پہنچایا چنانچہ ایک جگہ خود قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ ”مجھے مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے ساتھ ایک سائیکل، موٹر سائیکل، ایک گاڑی، ڈالے اور ہوائی جہاز تک میں اکٹھے سفر کرنے کا

CS CamScanner

بار ہا موقع ملا۔'' لازمی امر ہے کہ یہ اسفار اور اس کے مختلف مراحل ان ہر دو حضرات کے ... مشن، کاز اور نظریئے کے فروغ کے لئے ہی تھے جس کی گواہی جماعت کے قدیم ذمہ داران، قائدین ضرور دیں گے۔

مولانا ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ جماعتی کارکنان کے مقدمات کی پیروی اور عدالت عظمیٰ میں مشن حق کی ترجمانی سعادت عظمیٰ سمجھ کر کرتے رہے۔ انہوں نے جماعت پر لگنے والی پابندی کے بعد ایک ہزار کے قریب صفحات پر جماعتی موقف و مشن کی تائید میں ایک تاریخی و تحقیقی دستاویز بھی تیار کی تھی اور جب وہ دستاویز جماعتی دفاع میں عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) میں پیش کی تو معروف قانون دان ڈاکٹر فاروق حسن نے بے ساختہ کہا کہ نوجوانوں میں اس قدر فعال، متحرک، مخلص اور محنتی وکیل میں نے نہیں دیکھا۔ علاوہ ازیں جب ملکی تعلیمی نظام آغا خان ایجوکیشن بورڈ کے حوالے کئے جانے کی تیاری کی جانے لگی تو آپ نے اکابر و قیادت کے مشورے سے متبادل تعلیمی نظام و نصاب کی تیاری کا آغاز کیا یہ کام تکمیل کے مراحل میں تھا کہ آپ جام شہادت نوش فرما گئے۔

مولانا ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ نے قرآن وسنت، فقہ وحدیث کی تعلیم و تعلم کے مشغلے کو بنیادی اہمیت اور مقصد حیات بنا کر اختیار کیا تھا اور عصری علوم میں کمال درجہ تفوق کے باوجود آپ کے ظاہر و باطن کے اوپر سے عالمانہ شان کی علامات اور ایک متدین مسلمان کی صفات کسی بھی مرحلے پر ان میں کسی قسم کی کمی کا وجود ناممکن سا نظر آتا تھا، ایک ایسے ماحول میں جہاں مدارس کے طلباء و علماء کو انگریزی و جدید عصری علوم کے نام پر ان کے عمومی مزاج سے ہٹانے کی کوششیں عروج پر ہیں یقیناً مولانا قاسمی کی شخصیت نوجوان طلباء و علماء کے لئے قابل قدر نمونہ ہے کہ اس قدر اعلیٰ عصری ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد بھی اگر انسان اپنے اکابر کے مزاج و مسلک پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا رہے تو ''ملاّ'' کو مسٹر بنانے کی سازشیں یقیناً کامیاب نہیں ہوں گی کیونکہ ''ملاّ'' کا کام تو ''مسٹر'' کو ''ملاّ'' بنانا ہے نہ کہ انگریزی کے نشے میں یہ ملاّ بے چارہ ہی مسٹر بن جائے جیسا کہ اس کا مشاہدہ جدید دور کے فضلاء کے اس رجحان سے نظر آرہا ہے تاہم ایسے علماء بھی ضرور نظر آئیں گے جنہوں نے مولانا قاسمی شہید کے کردار کو

زندہ رکھا اور اپنے اوپر سے عالمانہ بود و باش کو جانے نہ دیا۔

مولانا ہارون قاسمی شہید ایک ذی استعداد و باصلاحیت عالم ہونے کے ساتھ ساتھ باذوق و صاحب مطالعہ انسان بھی تھے جس کی گواہی مولانا قاسمی کی ذاتی لائبریری دیتی ہے جس میں شاید ہی کوئی ایسا عنوان ہو جس پر کوئی کتاب دستیاب نہ ہو۔ مارکیٹ میں کوئی کتاب آجائے اور مولانا کے ذاتی کتب خانے میں نہ آسکے، بظاہر یہ ناممکن سا نظر آتا تھا بلکہ کبھی کتب بینی کا یہ نشہ اس قدر عروج پر پہنچ جاتا کہ اس کی تسکین کا سامان حاصل کرنے کے لئے بیرون شہر و بیرون ملک سے خطیر رقم خرچ کر کے کتب کو منگوایا جاتا اور مولانا کا یہ ذوق صرف کتابیں جمع کرنے کی حد تک نہ تھا بلکہ وہ سریع المطالعہ اور کثیر المطالعہ انسان تھے۔ قوتِ حافظہ اور ذہانت کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کو کتاب لانے کے لئے لائبریری بھیجتے اور قاصد مطلوبہ کتاب کی عدم دستیابی کا اظہار کرتا تو آپ اس کو اس قدر حیرت انگیز تفصیلی وضاحت سے فرماتے کہ لائبریری میں داخل ہو کر دائیں طرف تیسری الماری کے سب سے اوپر والے خانے میں چودھویں نمبر پر جو کتاب ہے وہ لے آؤ چنانچہ جب قاصد کتاب لانے کے لئے ان ساری منازل کو طے کر کے کتاب اٹھا کر ہاتھ میں لے کر اس کے ٹائٹل پر نام پڑھتا تو وہ وہی مطلوبہ کتاب ہوتی جس کا پہلے عدم دستیابی کا جواب دیا گیا تھا اور یہ معاملہ صرف ایک دو بار کا نہیں بلکہ بے شمار بار کتاب کی عدم دستیابی کے جواب کو سن کر مولانا کو رہنمائی کا یہ تفصیلی اور حیرت انگیز انداز اختیار کرنا پڑتا جس سے انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

مولانا قاسمی شہید رحمہ اللہ متقی، پرہیزگار اور متبع سنت عالم دین تھے، یہی وجہ ہے کہ ایک ایسی سنت جو عوام تو کیا اہل علم خواص میں عنقاء ہو چکی ہے مولانا قاسمی شہید نے اس سنت پر عمل کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی اور دوسروں کے لئے ایک روشن نمونہ عمل قائم کیا۔ آپ نے عین جوانی اور شباب کے عالم میں اپنی ذات و مروجہ صفات کے حوالے سے کسی قسم کی کمی نہ ہونے کے باوجود محض سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ایک بیوہ عورت سے شادی کی تھی جس کا پہلے خاوند سے ایک بیٹا بھی تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو 2 بیٹیاں دیں، ایک زندگی میں اور ایک شہادت کے بعد عطا فرمائی۔

CamScanner

مولانا قاسمی شہید رحمہ اللہ کا بلند کردار، جماعتی خدمات، بالخصوص سپریم کورٹ میں جماعتی پابندی کے خلاف دائر کیا جانے والا کیس اور اپیل اور اس میں مثبت پیش رفت دشمنانِ اصحاب رسول کو قطعاً برداشت نہیں ہو رہی تھیں چنانچہ اپنے سبائی ذہن و سازش کے مطابق مولانا کو راستے سے ہٹانے کے لئے ان پر کئی بار قاتلانہ حملے کئے انہی حملوں میں سے ایک میں 21 مارچ 2001ء کو ان کے والد فاضل دیوبند تلمیذ حضرت مدنی رحمہ اللہ مولانا محمد اسحٰق قاسمی بھی شہید ہو گئے تھے تاہم تین بار کے قاتلانہ حملوں میں مولانا محفوظ رہے، 30 جنوری 2005ء کا قاتلانہ حملہ جان لیوا ثابت ہوا اور آپ جام شہادت نوش فرما گئے۔ بعد ازاں قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کی اقتداء اور ہزاروں افراد کی موجودگی میں جامع مسجد معمور کے باہر مین روڈ پر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس کے بعد بخی حسن کے مقامی قبرستان میں والد محترم کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

مولانا محمد احمد مدنی شہیدؒ

مولانا ابوبکر مدنی شہیدؒ، مولانا عبداللہ مدنی شہیدؒ

مارچ 2011ء برادرم دلشاد معاویہ کی دعوت پر اورنگی ٹاؤن منصور نگر ''سیرت النبیؐ کانفرنس'' میں خطاب کے لئے مدعو تھا جس میں خصوصی خطاب قائد اہلسنت حضرت علامہ اورنگزیب فاروقی حفظہ اللہ کا ہونا تھا، بعد نماز عشاء اپنے رفقاء کے ہمراہ جانب منزل روانہ ہوا تو بنارس پل کے قریب برادرم لئیق حسین شاہ کا فون آیا، پوچھنے لگے کہاں ہیں؟ بتایا کہ اورنگی ٹاؤن پروگرام میں جارہا ہوں تو کہنے لگے ذرا خیال سے جایئے گا مولانا احمد مدنی صاحب کو شہید کردیا ہے۔زبان سے ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کے کلمات جاری ہوئے اور راستے بھران کا بزرگ، خوف خدا سے مزین، پیاری سی مسکراہٹ والا چہرہ آنکھوں میں گھومتا رہا اور سوچنے لگا کہ بالآخر ظالمون نے کئی مرتبہ کی ناکامی کے بعد اپنے مطلوبہ ہدف کو حاصل کر ہی لیا۔ پروگرام میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت فاروقی صاحب مدظلہٗ تشریف لانے والے ہیں تاہم جب اپنی باری آئی تو دلشاد بھائی فرمانے لگے کہ حضرت فاروقی صاحب ہسپتال چلے گئے ہیں لہٰذا آخری بیان آپ کا ہی ہوگا۔ اسٹیج پر پہنچا تو بلا مبالغہ ہزاروں کا مجمع تھا۔مقررہ عنوان پر گفتگو کر کے حضرت مدنی صاحب کی تنظیمی زندگی اور مظلومانہ شہادت کو خراج تحسین پیش کر کے سخت سیکورٹی کے حصار میں جامعہ محمودیہ مدنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ کچھ دیر گاڑی چلی تو اطلاع ملی کہ ہماری گاڑی کے ساتھ چلنے والے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی ذیشان بھائی زخمی ہوگئے ہیں، بہرحال تیز رفتاری سے بھی دوقدم تیز ہم جامعہ محمودیہ مدنیہ پہنچے جہاں آج اس دارالقرآن میں جس کی بنیاد 1979ء میں عاشق قرآن وحدیث وپروانہ مشن جھنگوی مولانا محمد احمد مدنی شہید رحمہ اللہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی اپنے 27 سالہ جواں سال صاحبزادے کے ساتھ دلآویز ہلکی سی مسکراہٹ اور خون سے رنگین سرخ لباس میں ہمیشہ ہمیشہ کی نیند لئے محو

CS CamScanner

استراحت تھے۔ کچھ دیر شہداء کی زیارت کر کے باہر نکلا تو مستقبل کے ایک اور شہید مفتی ذیشان سے ملاقات ہوئی اور ابھی گاڑی میں سوار ہونے ہی والا تھا کہ مستقبل کے ایک اور شہید مفتی سعود الرحمٰن کا فون آ گیا جو ان دنوں عمرے کی سعادت کے لئے حرم مکی میں تھے۔ فرمانے لگے آپ پر حملہ ہوا ہے؟ عرض کیا نہیں ساتھ چلنے والے موٹر سائیکل سواروں میں سے ایک ساتھی ذیشان زخمی ہوئے ہیں، مفتی صاحب نے احتیاط اور خیال رکھنے کا فرمایا، اگلے روز جامعہ محمودیہ مدنیہ میں ہزاروں، علماء، طلباء اور عوام الناس کی موجودگی میں مولانا مدنی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھ کر ان کی تدفین کردی گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

انتہائی مشفق، سراپا شفقت، سادگی کے پیکر، خاندانی شرافت کے حامل، بے حد متواضع ومتوکل، درویش صفت بزرگ مولانا محمد احمد مدنی رحمہ اللہ تحریک ناموس صحابہؓ کے ایک درخشندہ ستارے تھے جنہوں نے اپنی شعوری زندگی کی تمام بہاریں دین متین کی خدمت عالیہ میں گزاریں اور زندگی کا اکثر حصہ دفاع اصحاب واہل بیت رسول میں گزرا۔ آپ نے صوبہ سندھ بالخصوص کراچی کی جماعت کی باگ دوڑ 90ء کی دہائی میں سنبھالی جس وقت تحریک مدح صحابہ کراچی کی سرزمین پر اپنے عروج پر تھی۔ گلی، چوک، چوراہوں، مین بازاروں، رہائشی مکانات حتیٰ کہ پبلک ٹرانسپورٹ پر بھی جماعتی اسٹیکر، بینر، پرچم اور دعوتی پیغامات آویزاں اور چسپاں نظر آتے تھے جو بہر حال دشمن کو کسی بھی طور پر برداشت نہیں ہوسکتا تھا چنانچہ اس نے اپنے سامنے کی رکاوٹوں کو صاف کرنے کا فیصلہ کیا اور جماعتی کارکنان کو چن چن کر قتل کیا۔ قاری سعید الرحمٰن کی شہادت اسی سلسلے کی کڑی تھی، قاری صاحب کی شہادت سے قبل حالات یہاں تک پہنچ چکے تھے کہ ایک شہید ساتھی کو دفنا کر فارغ ہوتے تو کسی اور علاقے میں شہادت کی اطلاع آجاتی، وہاں جنازے کے دوران تیسرے شہید کی خبر مل جاتی۔ یوں سمجھ لیا جائے زمانہ حال میں جو حالات 2009ء سے 2014ء تک مسلسل جماعت پر آئے وہی حالات 94ء تا 96ء میں گزر چکے تھے تاہم مسلسل شہادتوں اور پے در پے جنازوں کے باوجود جماعتی قیادت اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے تھی۔ دوسری طرف شہداء کے قاتلوں کی گرفتاری کے بجائے الٹا جماعتی قیادت وکارکنوں کی گرفتاری کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ سینکڑوں کارکنوں کے علاوہ

CamScanner

مولانا عبدالغفور ندیم، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، انجینئر الیاس زبیر، منصور بابر سمیت متعدد رہنماؤں کی گرفتاری کے ساتھ ساتھ مرکز اہلسنت کو سیل کر دیا گیا۔ بچے کھچے ذمہ داران زیر زمین چلے گئے جبکہ گرفتار رہنماؤں پر دہشت گردی کے سنگین جھوٹے مقدمات بنا دیئے گئے، ان سخت اور کڑے حالات میں کارکن اپنے آپ کو یتیم تصور کر رہے تھے۔ ان حالات میں جماعت اور کارکنوں کے لئے جس شخصیت نے مسیحا کا کردار ادا کیا، جس نے سب کے دکھوں کو بانٹا، زخموں پر مرہم رکھا، ٹوٹے اور دہشت زدہ دلوں کو سہارا دیا، شہداء کے بے سہارا ورثاء کی کفالت کے ساتھ ساتھ اسیران کے مقدمات کی پیروی بھی کی اور نہ صرف اپنی ذات بلکہ اپنے گھر، مسجد، ادارے، اولاد اور سب سے بڑھ کر اپنے سخی دل کے دروازے بھی زخم خوردہ، زخمی دل کارکنوں اور مظلوم جماعت کے لئے کھول دیئے، بلاشبہ وہ مرد قلندر، محسن سپاہ صحابہؓ، عالم باعمل، مجاہد تحریک مدح صحابہؓ مولانا محمد احمد مدنی رحمہ اللہ کی ذات عالی مرتبت تھی۔

مولانا محمد احمد مدنی، مولانا محمد اعظم طارق شہید کے (ماں شریک) بھائی تھے، بفرزون کراچی میں 70ء کی دہائی کے آخر میں جامعہ محمودیہ مدنیہ کے نام سے آپ نے ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی جس میں مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ بھی مدرس تھے۔ مرکز اہلسنت جامع مسجد صدیق اکبرؓ ناگن چورنگی بھی اسی ٹرسٹ کے زیر انتظام تعمیر ہوئی جس کے اوّلین امام وخطیب مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ تھے، یوں تو حضرت مدنی رحمہ اللہ شروع ہی سے سپاہ صحابہؓ میں شامل تھے اور کراچی ڈویژن کے رہنماؤں میں تھے۔ تاہم 1994ء میں قاری سعید الرحمٰن کی شہادت اور حافظ صاحب کی گرفتاری کے بعد آپ ہی کو کراچی کا صدر اور صوبائی جنرل سیکرٹری نامزد کیا گیا۔ مولانا مدنی نے جتنا عرصہ یہ ذمہ داری سنبھالی اس کا حق ادا کیا اور جماعتی کاز اور مشن کے حوالے سے کسی بھی قسم کی مداہنت و بزدلی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیا۔

مولانا محمد احمد مدنی رحمہ اللہ نے جس دور میں جماعتی ذمہ داری سنبھالی وہ بدترین ریاستی آپریشن، انسانیت سوز مظالم، شہادتوں، گرفتاریوں، روپوشیوں کی وجہ سے انتہائی نازک و پرخطر زمانہ تھا۔ بظاہر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شاید جماعت کو دبا دینے والی سازشیں کامیاب

CS CamScanner

ہوتی چلی جارہی ہیں مگر حضرت مدنی رحمہ اللہ کی پختہ سوچ، مضبوط فیصلے، زبردست حکمت عملی اور مدبرانہ پالیسی کی بدولت جماعت کا شیرازہ بکھرنے سے بچا۔ آپ نے اپنے رفقاء مولانا محمد امین شہید اور مولانا ہارون قاسمی شہید کے ساتھ مل کر اپنی توجہ جماعت کو منظم کرنے کی طرف مبذول کردی۔ جلسے جلوسوں سے احتراز کرتے ہوئے تربیت سازی اور اوپن پراگراموں کو چھوڑ کر نظریے کی پختگی پر زور دیا جس کا نتیجہ تھوڑے ہی عرصے میں اس طرح سامنے آیا کہ جماعتی قوت بھی روز افزوں بڑھتی چلی گئی جس نے آنے والے عرصے میں سالوں کا کام دنوں میں کر کے جماعتی کاز کو بامِ عروج تک پہنچایا اور ساتھ ساتھ آپ کی مدبرانہ پالیسی سے 95ء تا 99ء مزید گرفتاریوں کا سلسلہ تھما رہا اور کارکن بے خوف ہوکر جماعتی مشن کو تقویت پہنچاتے رہے۔ مزید برآں آپ کے دورِ صدارت میں طلبہ ونگ کو بھی صوبہ سندھ بالخصوص کراچی میں بھرپور سرپرستی ملی اور آپ ہی کے دور صدارت میں طلبہ ونگ نے عروج حاصل کیا۔

مولانا محمد احمد مدنی ایک سادہ منش، درویش صفت انسان تھے، وہ جماعت کے صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری، ڈویژنل صدر اور ایک بڑے ادارے کے مہتمم تھے مگر سادگی ان میں بلا کی تھی۔ سادہ سفید کرتہ شلوار، سفید رنگ کی ٹوپی، سفید رومال، سادہ سی چپل ان کا لباس ہوا کرتا تھا، کبھی ان کو اس سادگی سے مبرا کسی خاص اہتمام واسکٹ، مہنگی ٹوپی، کاٹن کے کپڑے وغیرہ میں نہیں دیکھا تاہم سادگی اور درویشانہ صفات کے حامل مولانا مدنی رحمہ اللہ کو اپنے مشن کے حوالے سے غیر متزلزل اور جماعتی موقف پر سختی سے کاربند رہنے والے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے دور صدارت میں ہر قسم کی سختی اور انتظامی دباؤ کے باوجود ایامہائے خلفائے راشدینؓ پر ریلیاں، مظاہرے اور مطالباتی جلوس اپنی بھرپور آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ ہوتے اور انتظامیہ پورا تعاون کرتی۔ ہمارے سینئر طلباء ذمہ دار بتاتے ہیں کہ 95ء تا 99ء طلبہ برادری کے کسی جلسے اور کانفرنس کے حوالے سے ہمیں کبھی انتظامیہ یا کسی ایس ایچ او تک سے ملاقات کا اتفاق نہ ہوا بلکہ ہمارے یہ سارے کام حضرت مدنی رحمہ اللہ بڑی خندہ پیشانی سے حل کروادیا کرتے، ان کے رویے کی انکساری، تواضع اور استغناء کے باعث افسران انتظامیہ بھی ان کا حیا کرنے پر خود بخود مجبور ہوجایا کرتے تھے بلکہ کراچی میں

CamScanner

ایک وقت یہ بھی تھا کہ جلسہ منعقد کرنے والے ذمہ داران انتظامیہ سے اجازت نہ لیتے اور اشتہار میں زیرِ سرپرستی میں مولانا مدنی رحمہ اللہ کا نام جلی حروف میں تحریر کروادیتے، انتظامیہ حضرت سے رابطہ کرتی کہ آپ جلسہ کروار ہے ہیں، تو آپ کمال وسعت قلبی سے ہاں کہہ دیتے اور بعد میں جلسہ انتظامیہ کو صرف اتنا فرماتے ''یار پہلے بتادیا کرو۔''

ایک موقع پر مرکز اہلسنّت ناگن چورنگی کے باہر مین روڈ پر احتجاجی مظاہرے کا اعلان ہوا جس کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں اور صبح ہی سے کارکنان کے قافلے جوق در جوق آنا شروع ہوگئے۔ ادھر انتظامیہ کو تشویش ہوئی، وہ بار بار مرکز آتے مگر وہاں کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ انتظامیہ کے تیور دیکھ کر مدنی صاحب کو اطلاع دی گئی تو وہ جلد ہی آگئے۔ انتظامیہ نے مدنی صاحب کو دیکھا تو فوراً آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے: حضرت! آپ نے احتجاج ریکارڈ کرانا ہے تو روڈ بلاک کرنے اور سڑک پر آنے کی کیا ضرورت ہے؟ مسجد کے اندر ہی تقریر کردیجئے۔'' اس پر مدنی صاحب نے فی البدیہہ جواب دیا: ''ارے بھائی! ہم نے مسجد میں کیا اللہ تعالیٰ سے احتجاج کرنا ہے، جو مسجد میں مظاہرہ کریں؟ مظاہرہ جب حکومت کے خلاف ہے تو روڈ پر ہوگا اور شور شرابا بھی ہوگا تا کہ حکومت ہماری بات تو سنے۔'' اس سادہ سے مگر دوٹوک جواب کا افسران کیا جواب دے سکتے تھے چنانچہ مظاہرہ ہوا اور بھرپور ہوا۔

مولانا احمد مدنی رحمہ اللہ پر زندگی میں تین مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے۔ پہلا حملہ 17 جولائی 2005ء کو ہوا جس میں ان کے جوان سال صاحبزادے مولوی عبداللہ مدنی شہید ہوئے تھے، عبداللہ مدنی ہماری مادرِ علمی میں ہم سے ایک دو سال جونیئر تھے، طبیعت کے انتہائی سادہ اور محبت کرنے والے انسان تھے گویا کہ مزاج میں والد محترم کے عکس جمیل تھے۔ ان سے اکثر کسی گھنٹے کے اختتام پر جامعہ کے وضوخانے میں علیک سلیک ہوجایا کرتی تھی۔ 24 سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے، حضرت مدنی باوجودیکہ گولیاں لگنے کی وجہ سے سخت زخمی تھے مگر اپنے جوان سال صاحبزادے کا جنازہ خود پڑھایا۔ دوسرا قاتلانہ حملہ سرجانی ٹاؤن میں ہوا جس میں دشمن ناکام ہوا اور آپ نے قریبی مسجد میں پہنچ کر جان بچائی۔

تیسرا اور آخری حملہ جان لیوا حملہ 5 مارچ 2011ء کو کیا جس میں آپ کے ساتھ آپ

CamScanner

کے ایک اور جواں سال صاحبزادے مولانا ابوبکر مدنی بھی شہید ہوگئے۔ 27 سالہ مولانا ابوبکر مدنی حافظ، قاری، عالم اور شاعری کا ذوق رکھنے کے ساتھ بہترین اور عمدہ خطیب بھی تھے۔ سانحہ لال مسجد کے حوالے سے کراچی پریس کلب پر ہونے والے ایک احتجاجی مظاہرے میں ان کی خطیبانہ گفتگو سننے کا موقع ملا تھا جس نے دل پر اُن کی عقیدت کا تاثر چھوڑا تھا، وہ جوانی میں ساری مشغولیت چھوڑ کر اپنے والد کے ڈرائیور اور گن مین بن گئے تھے اور اس ذمہ داری سے زندگی کی آخری سانس تک وفا کر گئے اور والد محترم کے ساتھ ہی جام شہادت نوش کیا۔

6 مارچ 2011ء کے بعد نماز ظہر جامعہ محمودیہ بفرزون میں علماء، طلباء اور عوام الناس کی موجودگی میں آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن مدنی کی اقتداء میں آپ کا جنازہ ادا کر کے سخی حسن کے مقامی قبرستان میں آپ کی تدفین کردی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید رحمہ اللہ

﴿شہادت 6 دسمبر 2013ء﴾

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید کا تذکرہ مختصر الفاظ میں یوں کیا جاسکتا ہے کہ عالم باعمل، صاحب عزیمت، بہترین شعلہ بیان مقرر، نڈر، بے باک سپہ سالار، عاشق رسولؐ، فدائی اصحاب رسولؐ، سنی قوم کی متاع عزیز، قیادت کا فخر، صاحب استقامت، پیکر اخلاص، مجسمہ صدق ووفا، قافلہ جھنگوی شہید کا راہی، اصحاب رسول کا سچا سپاہی جو بگولہ بن کر اُٹھا، آندھی کی طرح آیا، طوفان کی طرح چھایا اور شہادت کا عظیم مرتبہ پا کر دنیا سے رخصت ہوگیا، اس نے ایک قلیل وقت میں اس قدر کثیر اور ہمہ گیر دینی خدمات انجام دیں جس کے سامنے طاقت بشری عاجز نظر آتی ہے تا آنکہ تائید غیبی شامل حال نہ ہو اور بالخصوص ان حالات میں جبکہ خلوص وفلوس کے عنوان پر کچھ اپنے غیروں کے ہاتھوں استعمال ہو کر جماعت میں دھڑے بندی قائم کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا تھے۔ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید نے مشن جھنگوی سے وفا کرتے ہوئے حضرت لدھیانوی دامت برکاتہم کی قیادت پر مکمل اعتماد اور وثوق کا مظاہرہ کرتے ہوئے جماعت کا شیرازہ بکھرنے سے بچایا۔ ان کا یہ کردار اور عہد وفا کی داستان تاریخ سپاہ صحابہؓ میں سنہرے حروف سے لکھی جائے گی۔

پروقار اور بارعب چہرہ اور اس پر سفیدی مائل گھنی داڑھی کے ساتھ سر پر کبھی پشاوری اور کبھی سندھی ٹوپی سجائے ہوئے مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید 13 دسمبر 1974ء کو حاجی اللہ بچایا کے ہاں ملتان کے علاقے شجاع آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ملتان سے حاصل کی بعد ازاں حفظ قرآن کی عظیم دولت سے جامعہ صدیقیہ کوٹ لکھپت لاہور سے سرفراز ہوئے اس کے بعد درس نظامی کے لئے ملک پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا اور وہیں سے 1995ء میں سند فراغت حاصل کی۔

CS CamScanner

دورانِ طالب علمی حضرت جھنگوی شہید کی کیسٹیں اور بیانات سن کران کے پروگرام اور مشن سے متاثر ہو کر اپنی تمام تر توانائیاں دفاعِ اصحاب رسولؐ کے لئے وقف کرنے کا عزم مصمم کرلیا چنانچہ اس عزم کی تکمیل کے لئے حضرت فاروقی شہید کی تشکیل کردہ سپاہ صحابہؓ اسٹوڈنٹس میں شمولیت اختیار کی اور اپنی حسن کارکردگی اور مخلصانہ جدوجہد کی وجہ سے جلد ہی ضلعی و ڈویژنل ذمہ داریوں کے بعد سپاہ صحابہؓ اسٹوڈنٹس پنجاب کے صدر اور بعدازاں مرکزی شوریٰ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔

پانچ بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر موجود مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید 16 فروری 1992ء کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ شادی کے کچھ عرصے بعد اللہ رب العزت نے انہیں یکے بعد دیگرے دو بیٹوں عثمان معاویہ، حسان معاویہ اور ایک بیٹی زہرہ سے نوازا۔ دونوں بیٹے حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہیں جبکہ حافظ عثمان معاویہ میڈیکل پارٹ ٹو کے اسٹوڈنٹ ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید نے اپنے آپ کو مکمل طور پر جماعت کے لئے وقف کردیا اور دن، رات مشن حق کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمہ تن مصروف عمل رہے اور مشن و کاز کی مضبوطی اور ترویج کے لئے جو ذریعہ اور موقع نظر آتا اس کو اختیار کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ بالخصوص شہادت سے کچھ عرصہ قبل دفاع پاکستان کونسل اور متحدہ دینی محاذ کے عنوانات سے جو اتحاد معرض وجود میں آئے اور اس اتحاد کے زیر اہتمام اہلسنت والجماعت کی میزبانی میں جو کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان کی کامیابی انہی کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ تھا۔

جیل اور کال کوٹھری سپاہ صحابہؓ کی قیادت و کارکنان کو حضرت جھنگوی شہیدؒ سے ورثہ میں ملی ہے چنانچہ شاذ و نادر ہی کوئی صوبائی یا مرکزی لیڈر ہو جس نے جیل کی زیارت نہ کی ہو، اس سنت یوسفی اور ورثہ اکابر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مولانا شمس الرحمٰن معاویہ بھی متعدد مرتبہ گرفتار ہوئے، پہلی دفعہ دور پرویزی میں 40 دن کے لئے پس دیوار زنداں رہے اور اس کے چند دنوں بعد پھر رہا ہو کر بھر کم نفری کے ذریعے گھر پر بلا جواز چھاپہ مار کر انہیں ان کے چھوٹے بھائی

CamScanner

قاری عبید الرحمٰن کے ساتھ گرفتار کر کے دو ماہ کے لئے جیل میں رکھا گیا تاہم جیل، ہتھکڑی بھی ان کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکی اور ان کے عزم و استقلال کو متزلزل نہ کر سکی، جیل سے رہائی کے بعد وہ پھر ایک نئے جذبے اور ولولے کے ساتھ جماعتی سرگرمیوں میں سرگرم نظر آنے لگے۔

ان کی اسی بے مثال جدو جہد اور عزم و استقلال اور قائدانہ صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے انہیں اولاً صوبہ پنجاب کا جنرل سیکرٹری بعد از اں صدر منتخب کیا گیا۔ ان کلیدی عہدوں پر رہتے ہوئے انہوں نے جماعتی کاز و نظریے کو بے مثال تقویت پہنچائی اور پنجاب بھر کے طوفانی دورے کر کے جماعتی تنظیم نو کا عمل مکمل کیا اور گلی گلی، کوچہ کوچہ عظمت اصحاب رسول کی صدائیں بلند کیں۔

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ ایک بہت ہی سچے اور کھرے آدمی تھے، کمال درجہ مستقل مزاجی اور مشن اور کاز کے ساتھ ٹوٹ کر محبت ان کے انگ انگ میں بسی تھی۔ وہ جماعتی کام میں کسی مشینی پرزے کی طرح متحرک تھے، ان کی زندگی ایک جہد مسلسل تھی۔ جماعت پر ہونے والی تنقید خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور نہایت عمدہ طریقے سے دلائل کے زور پر اپنے نظریے کا دفاع کرتے، ناقدین سے لڑنا جھگڑنا اور آپے سے باہر ہو جانا ان کے مزاج میں شامل نہ تھا۔

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے تعلقات ہر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ لوگوں کے ساتھ بڑے وسیع پیمانے پر تھے وہ جہاں بھی بیٹھے اور معاشرے کے جس فرد کو بھی ملے اپنے مشن اور اپنی جدو جہد کو زیر بحث لائے اور کسی بھی بڑی شخصیت اور بڑے عہدے سے مرعوب ہوئے بغیر با نگ دہل اپنے موقف کو بیان کر کے بھری محفل میں اپنا لوہا منواتے، وہ تمام حلقوں میں محترم تھے خصوصاً میڈیا اور اہل صحافت سے ان کے دیرینہ مراسم تھے لیکن یہ مراسم بھی خالصتاً جماعتی کاز کے فروغ اور اپنے نظریے کی تشہیر کے لئے تھے نہ کہ اس سے ان کی کوئی ذاتی منفعت یا مفاد وابستہ تھا چنانچہ ان کی شہادت کے بعد ایک معاصر روزنامے کے سینئر صحافی، تجزیہ کار اور کالم نگار سیف اللہ خالد ان کو ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں:

”شمس واقعی بہت ضدی نکلا، ایک نہ مانی اور تاج شہادت سر پر سجا کر رب کے

حضور پیش ہوا، ضدی اور خودغرض نے اپنی تمنا پوری کر لی اور نہ سوچا کہ وہ کسی کا بازو ہے کٹ گیا تو کیا ہوگا؟ وہ کسی کا سرمایہ ہے نہ رہا تو کیا بنے گا؟ وہ کسی کے بڑھاپے کی لاٹھی ہے ٹوٹ گئی تو سہارا کون بنے گا؟ ایک بار نہیں بار بار بحث ہوئی اور جھگڑا بھی، ہر ملاقات میں یہی موضوع زیر بحث آیا کہ حالات کیا ہیں، دشمن کے ارادے کیا ہیں اور وہ جن کی آنکھوں میں یہ صلح جو شخص کھٹکتا ہے ان کی سوچ کیا ہے؟ ہر بار بات یہیں آ کر ختم ہوتی کہ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتے؟ سیکورٹی کا بندوبست کیوں نہیں کرتے؟ ہمیشہ ایک ہی جواب ملتا کہ اللہ مالک ہے یار۔ اصرار کیا تو کہا آپ میرے بڑے بھائی ہیں حوصلہ مت توڑیں، زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے...... اور پھر وہی ہوا جو ہوتا آیا ہے، پاکستان کو اپنی چراگاہ سمجھنے والے پڑوسی ملک کے غنڈوں نے اس کامل صلح کن شخص کو گولیوں سے چھلنی کر دیا اور ایک بار پھر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ پڑوسی ملک کے ریموٹ پر چلنے والی مذہبی اقلیت کو قتل و غارت کی کھلی چھوٹ ہے۔ سچ یہ ہے کہ شمس کی موت پر دل و دماغ صدمے کی کیفیت میں ہیں، وہ شخص جو عمر بھر امن کے لئے لڑتا رہا آج اپنے ہی شہر میں گولیوں کا نشانہ بن گیا۔ سوچ ساتھ نہیں دیتی، ابھی کل وہ عثمان کے پنجاب کالج میں داخلہ پر مٹھائیاں بانٹ رہا تھا اور آج عثمان یتیم ہو گیا؟ شمس عشق صحابہؓ سے سرشار تھا، پنجاب بھر میں جہاں بھی توہین کا واقعہ ہوتا وہ کارکنوں کو کنٹرول کرتا اور ایک ہی جملہ کہتا، تھانے جاؤ اور پرچہ کٹاؤ، ہم کیوں لڑیں جب قانون ساتھ ہے تو۔ شمس کی شہادت پر عبیدالرحمٰن، سعیدالرحمٰن سے بڑھ کر تعزیت مولانا محمد احمد لدھیانوی سے بنتی ہے کہ جن کے پاس اب کوئی شمس الرحمٰن نہیں بلکہ اس جیسا بھی نہیں۔ یقین واثق ہے میرا اللہ شمس کی لغزشیں معاف فرمائے گا اور صحابہ و اہل بیت سے عشق کے بدلے اس کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔''

منصور اصغر راجہ بھی ایک بہترین کالم نگار اور ایک معاصر روزنامے کے تجزیہ کار اور رپورٹر ہیں وہ اپنے کالم بعنوان ''تری مرگ ناگہاں کا مجھے اب تک یقین نہیں ہے'' میں لکھتے ہیں: ''مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شخصیت گوناگوں صفات سے متصف تھی وہ مزاجاً اور عملاً ایک لیڈر نہیں کارکن تھے اور یہی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔ وہ جو اللہ والے کہتے ہیں کہ ایک عالم دین میں چار وسعتوں کا ہونا بے حد ضروری ہے، وسعت فکر، وسعت نظر، وسعت قلب

اور وسعت مطالعہ۔ بلاشبہ یہ چاروں خوبیاں مولانا شمس الرحمٰن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ کہنے کو تو وہ اہلسنت والجماعت کے صوبائی صدر تھے لیکن مجلس احرار سے جماعۃ الدعوۃ تک کوئی بھی دینی جماعت ایسی نہیں جس کے اسٹیج پر وہ دکھائی نہ دیتے ہوں۔ ہر کوئی انہیں اپنا خیال کرتا، جہاں گئے محبت کا پیغام دے کر گئے، وہ نہ صرف کارکنوں کے محبوب تھے بلکہ انہیں اکابر کا اعتماد بزرگوں کی بے پناہ شفقت بھی حاصل تھی۔ ان کی شہادت کے بعد میں نے مولانا عبدالرؤف فاروقی اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ جیسے حضرات کو زاروقطار روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ شمس الرحمٰن کے بعد ہم اب کس سے اپنے دل کی بات کہیں اور سنیں گے؟''

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ وسیع المطالعہ شخصیت تھے اور تنظیمی مصروفیات انہیں اس ذوق کی تسکین سے نہ روک سکیں چنانچہ راجہ صاحب مزید لکھتے ہیں: ''مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کچی پکی روٹی والے روایتی مولوی نہیں تھے، ان کا مطالعہ بے حد وسیع تھا، اس کا احساس مجھے پہلی بار تب ہوا جب ایک ملاقات میں دوران گفتگو میں نے مولانا سعد کاندھلوی صاحب کے ایک بیان میں کہی گئی بات کا حوالہ دیا تو فوراً بولے: ''یہ بات تو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں لکھی ہے'' اور پھر اکثر ایسا ہوتا کہ دوران گفتگو وہ جب اپنی بات پر کتاب اور مصنف کا حوالہ دیتے تو میں سوچتا رہ جاتا کہ جماعتی ذمہ داریوں کے سلسلے میں مولانا صاحب کا بیشتر وقت سفر میں گزرتا ہے پھر وہ مطالعے کے لئے کیسے وقت نکال لیتے ہیں؟''

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کا اپنی قیادت کی طرح تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت کے حوالے سے اصولی موقف تھا، اس حوالے سے ان کے رویے میں کوئی لچک نہیں تھی، صوبے بھر میں جہاں کہیں کوئی گستاخانہ کتاب چھپتی یا گستاخانہ تقریر ہوتی وہ اس مصنف اور مقرر کا فوراً قانونی تعاقب کرتے، اس دوران اگر پولیس یا انتظامیہ کا کوئی افسران کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کرتا تو اسے منہ کی کھانی پڑتی کیونکہ اس کا واسطہ مولانا شمس الرحمٰن سے پڑتا تھا، کسی حلوہ خور سرکاری درباری سے نہیں۔ چنانچہ ان کے دور صدارت میں سینکڑوں ایف آئی آر توہین صحابہ پر درج ہوئیں اور درجنوں گستاخوں کو گرفتار کر کے ان کو قرار واقعی سزا دی گئی۔

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے روشن کردار اور ان کی مدبرانہ قائدانہ صلاحیتوں کی بدولت

CamScanner

پنجاب بھر میں اہلسنت والجماعت کی منظم ورکنگ، انقلابی اقدامات، مذہبی سیاسی جماعتوں سے برادرانہ تعلقات، سیاسی جماعتوں کا عام انتخابات میں گستاخان صحابہ کو چھوڑ کر غلامان صحابہؓ سے اتحاد، غیر قانونی ماتمی مجالس کی بندش، میڈیا ٹاک شوز و دیگر نشریاتی ذرائع کے ذریعے مشن جھنگوی شہید کی نشر واشاعت، اپنوں کی نادانیوں کے باوجود جماعت کو اتحاد کی لڑی میں پرو کر ایک مالا کی صورت میں قائد اہلسنت، نواب زمانہ علامہ محمد احمد لدھیانوی دامت برکاتہم کی قیادت میں متحد و متفق رکھنا کسی بھی صورت قابل برداشت نظر نہیں آ رہا تھا چنانچہ ایرانی سبائی ٹولے نے اپنے گھناؤنے کردار پر عمل کرتے ہوئے ان کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔

6 دسمبر 2013ء بروز جمعہ جب وہ اپنی مسجد محمدیہ کریم پارک لاہور سے جمعہ کی نماز پڑھا کر گھر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو 4 موٹر سائیکل سواروں نے ان پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس میں وہ اور ان کا ڈرائیور عدنان شدید زخمی ہوا تاہم زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مولانا شمس الرحمٰن معاویہ قافلہ شہداء میں شامل ہو کر اپنے پیشرو قائدین سے جا ملے۔

قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی حفظہ اللہ اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں حفظہ اللہ کے بیرون ملک سفر کی وجہ سے اہلسنت والجماعت کے سرپرست اعلیٰ خلیفہ عبدالقیوم، مولانا اورنگ زیب فاروقی اور مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی موقع پر پہنچے اور جذبات سے لبریز کارکنان کو پُرامن رہنے کی تلقین کی۔ بعد ازاں شہید کی میت کے ہمراہ زبردست احتجاجی دھرنا دیا گیا جس میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں اہلسنت والجماعت کے قائدین نے پانچ مطالبات رکھے اور مطالبات تسلیم نہ ہونے تک دھرنا جاری رکھنے کا اعلان کیا تاہم حکومتی یقین دہانی اور کامیاب مذاکرات کے بعد 7 دسمبر 2013ء بعد نماز ظہر سرپرست اہلسنت والجماعت خلیفہ عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ کی اقتداء میں جامع مسجد شہداء کے سامنے مال روڈ پر ہزاروں کے مجمع نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور جدائی کی آہوں اور سسکیوں میں ہزاروں سوگواروں نے اپنے محبوب لیڈر کو قبر میں اتار دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

مولانا قاری سعید الرحمٰن شہید رحمہ اللہ

قاری عبدالمجید شہید رحمہ اللہ و رفقاء

﴿شہادت 7 دسمبر 1994ء﴾

درمیانہ قد، مناسب اعضاء، کشادہ پیشانی، ایمانی جذبات سے لبریز گوری رنگت والا چہرہ، اس پر موٹی موٹی آنکھیں، چہرے پر سیاہ گھنی داڑھی، اجلا لباس، سر پر جالی دار ٹوپی اور خوشبو سے معطر خوش پوش، نفاست پسند، شگفتہ طبیعت، ملنسار، ہنس مکھ، مہمان نواز سپاہ صحابہ کراچی ڈویژن کے نوجوان، فعال، متحرک، نڈر و بے باک صدر و قائد مولانا قاری سعید الرحمٰن شہید یکم شوال ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۷ء عید الفطر کے روز موضع ماڑی میاں ضلع بہاولنگر میں قاری دین محمد کے ہاں پیدا ہوئے، گویا قاری صاحب کو اس روز دو خوشیاں حاصل ہوئیں ایک عید الفطر کی اور دوسری سعید و صالح فرزند ارجمند کی۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے جرنیل اوّل مولانا ایثار القاسمی شہید سے کمال درجے مشابہت و مماثلت رکھنے والے قاری سعید الرحمٰن نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ خالصتاً دینی و مذہبی ماحول تھا آپ کے والد ایک دینی مدرسے کے مدرس تھے جبکہ والدہ گھر میں محلے کی بچیوں کو قرآنی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتی تھیں۔ اس لئے قاری صاحب کے کانوں میں بچپن ہی سے قرآن مجید کی آواز گونجنے لگی اور ماحول کی برکت سے ان کا دل بھی حفظ قرآن کی طرف مائل ہوا چنانچہ چھ سال کی عمر میں آپ کو مدرسہ امدادیہ حاصل پور میں داخل کروادیا گیا اور ابتدائی قاعدہ اور ناظرہ پڑھنے کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں حفظ قرآن کی عظیم سعادت سے بھی سرفراز ہوگئے۔

اللہ رب العزت نے قاری سعید الرحمٰن کو ذہن و حافظے کے ساتھ حسن صوت کی دولت

CS CamScanner

سے بھی مالا مال فرمایا تھا، دوران حفظ ہی اپنے والد ماجد سے علم تجوید وقراءت حاصل کیا اور ...
دوران مختلف اداروں کی طرف سے منعقد ہونے والے حسن قراءت کے مقابلوں میں ...
مرتبہ اوّل پوزیشن حاصل کی۔ تکمیل حفظ کے بعد آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولانا
عبدالکریم سے حاصل کی، بعدازاں اپنے سرپرستوں کی اجازت سے مدرسہ اشاعت العلوم
چشتیاں میں داخلہ لیا اور مختلف اساتذہ سے درجہ متوسطہ تک کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد
مولانا اللہ بخش (مظفر گڑھ)، مولانا منظور احمد (ڈی جی خان)، مولانا عبدالغنی، مولانا ایوب
ودیگر اساتذہ وشیوخ سے نحو، صرف، منطق، فلسفہ، تفسیر وحدیث ودیگر علوم وفنون کی تکمیل کی۔
مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے شوال ۱۴۰۸ھ میں ملک پاکستان اور عالم اسلام کی مشہور دینی
درسگاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخل ہوگئے اور وہاں مفتی احمد
الرحمٰن، مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا حبیب اللہ مختار شہید، مفتی نظام الدین شامزئی شہید، مولانا
یوسف لدھیانوی شہید، مولانا عبدالسلام چاٹگامی، موجودہ مہتمم جامعہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر،
مولانا فضل محمد، مولانا عطاء الرحمٰن جیسے شیوخ حدیث اور اساطین علم سے کسب فیض کر کے
۱۴۰۹ھ میں دورہ حدیث شریف مکمل کر کے درسِ نظامی کی تکمیل کر کے فراغت حاصل کی۔

دورہ حدیث شریف ہی کے سال مسجد اکبر پی ای سی ایچ ایس کراچی میں امامت و
خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے، اسی دوران امیر عزیمت، امام ئی انقلاب، مجدد وقت
مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے انجمن سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی تو ان کے مقدس مشن وکاز
سے متاثر ہو کر انجمن سپاہ صحابہ میں شمولیت اختیار کی۔ دورانِ تعلیم ہی بطور کارکن ورضاکار
حسب حال واستطاعت تحفظ اصحاب رسولؐ کے لئے کام کرتے رہے تاہم تحصیل علم سے
فراغت کے بعد اپنے آپ کو مستقل طور پر دفاع اصحاب رسولؐ کے لئے وقف کر دیا۔ اہل خانہ
کی طرف سے وطن واپسی کے تقاضے شروع ہونے کے باوجود آپ نے دفاع صحابہؓ کے لئے
زرخیز سرزمین کراچی میں ہی قیام کو پسند فرمایا اور یہیں پر مشن کی تکمیل کے لئے سردھڑ کی بازی
لگادی۔

قاری سعید الرحمٰن کی اولوالعزمی، بلند ہمتی، استقامت، استقلال اور مشق جھنگوی شہیدؒ

ے والہانہ عقیدت و محبت اور اس پر مر مٹنے کا جذبہ رکھنے کی وجہ سے آپ کو جلد ہی کراچی ڈویژن کا ڈپٹی سیکرٹری منتخب کردیا گیا۔ آپ قیادت کے اعتماد پر مکمل طور پر پورا ترے اور دشمنان اصحاب رسول کے کفریہ عقائد اور دجل و فریب کو واضح اور آشکارا کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی اور اپنے آپ کو مکمل طور پر ناموس صحابہؓ کے تحفظ کے لئے وقف کردیا۔ آپ ہر روز کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی تربیتی نشست، جلسے، سیمینار یا مظاہرے واحتجاج کی صورت میں کارکنوں سے ضرور مخاطب ہوتے۔ چنانچہ کبھی ایسا بھی ہوا کہ ۲۲ رجمادی الثانیہ کو مدح صحابہ جلوس کی قیادت کی اور دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد جب جسم چور چور ہوجاتا تو آرام کرنے کے بجائے رات کو کوئی یونٹ میں تربیتی نشستوں سے خطاب کرتے۔ خود جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق شہید فرماتے تھے کہ قاری سعید الرحمٰن بہت ہی نڈر اور بے باک مجاہد تھے، جب گولیاں چل رہی تھیں، لاشیں اٹھ رہی تھیں، جنازے پڑھے جارہے تھے، لوگ گھروں میں دبک کر بیٹھ رہے تھے، مساجد ویران ہورہی تھیں ایسے عالم میں کوئی شخص تصور کرسکتا ہے کہ ایک شخص جماعت کا یونٹ روزانہ کھولتا ہے، تربیتی پروگراموں میں خطاب کرتا ہے اور اپنی مسجد میں قرآن پاک کا درس دیتا ہے وہ شخصیت قاری سعید الرحمٰن تھے۔ مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید فرماتے تھے کہ ایسا مجاہد اور مخلص نوجوان کم ملے گا جس نے پورے کراچی میں رافضیت کا ناطقہ بند کردیا تھا۔

مولانا ایثار القاسمی شہید کی شہادت کے بعد جب مولانا اعظم طارق شہید کو جماعت کا مرکزی صدر منتخب کرکے جھنگ بلالیا گیا تو کراچی کے کارکنان اور ساتھی غمزدہ اور افسردہ رہنے لگے اور جماعت میں ایک مایوسی کی فضاء چھانے لگی کہ اب ہوگا تو کیا ہوگا؟ ان حالات میں کراچی ڈویژن کی صدارت کے لئے قیادت کی نظریں ایک مرتبہ پھر قاری صاحب کی طرف اٹھیں اور ان کو کراچی ڈویژن کا صدر منتخب کرلیا گیا۔ پھر ہمت، جرأت، شجاعت کا پیکر، عزم بالجزم اور عمل مستحکم کا خوگر قاری سعید الرحمٰن ہی تھا جس نے ان شکستہ دلوں کو جوڑا اور کام کو جاری رکھا۔

کراچی ڈویژن کی صدارت ملنے کے بعد قاری سعید الرحمٰن پہلے سے زیادہ فعال اور

CamScanner

متحرک ہو چکے تھے انہوں نے اپنے دورِ صدارت میں کبھی جعفر طیار میں دشمن کو للکارا، کبھی گولیمار میں اپنی گرج دکھائی، کبھی کھارادر میں دشمن کے سینے پر مونگ دلا اور کبھی نیو کراچی، ناگن چورنگی، برنس روڈ، لیاقت آباد میں دشمن کو للکارا تو کبھی مجاہد کالونی ناظم آباد میں اہلِ تشیع کو چیلنج دیا اور کبھی ریگل چوک پر وقت کی انتظامیہ کو لگام ڈالی اور دو سال کے مختصر عرصے میں کراچی کے گلی کوچوں، بازاروں اور چوک چوراہوں پر عظمت اصحاب رسول کے لازوال ترانے بلند کیے۔ خلفائے راشدین کے ایامہائے شہادت اور وفات پر عام تعطیلات کے لئے زبردست تحریکیں چلائیں اور اس میں ایک دفعہ آپ کی گرفتاری بھی ہوئی چنانچہ حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ اور قاری سعید الرحمٰن پر مقدمہ قائم ہوا، کچھ دن بعد آپ کی ضمانت ہوئی اور دو سال بعد مقدمے سے باعزت بری ہوئے۔

قاری سعید الرحمٰن شہید نے اپنے دورِ صدارت میں کئی یادگار کانفرنسیں منعقد کروائیں جس میں خصوصیت کے ساتھ شہرت پیغمبر انقلاب کانفرنس برنس روڈ اور شہدائے اسلام کانفرنس لیاقت آباد کو حاصل ہوئی۔ اوّل الذکر کانفرنس میں علامہ علی شیر حیدری شہید، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید اور ثانی الذکر کانفرنس میں علامہ محمد اعظم طارق شہید اور علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے خصوصی خطابات ہوئے اور جس طرح آج قائد اہلسنت، فخر اہلسنت، جبل استقامت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ کو خطاب دینے کے بعد ان کا استقبال ان نعروں سے کیا جاتا ہے کہ ”یہ چڑھتا سورج...... فاروقی، سورج کی کرنیں...... فاروقی، یہ بہتا دریا...... فاروقی، دریا کی روانی...... فاروقی“ وغیرہ وغیرہ اسی انداز میں قاری سعید الرحمٰن جب علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کو دعوت خطاب دیتے تو انہی نعروں سے استقبال کرتے بلکہ درحقیقت ان نعروں کے موجد اور بانی قاری سعید الرحمٰن شہید ہی تھے۔

اللہ رب العزت نے قاری سعید الرحمٰن کو دینی غیرت وحمیت، جرأت وشجاعت میں کمال درجہ عطا فرمایا تھا۔ اہل تشیع کی طرف سے سپاہ صحابہ کراچی کے دفتر پر حملہ اور حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تو قاری سعید الرحمٰن نے احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کے غلیظ انسان ساجد نقوی نے اپنی قیادت میں یہ خباثت کروائی ہے میں تو حافظ

CS CamScanner

صاحب کے حوصلہ کی داد دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ "اگر حافظ صاحب نہ ہوتے تو کوئی رافضی زندہ واپس نہ جاتا، کسی تنظیم کے مرکز پر حملہ آسان بات نہیں، کارکنو! تم بھی نوٹ کرو انتظامیہ بھی سن لے کہ ہم اپنے مرکز پر حملہ برداشت نہیں کریں گے، اس کا انتقام لیا جائے گا، رافضیت سن لے کل اس نے میرے مقدس پرچم کی توہین کی، اب کراچی کے ہر باڑے کا پرچم جلایا جائے گا، تم نے اس پرچم کی توہین کی ہے جو صحابہ کی عظمتوں کا پرچم ہے، آج سے چار سال پہلے ساجد نقوی نے آگرہ تاج میں جلوس نکالنے کا اعلان کیا تھا، اس وقت میرے جرنیل نے جلوس روکا تھا اور ساجد نقوی وہ چار سال پہلے کا زمانہ تھا تو آج کراچی میں موجود ہے، آج میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ تو چل آگرہ تاج اور جلوس کی قیادت کر اگر تو زندہ واپس آجائے گا تو مجھے گولی مار دینا..... سنو جس دن سپاہ صحابہؓ انتقام پر اتر آئی تو اس دن کراچی رافضیت کا قبرستان بن جائے گا۔"

دشمنان اصحاب رسول کے لئے ننگی تلوار قاری سعید الرحمٰن میں تواضع وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اعزہ، اقرباء، دوست احباب کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے، شگفتہ مزاجی ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی اپنی ہمت واستقامت کے بقدر ہر آنے والے مہمان کا اکرام کرتے۔ شادی کے کچھ دن بعد اہلیہ سے فرمانے لگے کہ شادی پر جو میں نے پانچ چھ کپڑے بنائے تھے ان کو دھو کر استری کر دیں، جیل کے بعض ساتھیوں کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں ان کو ضرورت ہے، دیکر آنے ہیں۔ گھر والوں نے ہر چند منع کیا کہ یہ شادی کے کپڑے ہیں نہ دیں اور بہت سے کپڑے ہیں ان میں سے آپ جتنے چاہیں دے آئیں مگر قاری صاحب نے ایک نہ مانی اور وہ کپڑے جیل میں اسیر کارکنوں کو دے آئے۔

قاری سعید الرحمٰن شہید کی سیرت کارکنان سپاہ صحابہ کے لئے روشن باب اور نمونہ عمل ہے ان کی زندگی کا ایک ایک ورق قابل تقلید ہے، ان کا جینا مرنا صرف اور صرف مشن جھنگوی شہید ہی تھا وہ ایک مردم شناس، دوربین اور صاحب فراست قائد اور لیڈر تھے جس کی واضح دلیل علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ کا وجود مسعود ہے جن کو قاری سعید الرحمٰن اظہر نے ہی معین آباد لانڈھی یونٹ کا صدر بنایا تھا اور قاری صاحب کی ہی صاحب فراست نظر انتخاب تھی کہ ان

CamScanner

کا لگایا ہوا پودا ایک تناور پھل دار درخت بن چکا ہے جس نے رافضیت کو ناک و چنے چبوائے
دن میں تارے دکھائے اور رافضیت کے تابوت میں ایسی کیلیں لگائیں جس کو نسل خمینیہ
قیامت تک یاد رکھے گی یہ یقیناً قاری صاحب کا صدقہ جاریہ ہے اور آج بھی قائد محترم علامہ
اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ قاری سعید الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کو "میرے مربی و محسن" جیسے الفاظ سے
یاد کرتے ہیں۔

۳؍رجب المرجب ۱۴۱۵ھ/ مطابق ۷؍دسمبر ۱۹۹۴ء قاری صاحب معمول کے مطابق
گھر سے مسجد کی طرف تشریف لے جانے لگے تو اہلیہ نے اصرار کیا کہ کھانا پک چکا ہے بچوں
کے ساتھ مل کر کھانا کھالیں، قاری صاحب بیٹھ گئے اور گھر پر ہی عشاء کا کھانا قبل از عشاء تناول
فرمایا اور پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے، نماز پڑھائی اور حسب معمول درس دیا ابھی درس ختم
ہوا ہی تھا اور آپ نمازیوں کے ساتھ مسجد کے صحن میں تھے کہ دو جیپوں میں ایرانی تربیت یافتہ
شیعہ دہشت گردوں نے مسجد کے دونوں دروازوں سے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس
سے قاری سعید الرحمٰن سمیت ۱۲ نمازی جام شہادت نوش فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

واقعہ کے فوراً بعد حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ ودیگر ذمہ داران موقع پر پہنچے اور شہداء کی
لاشیں وہاں سے منتقل کیں، تھوڑی دیر میں مفتی نظام الدین شامزئی اپنے احباب کے ہمراہ
تشریف لائے اور جب تک جنازہ پڑھ کر لاشیں ہوائی جہاز کے ذریعے نہیں بھجوادی گئیں
واپس تشریف نہیں لے گئے بلکہ جب مفتی شامزئی شہید کو معلوم ہوا کہ شہداء کی لاشیں بذریعہ
بس بہاولنگر روانہ کی جائیں گی تو مفتی صاحب نے انکار فرمادیا اور مفتی جمیل احمد خان رحمہ اللہ کو
اشارہ فرمایا تو انہوں نے فوراً ہوائی جہاز کے ٹکٹوں کا انتظام کیا چنانچہ مفتی نظام الدین شامزئی
کی امامت میں نماز جنازہ ادا کر کے میت کو لاہور بھیجا گیا جہاں مولانا اعظم طارق ہزاروں
کارکنوں کے ساتھ موجود تھے۔ وہاں دوسرے جنازے کی امامت مولانا اعظم طارق نے
سرانجام دی پھر وہاں سے میت قافلے کی صورت میں بہاولنگر روانہ ہوئی۔ راستے میں کئی جگہ
کارکنوں نے جنازہ روکا اور شہداء کی زیارت کی۔ بالآخر قافلہ رات دس بجے جامع العلوم عیدگاہ
بہاولنگر پہنچا جہاں بلا مبالغہ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آ رہا تھا۔ تیسری دفعہ امامت

CS CamScanner

کے فرائض علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ نے سرانجام دیئے۔ جنازہ کے بعد رات گیارہ بجے تابوت اپنے گاؤں حافظ آباد میں لائے گئے اور صبح نو بجے عزیز وا قارب اور گاؤں کے گرد و نواح کے بزرگ اور علاقے کے لوگوں نے جو رات کو جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے ان کے والد قاری دین محمد کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی بعد ازاں شہداء کو دین پور شریف کے تاریخی قدیمی قبرستان لایا گیا جہاں شہید منبر و محراب، شہید ناموس اصحاب رسول، صدر سپاہ صحابہ کراچی ۲۷ سالہ ممتاز عالم دین قاری سعید الرحمٰن، قاری عبدالمجید عرف علامہ نظامی کو اپنی اپنی قبروں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہ را

CS CamScanner

انجینئر الیاس زبیر شہیدؒ، قاری شفیق الرحمٰن علویؒ شہید

20 نومبر 2009ء کو یہ خبر کارکنان وعوام اہلسنت کے لئے برق بن کر گری کہ ان کے ہر دلعزیز رہنما وکیل اصحاب رسول انجینئر الیاس زبیر اور پیکر صدق ووفا قاری شفیق الرحمٰن علوی کو ایرانی تربیت یافتہ شیعہ دہشت گردوں نے گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ غالباً تنظیمی مصروفیت سے فراغت کے بعد الیاس زبیر شہید قاری شفیق الرحمٰن علوی شہید کو ان کی رہائش گاہ چھوڑنے تشریف لے جا رہے تھے اور ابھی گھر پر اتار کر رخصت ہو ہی رہے تھے کہ ہر دو حضرات پر گولیوں کی بارش کر دی گئی۔ انہوں نے بہادر سپوتوں کی طرح ساری گولیاں سینے پر کھائیں اور موقع پر ہی شہدائے اہلسنت کے عظیم قافلہ سے جا ملے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

انجینئر الیاس زبیر شہید رحمہ اللہ:

شہید ناموس صحابہؓ الیاس زبیر شہید چونکہ ناگن چورنگی کے رہائشی تھے اور مرکز اہلسنت جامع مسجد صدیق اکبرؓ کے قریب ہی ان کی کاروباری مصروفیت تھی، اس وقت وہاں کے امام وخطیب جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق شہید تھے، وہ بانی سپاہ صحابہؓ میر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی پرخلوص دعوت پر انجمن سپاہ صحابہ میں باضابطہ شمولیت اختیار کر چکے تھے چنانچہ محترم الیاس زبیر شہیدؒ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انہوں نے مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کی رفاقت ومعیت میں سرزمین شہدائے ناموس صحابہ شہر کراچی میں تحریک مدح صحابہ ودفاع صحابہ کی بنیاد ڈالی اور اس کے بعد منصب شہادت کے حصول تک اپنی پوری کی

CS CamScanner

پوری توانائیاں اور قول وعمل کی ساری قوتیں عظمت و ناموس صحابہ کے دفاع وتحفظ میں صرف کیں۔ الیاس زبیر شہیدؒ نے اپنی زندگی کا محور عشق رسولؐ وآل واصحابؓ رسول کو بنایا اور اپنی پرخلوص اور انتھک جدوجہد کے ذریعے شہر کراچی کے طول وعرض میں بہت تھوڑے عرصے میں ہزاروں نوجوانوں کے قلوب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق ومحبت سے گرمادیا۔ سینکڑوں نوجوان ان کی محنت وکوششوں سے دین کے قریب آئے اور مقام صحابہ سے روشناس ہوئے۔ ان کے قلب میں عشق صحابہ واہل بیت کی جو چنگاری تھی اس نے ہزاروں قلوب میں ایمانی حرارت بہم پہنچائی۔ خود ان کی طبیعت کی سیمابی کیفیت، بے چینی اور بے قراری صرف اور صرف دفاع صحابہؓ کے لئے تھی جس شہر میں وہ مشن حق نواز جھنگوی شہیدؒ کو لے کر دیوانہ وار گھوم رہے تھے اس میں لسانی وسیاسی جماعتوں کی اکثریت رافضیت کی پشت پناہ ہے۔ سیاسی قوت اور اپنی دولت کے بل بوتے پر یہ لوگ اہلسنت کے عقائد وایمان سے کھیلتے ہیں۔ الیاس بھائی نے بھی اہلسنت عوام کے ایمان کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگادی اور اپنے مقدس مشن میں کامیاب ہوگئے۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

انجینئر الیاس زبیر شہید ان اہل عزیمت لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اصحاب رسول وآل رسول کے تحفظ ودفاع کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ وار دیا اور یہ کوئی روایتی جملے نہیں یا ایک کارکن کا اپنے قائد سے عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ حقیقت ہے جس کی واضح دلیل آج بھی ان کی فیملی کے استعمال میں رہنے والا کرائے کا مکان ہے۔

الیاس بھائی شہید کی سیرت کا ایک نمایاں وصف قوت برداشت تھی، غیروں کے تیروں کو تو انسان برداشت کرلیتا ہے لیکن قربان جاؤں الیاس زبیر کی عظمت پر کہ وہ اپنوں کے زہریلے نشتر بھی مسکرا کر سہہ جاتے اور اکثر فرمایا کرتے کہ ہماری تربیت جرنیل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق شہیدؒ نے کی ہے جو فرمایا کرتے تھے کہ سپاہ صحابہ کے کارکن کا سینہ سمندر کی طرح وسیع ہونا چاہئے جو ہر چیز کو اپنے اندر سمولیتا ہے۔ اسی طرح

CamScanner

سپاہ صحابہ کا ہر کارکن اپنوں اور پرایوں کے زخموں کو برداشت کرتے ہوئے جانب منزل رواں دواں رہے۔

انجینئر الیاس زبیر شہید ان باہمت اور صاحب استقامت لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے اپنی زندگی کی کئی بہاریں اسیری میں گزاریں اور ایک وقت وہ بھی تھا کہ تین تین سال کی اسیری مولانا عبدالغفور ندیم اور حضرت موصوف ایک ساتھ گزارتے اور اس حوالے سے جیل کے اندر اور باہر ان کی جوڑی مشہور ہوگئی تھی جس کا اظہار علامہ ندیم نے الیاس بھائی کے جنازے پر بھی کیا تھا۔ مزید تفصیل کے لئے علامہ ندیم شہید کی کتاب ''گرفتاری سے سزائے موت تک'' کا مطالعہ کریں۔

آج جب اہلسنّت والجماعت کا ایک ایک کارکن سینہ تان کر بلند حوصلے اور جذبے کے ساتھ قائد اہلسنّت فخر اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی حفظہ اللہ کی قیادت میں جانب منزل رواں دواں ہے اس کو یہ بات قطعاً نہیں بھولنی چاہئے کہ اس کے مشن کے عروج اور مقبولیت کے پیچھے انجینئر الیاس زبیر، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، علامہ عبدالغفور ندیم ودیگر شہداء واسیران کی وہ کڑیل جوانیاں اور جوانیوں کی کئی ایسی بہاریں بھی ہیں جس کو انہوں نے پس دیوار زنداں تو گزار دیا، اپنی داڑھیوں کی سیاہی کو سفیدی میں تو تبدیل کروادیا، اپنے جسم کو ظلم وبربریت کا نشانہ تو بنوادیا، قید گرفتاری، ظلم وتشدد، مار پیٹ، لالچ، دھمکی جیسے ہر حربے کو ناکام بنادیا لیکن بانی سپاہ صحابہؓ کے مشن سے ذرا بھی غداری نہ تصور تک نہیں کیا یقیناً اگر ان اولوالعزم، باہمت لوگوں کے قدم اس وقت ڈگمگا جاتے، حالات کے قدموں میں یہ سرنگوں ہوجاتے تو شاید کراچی میں اہلسنّت کو دیوار سے لگادیا جاتا۔

قاری شفیق الرحمٰن علوی شہید رحمہ اللہ:

پیکر صدق ووفا قاری شفیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ متواضع، سادہ اور شگفتہ طبیعت کے حامل تھے، کراچی کے سنگلاخ ماحول میں آپ نے نہایت محنت وجانفشانی کے ساتھ مدح اصحاب رسول واہل بیت عظام کے دفاع اور تحفظ کے پھول کھلائے۔ کراچی کے ماحول

CamScanner

ہیں جہاں گلی کوچوں میں لاشیں، ہر آئے دن کسی نہ کسی اہلسنت کی ٹارگٹ کلنگ، قدم قدم پر خوف ودہشت کے سائے اپنے اور پرایوں کے لگائے گئے زخم، ایسے پر آشوب ماحول میں قاری صاحب مشن حق کی ترویج واشاعت میں اپنی سادگی میں متانت وسنجیدگی کے ساتھ اخبارات ورسائل کے ذریعے ہمہ تن مصروف عمل نظر آتے۔

آج تو سرپرست اہلسنت، جانشین شہداء وامین مشن شہداء، نواب زمانہ، عالم اسلام کے عظیم رہنما علامہ محمد احمد لدھیانوی صاحب حفظہ اللہ کی بصیرت افروز قیادت کی وجہ سے شاید ہی کوئی ایسا ٹی وی چینل ہو جس میں واضح انداز میں ہمارا جماعتی ذمہ دار اپنے موقف کی وضاحت نہ کررہا ہو اور شہداء کی قربانیوں کی برکت سے آج صرف ایک فیکس کے ذریعے ہماری خبر اخبار کی زینت بن جاتی ہے تاہم ایک وقت وہ بھی تھا کہ کراچی کا چھوٹے سے چھوٹا اخبار ہماری خبر لگانے کو تو درکنار لینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوا کرتا تھا تاہم یہ قاری صاحب کی انتھک محنت وجدوجہد تھی کہ وہ کڑکتی دھوپ اور سلگتی گرمی میں بھی ایک ایک اخبار کے دفتر جاکر جماعتی خبر پہنچاتے اور ان کی منت سماجت کرکے اخبار کی زینت بنواتے پھر ان کی محنت کا ثمرہ یوں بھی ظاہر ہوا کہ جنگ جیسے بڑے اور کثیر الاشاعت اخبارات میں خلفائے راشدینؓ کے ایامہائے وفات وشہادت پر خصوصی مضامین اور قائدین کے ایام شہادت پر خصوصی تحاریر قاری شفیق الرحمٰن علوی کے نام سے نظر آئیں۔

مجھے اچھے طریقے سے یاد ہے کہ کراچی میں مسئلہ ختم نبوت کے عنوان پر آل مذہبی جماعتوں کا تاریخ ساز جلسہ نمائش چورنگی پر منعقد ہوا تھا میں اپنے احباب کے ہمراہ اسٹیج کے عقب میں کھڑا تھا قریب میں ایک بڑی سیاسی مذہبی جماعت کے بڑے رہنما صحافیوں کے جھرمٹ میں اپنا مافی الضمیر بیان کررہے تھے کہ اچانک دور سے انتہائی متواضع انداز اور اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ قاری شفیق الرحمٰن صاحب نمودار ہوئے تو صحافیوں کی جماعت قاری صاحب کو دیکھتے ہی ''قاری صاحب آگئے، قاری صاحب آگئے'' کی آوازیں لگاتے ہوئے ان کی طرف دوڑتے اور ان کو اپنے جھرمٹ میں لے کر سوالات کی بوچھاڑ کرنے لگے اور یہاں یہ رہنما کھڑے مایوسی سے دیکھتے دیکھتے اور دیکھتے چلے گئے۔

CamScanner

بہر حال قاری صاحب کے مشن کو بعد ازاں علامہ ندیم شہید رحمہ اللہ اور پھر اس کے بعد مولانا احسان اللہ فاروقی شہید اور مولانا اکبر سعید فاروقی شہید لے کر چلے اور اچھے انداز سے اپنے حصے کا کام کر کے جماعتی کاز کو عروج تک لے گئے لیکن اس شعبہ کی بنیاد قائم کر کے اس کو پروان چڑھانے والی شخصیت شہید ناز قاری شفیق الرحمٰن علوی شہید ہی تھے۔ دل تو چاہتا تھا کہ ان صحابہ کے پروانوں کے حوالے سے کچھ تفصیل لکھتا تاہم پریس میں جاتی کاپی اس سے زیادہ کی متحمل نہیں تھی، زندگی باقی تذکرہ باقی انشاء اللہ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان صحابہ را

CamScanner

مولانا محمد امین شہید

جوانسان بھی اس دنیا میں آیا بالآخر اسے اس دارِفانی سے رخصت ہونا ہے اور ہر انسان کے رخصت ہونے سے اس کے متعلقین کو جدائی کا صدمہ ہونا بھی ایک فطری امر ہے، تاہم معدودے چند افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اس دنیا سے رخصت ہونے کا صدمہ ذاتی اور خاندانی دائرے میں نہیں بلکہ قومی، ملی اور عالمی سطح پر محسوس کیا جاتا ہے اوران کی کمی کا پورا ہونا مشکل ہوتا ہے۔

مولانا محمد امین شہید رحمہ اللہ کی شخصیت ایسی ہی جامع شخصیت تھی، کسی عظیم شخصیت کی خصوصیات کو احاطۂ تحریر میں لانا ایک دشوار کام ہے، مولانا محمد امین رحمہ اللہ کی ذات گرامی صفات حسنہ کا مجموعہ تھی، آپ ایک جید مدرس اور استاذ الحدیث، بہترین شعلہ نواں خطیب، عمدہ صفات کے حامل قائد ولیڈر، محافظ ختم نبوت، پاسبان ناموس صحابہؓ، یادگارِ اسلاف، مسلکی غیرت وحمیت سے سرشار، انتہائی سادہ، منکسر المزاج، دینی ومذہبی شجاعت وغیرت کے حامل ایک پاکباز اور باکردار انسان تھے۔ آپ نے اپنی تمام تر زندگی اوراس کی بہاریں دین کی ترویج واشاعت میں گزاریں۔ بچپن سے لے کر جوانی تک تحصیل علم کے لئے وقف رہے اور جوانی سے تادم شہادت اُس علم کی تابانیوں سے چاردانگ عالم کو جگمگاتے رہے، ان کو دنیا سے رخصت ہوئے تقریباً پانچ سال کا عرصہ بیت چکا ہے لیکن دل ہے کہ کسی صورت یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں کہ آپ ہم سے جدا ہو چکے ہیں، ان کا تذکرہ لکھنے کے لئے کاغذ، قلم تھاما تو ان کی یاد ایک مرتبہ پھر شدت اختیار کرگئی، ان سمیت اپنے دیگر شہداء قائدین وساتھیوں کی یادوں میں گم سم ہوگیا اور کافی دیر تک ان عالی صفات شخصیت کے بلند کردار اور راہِ عزیمت کی اولوالعزم زندگانی کو یاد کرتا رہا، باوجودیکہ مولانا محمد امین کے حوالے سے ان کے برادر صغیر معروف کالم نگار مولانا عبیدالرحمٰن روفی حفظہ اللہ کی کتاب ''تذکرہ مولانا محمد امین شہیدؒ''

بالاستیعاب مطالعہ کر چکا تھا تاہم ایک مرتبہ پھر اس ''تذکرے'' پر نظر ڈالی اور مولانا امین شہید رحمہ اللہ کی دینی غیرت وحمیت سے معمور زندگی کے گوشوں سے مخمور ہوتا رہا۔

مولانا محمد امین شہید رحمہ اللہ 1968ء میں پنجاب کے شہر پاکپتن کے قریب واقع بستی ملکہ بانس میں پیدا ہوئے، کم عمری میں حفظ قرآن کی دولت عظمیٰ سے مالا مال ہونے کے بعد آپ 1982ء میں درس نظامی پڑھنے کے لئے کراچی تشریف لائے، درجہ متوسطہ جامعہ فاروقیہ، درجہ اولیٰ جامعہ بنوری ٹاؤن، درجہ ثانیہ وثالثہ جامعہ ہی کی شاخ مدرسہ گلشن عمرؓ سہراب گوٹھ میں پڑھ کر بقیہ پانچ سال علم وعمل کے عالمی مرکز جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں گزار کر 1992ء میں سند فراغت حاصل کی۔

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد عرصہ دو سال کراچی کے علاقے سعید آباد میں اپنے نانا مرحوم کی قائم کردہ معروف دینی درسگاہ جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم میں درجہ ثالثہ تک کے اسباق پڑھاتے رہے جبکہ 1994ء میں ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا میں آپ کا بطور مدرس تقرر ہوا اور تادم شہادت آپ جامعہ ہی سے وابستہ رہے، آپ کا شمار جامعہ کے قابل ترین اساتذہ میں ہوا کرتا تھا اور آپ طالبان علوم نبویہ کے دلوں میں راج کیا کرتے تھے، آپ نے ہردلعزیز استاد کے روپ میں تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور عربی ادب کے اسباق پڑھائے، میری آپ کے کئی شاگردوں سے ملاقات ہوئی جو آپ کے تدریسی انداز، ملکۂ افہام اور حل سبق کے حوالے سے رطب اللسان نظر آئے اور آپ کی شفقتوں اور عنایتوں کے طویل تذکرے کرتے رہے یقیناً یہ ایک کامیاب مدرس اور استاد کی عنداللہ وعندالناس مقبولیت کی واضح علامات ہیں۔

1988ء میں حرکۃ المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمٰن خلیل مدظلہ کی معیت میں آپ نے روس کے خلاف جہاد افغانستان میں حصہ لیا، مختلف محاذوں پر دو مہینے گزار کر آپ کی واپسی ہوئی، اس سفر کا تمام خرچہ امام اہلسنّت مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ نے اپنی جیب سے دیا تھا، مزید برآں بابری مسجد کی شہادت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بھی آپ زخمی ہوئے۔

1993ء میں آپ نے کسی دوست سے 30 ہزار روپے قرض لے کر تجارت کا آغاز کیا،

CamScanner

اس رقم سے خریدا ہوا چند گز کا ایک پلاٹ 49 ہزار میں فروخت ہوا جو اگلے چند سالوں میں 3 لاکھ سے تجاوز کر گیا، اس رقم سے پھر اتحاد ٹاؤن میں ایک ایکڑ زمین خریدی جو اگلے کچھ سالوں میں 24 لاکھ میں فروخت ہوئی جس سے آپ نے چھوٹے موٹے مختلف کاروبار شروع کیے، آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ آسودہ حال تھے تاہم مالی وسعت کے ساتھ خلاق عالم نے آپ کو قلبی وسعتوں سے بھی نوازا تھا۔

2000ء میں آپ پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے نوازے گئے، دوسرا حج آپ نے 2002ء میں کیا جبکہ مختلف اوقات میں چار مرتبہ عمروں کے سفر ہوئے۔ 1994ء میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، اگلے سال ہی اویس نے آپ کے ہاں آنکھ کھولی جبکہ 2009ء کے آخر میں دوسری شادی کی جس سے شہادت سے پانچ ماہ قبل دوسرے بیٹے کی ولادت ہوئی۔

1985ء میں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے تحریک ناموسِ صحابہ کا آغاز کیا تو مولانا امین شہید اوّل روز سے مشن جھنگوی کے نظریاتی ہمنوا بن گئے اور تا دم شہادت جسم و جان کے ذریعے ٹوٹ کر وابستگی اختیار کیے رکھی، ایک فعال کارکن سے لے کر ضلعی، ڈویژنل اور صوبائی ذمے داریوں کو آپ نے بحسن وخوبی نبھایا اور ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کے سپاہی بن کر اُن کی عظمتوں کا دفاع کرتے رہے اور اس راستے میں آنے والے مصائب و آلام کو کمال شجاعت اور جرأت سے برداشت کرتے رہے اور کسی بھی مرحلے پر آپ کسی قسم کی بزدلی اور مداہنت کا شکار نہیں ہوئے۔

مولانا امین شہید رحمہ اللہ کراچی ڈویژن اور ضلع سینٹرل کی نائب صدارت اور صدارت کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب کراچی کی جماعتی قیادت پس دیوارِ زنداں تھی اور ایک بحرانی کیفیت تھی ایسے حالات میں جن لوگوں نے دامے درمے سخنے اور قدمے مشن جھنگوی کی بے انتہاء خدمت کی ان میں مولانا محمد امین شہید سرفہرست تھے، آپ نے نہ دن دیکھا نہ رات، نہ سردی نہ گرمی بس ہمہ تن اور ہمہ وقت مشنِ حق کی ترویج و اشاعت میں مگن رہے اور اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ یارو! ہمارا جینا بھی مشن حق نواز کے لئے ہے اور ہمارا

CS CamScanner

مرنا بھی مشن حق نواز کے لئے ہے۔

شہادت سے کچھ عرصہ قبل جماعتی نمائندگی کرتے ہوئے آپ نے ''ٹارگٹ کلنگ'' کے حوالے سے ایک ''ٹاک شو'' میں شرکت کی جس میں اہل تشیع اور بریلوی مکتبہ فکر کے علماء بھی شریک تھے، دورانِ گفتگو آپ نے ٹارگٹ کلنگ کا ذمہ دار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرابازی اور گستاخی پر مشتمل لٹریچر کو قرار دیا اور فریق مخالف کی کتب کی چند کفریہ عبارات پیش کیں تو پورا اسٹوڈیو توبہ توبہ کی آوازوں سے بلند ہوگیا۔ میزبان کے استفسار پر کہ آپ یہ حوالے ذمہ داری سے پیش فرمارہے ہیں؟ تو مولانا نے فرمایا میں کتابیں منگواکر آپ کو دکھا سکتا ہوں، وقفے کے دوران آپ کی شیعہ ذاکر سے کافی تو تو میں میں ہوگئی، وقفے کے بعد مولانا کے پیش کردہ حوالہ جات کی بابت رافضی سے پوچھا گیا تو بے سروپا کی گانے لگا اور کوئی معقول جواب نہ دے سکا، جس پر اس کو کافی خفت اٹھانی پڑی۔ پروگرام کے آخر میں حاجی حنیف طیب نے مولانا سے صلح کی درخواست کی کہ جو ہوا اُسے بھلا کر شیعہ رہنما سے ہاتھ ملالیں، اس دوران فریق مخالف نے کھڑے ہوکر مولانا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپ نے یہ کہہ کر دست صلح کو پیچھے جھٹک دیا کہ جن اصحاب رسول کے دشمنوں کی نفرت میرے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے ان سے ہاتھ ملانا میری ایمانی اور مذہبی غیرت کے خلاف ہے۔

مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ تاریخ ساز اسیری گزار کر رہا ہوئے تو ان دنوں کراچی کو لیڈ کرنے والے مولانا امین تھے، مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کراچی کے حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے تھوڑا نرم لہجہ اختیار کئے ہوئے تھے جس کو کئی احباب سمجھ نہ پائے اور غلط فہمی کی وجہ سے مصلحت قرار دینے لگے تاہم مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہیں ہو پارہی تھی ان حالات میں مولانا امین رحمہ اللہ نے مولانا شہیدؒ کی نور مسجد جوبلی آمد کے موقع پر مولانا شہید سے واضح لفظوں میں کہہ دیا کہ کچھ جذباتی کارکن آپ کی نرم تقاریر کو غلط معنی دے رہے ہیں۔ مولانا نے خاموشی سے آپ کی بات کو سنا اور بغیر کسی ناراضگی کے فرمایا میں کراچی کے حالات کے پیش نظر نرم لہجہ اختیار کئے ہوئے تھا، اب آپ نے بھی وضاحت کردی اور میں نے بھی آپ لوگوں کا کام دیکھ لیا ہے لہٰذا اب آپ کو شکوہ

CamScanner

نہ ہوگا چنانچہ اگلے روز مولانا محمد امین ہی کی میزبانی میں منعقد ہونے والی مولوی عثمان پارک والی کانفرنس میں آپ نے خوب دوٹوک اور جرأتمندانہ انداز میں جماعتی مؤقف کی وضاحت فرمائی جس سے کارکنوں کے تمام شکوک وشبہات دور ہوگئے۔ راقم الحروف اس وقت درجہ اولیٰ کا طالب علم تھا اور کانفرنس میں بذات خود شریک تھا۔ آہ! وہ منظر آج تک دماغ کی اسکرین میں محفوظ ہے کہ اسٹیج مستقبل کے شہداء سے روشن تھا، مولانا عبدالغفور ندیم، مولانا محمد احمد مدنی، مولانا محمد ہارون قاسمی، انجینئر الیاس زبیر اور میزبان مولانا محمد امین سب ہی تو موجود تھے اور ان سب کے جھرمٹ میں قائد محترم حضرت علامہ محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ ولولہ انگیز خطاب فرمارہے تھے۔ عثمان پارک اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہو چکا تھا اور آس پاس کی گلیاں بھی کھچا کھچ بھر چکی تھیں، اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو غریق رحمت فرمائے۔

راقم الحروف نے جس وقت جماعتی زندگی میں شعور سنبھالا تو جلسوں، احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں میں مولانا محمد امین رحمہ اللہ کا ولولہ انگیز خطاب پروگرام کا نچوڑ ہوا کرتا تھا، مطالبات کی منظوری کے لئے آپ کسی احتجاجی مظاہرے کا اعلان فرماتے تو آخر میں متعینہ مقام کا کثرت سے تکرار کرتے اور اپنے تکرار کے ساتھ کارکنوں کو بھی اپنے ورد میں شریک کرلیتے یوں ایک جذباتی کیفیت بنا کر کارکنوں سے وعدہ لے کر آپ اگلے پروگرام کو کامیاب کروالیا کرتے۔

بلاشبہ آپ نے شیروں والی زندگی گزاری اور شیروں والی موت شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوکر جام شہادت نوش فرمایا، جماعتی زندگی ہو یا تدریس اور امامت وخطابت، ٹی وی ٹاک شوز ہوں یا انتظامیہ سے مذاکرات آپ نے کہیں بھی، کبھی بھی کسی بھی قسم کی مداہنت کا مظاہرہ نہیں کیا، ہمیشہ جرأت وغیرت کے ساتھ اپنے مذہبی فریضے کو سرانجام دیا، آپ کی زندگی یقیناً کارکنان تحریک ناموس صحابہ کے لئے مشعل راہ ہے۔ 6 اکتوبر 2010ء بعد نماز مغرب سائٹ کے علاقے میں نورس چورنگی کے دائیں جانب اصحاب رسولؐ کے دشمنوں کے ہاتھوں تقریباً آٹھ گولیاں جسم میں پیوست کرواکے جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ اگلے روز ایک جم غفیر کی موجودگی میں جامعہ بنوریہ سائٹ میں نماز جنازہ کے بعد آپ کی تدفین کردی گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CS CamScanner

ڈاکٹر فیاض خان شہید و محمد عارف شہید

4 مارچ 2015 بروزِ بدھ مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد تفسیر کبیر کھولے ہوئے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی کشمکش کا مطالعہ کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھ کر جب یہ نومسلم اصحابِ موسیٰ علیہ السلام ایمان چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے تو 23 سال کے صحبت یافتہ اصحابِ محمد ﷺ نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کو کیسے چھوڑ دیا ہوگا یقیناً جو بھی کہتا ہے کہ

ارتدالناس بعدالنبی الا ثلث یا ہمہ مرتد گشتند سوائے سہ کس یا چہار وہ صحابہؓ دشمنی اور بغض و عناد کی بنیاد پر کہتا ہے، اور تصوراتی دنیا میں سوچ رہا تھا کہ قائد محترم حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کتنی پیاری بات فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کرامؓ نے نبی ﷺ پر کیسے جاں نثار کی ہوگی؟ مفاد پرست کے جواب کے لئے اللہ رب العزت نے اس دور میں غلامانِ صحابہؓ سے قربانی لے کر بتا دیا کہ صحابہؓ اس طرح قربانی دیا کرتے تھے ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک موبائل فون وائبریٹ ہوا کال ریسو کی تو اطلاع ملی کہ اہلِ سنت والجماعت کراچی ڈویژن کے جنرل سیکریٹری کراچی جماعت کی ریڑھ کی ہڈی، ہر دل عزیز، انتہائی متحرک، فعال وفادار اور جفاشعار، ڈاکٹر فیاض خان صاحب شیر شاہ پراچہ چوک کے قریب ملک وملت کے دشمنوں کے ہاتھوں قاتلانہ حملے میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

العین تدمع، والقلبُ یحزن، ومانقول الامایرضیٰ بہٖ ربنا

''آنکھوں سے آنسو کے سیل رواں ہے، اور دل پارہ پارہ ہے، اور ہم صرف وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو'' غلامانِ صحابہؓ تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں کہ ان کی متاعِ عزیز لٹ گئی، ذمہ داران پریشان ہیں ان کی بساط الٹ گئی، صحابہؓ کے پروانے اداس ہیں کہ ان کا ساتھی اور غمخوار چل بسا، فاروقی و حنفی مغموم ہیں کہ ان کا دست و بازو کٹ گیا، اہل حق

سراسیمہ ہیں کہ ان کی ڈھال چھن گئی، بنات فیاض کو صدمہ ہے کہ ان کا مشفق و مربی والد اٹھ گیا اور سنی قوم مغموم و محزون ہے کہ ملتِ اسلامیہ ایک دیدہ ور سیاست دان اور ملک وملت کے پاسبان سے محروم ہوگئی:

وماکان قیس هلکه هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدما

فیاض بھائی شمع کی طرح خود پگھلتے رہے، مگر کارکنان و ذمہ داران پر ضوفشانی کرتے رہے، خود جلتے رہے، مگر دوسروں کو جلا بخشتے رہے، خود بے چین و بے قرار رہ کر دوسروں کو راحت وسکون عطا کرتے رہے انکے رخ زیبا میں صحابہؓ کی محبت کی دیوانگی نظر آتی تھی، صحابہؓ کے دفاع میں انتھک جدوجہد سے انکے دل کو سرور اور آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی تھی، مگر اس فرمانِ خداوندی کو وہ بھی وردِ زباں اور حرزِ جاں بنائے بغیر نہ رہ سکے **کل من علیها فان کل نفس ذائقة الموت** مگر فیاض بھائی جیسے لوگ جب دنیا سے جاتے ہیں تو اس شان سے جاتے ہیں کہ چہار سو صف الم بچھ جاتی ہے، انکے فراق میں زمین و آسماں نوحہ کناں ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے، زمانہ کروٹ بدل لیتا ہے اور قصر ملت میں زلزلہ بپا ہو جاتا ہے، محترم فیاض بھائی ذات والا صفات تو شاداں وفرحاں وخنداں اس فانی دنیا سے تشریف لے گئے مگر ہماری صرف آنکھیں ہی نہیں بلکہ قلب و جگر بھی گریہ کناں ہیں، سارا کراچی سوگوار ہے، ایک ایک کارکن افسردہ ہے، پوری جماعت مغموم ہے، ملک کے گوشے گوشے سے ڈاکٹر صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے دل و دماغ میں آہ وفغاں کا جو خاموش طوفان اٹھ رہا ہے وہ زبان تک آتے آتے التجاؤں کا روپ دھار چکا ہے، ایک فریاد ہے جو تڑپ تڑپ کے کپکپاتے ہونٹوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہی ہے اے میرے رحیم و کریم مولا! تو قادر مطلق ہے، ہم تیرے عاجز و بے بس اور لاچار بندے ہیں، تو قادر ہے، کریم بھی، تو حاکم بھی ہے، حکیم بھی، نہ تیری قدرتوں تک ہماری پہنچ ہے، نہ تیری حکمتوں تک ہماری رسائی، بلاشبہ تیرا ہر فیصلہ حکمتوں سے مزین، تیرے کسی فیصلے پر شکوہ شکایت کی کیا مجال! لیکن تیری بارگاہ میں فریاد کرنا تو ہمارا حق بھی ہے اور مفاد بھی، اے اللہ! تو ہم سے ایمان و یقین کی حفاظت کا مطالبہ کرتا ہے تو ان

CS CamScanner

قلعوں کو تو مسمار نہ کر جن کے حصار میں ہمارے ایمان کی سلامتی ہے، اگر فی الوقت کفر و نفر کے طوفان کا رخ پھیرنا تیری حکمتوں کے منافی ہے تو ہمیں ان چٹانوں سے تو محروم نہ کر جن کی آڑ میں ہم ان طوفانوں سے بچ سکتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر فیاض شہیدؒ کی شخصیت اہل سنت کا عظیم سرمایہ تھی، انھوں نے ایک ایسے وقت میں جماعت کی باگ دوڑ سنبھالی تھی کہ جب حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والا نظر نہیں آتا تھا، انتظامیہ سے مذاکرات، احتجاج، جماعتی قوت کے اظہار کے ذریعے کارکنان کو رہا کروانا اور مطالبات تسلیم کروانے والا موجود نہیں تھا، رقم الحروف کو اچھے طریقے سے یاد ہے کہ انجینئر الیاس زبیر شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر ایک ایس ایچ او زار و قطار رو رہا تھا اور روتے روتے کہہ رہا تھا کہ یہ شخص صرف آپکی جماعت کا نہیں بلکہ ہمارا بھی محسن تھا، معلوم نہیں کراچی کے کتنے ایس ایچ او سطح کے افسران ہیں جو اپنے تبادلے وغیرہ الیاس بھائی کے ذریعہ من پسند جگہوں پر کروالیتے تھے اور حکام بالا بھی انکی بات کو ٹالتے نہیں تھے لیکن اب ہمیں بھی نظر نہیں آتا ہے کہ ہم اپنی پریشانی کس کے پاس لے کر جائیں گے تاہم ایسے حالات میں ڈاکٹر فیاض شہیدؒ ہی تھے جنہوں نے جماعتی باگ دوڑ سنبھالا اور ایک اہم اور کلیدی عہدے پر برسوں محنت کر کے جماعت کو ایسے مقام پر لا کھڑا کر دیا تھا جہاں وہ محترم الیاس زبیر شہیدؒ کے زمانے میں تھی۔

محترم فیاض بھائی ایک محب وطن جماعت کے محب وطن لیڈر رہتے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے گولی گالی کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے عام انتخابات میں حصہ لیکر اپنے مشن کو قانون ساز اسمبلی سے منوانے کی بھرپور سعی و کوشش کی، اگرچہ انتخابات میں حصہ لینے کا انکا پہلا تجربہ تھا اور وہ الیکشن جیت تو نہ سکے تاہم یہ بات وہ بڑے فخر اور کھلے دل سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خوشی اور اعزاز حاصل ہے کہ میرے مؤقف کو میرے علاقے کے تقریباً دس ہزار لوگوں نے قبول کیا اور غالباً گواہان نبوت کانفرنس نارتھ ناظم آباد میں باقاعدہ پورے شہر سے غلامان صحابہؓ کو ملنے والے ووٹوں کی تعداد بھی بتائی تھی جو لاکھوں میں تھی، یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سرکار لندن اور اسکی لسانی تنظیم کو قطعاً برداشت نہیں ہو رہی تھی اسلئے اس

CamScanner

نے ایک عرصہ سے اپنے صحابہؓ دشمن ٹارگٹ کلروں کے ذریعے کارکنان اہل سنت کونشانہ بنانا شروع کردیا تھا اور بالخصوص فیاض بھائی نے سرکارلندن اور اسکی لسانی جماعت کے جرائم کو پریس کلب کے سامنے جب بڑی جرأت وبہادری کے ساتھ واشگاف کیا تو یہ جماعت باؤلے کتے کی طرح نظر آنے لگی اور انکے بعض لیڈروں نے دھمکی آمیز لہجہ اختیار کرنا شروع کردیا اور بالآخر اپنے بدقماشوں کے ذریعے جرأت وبہادری کے حامل صحابہؓ کے سچے غلام فیاض خان کو اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر شہید کردیا۔

اس ذرّہ بے مقدار کا وجدان یہ کہتا ہے کہ فیاض بھائی نے اعلاء کلمۃ الحق، نفاذ اسلام، دفاع اصحابؓ رسولؐ واہل بیت عظام اور استحکام پاکستان کے لئے ہرممکن سعی وکوشش کی، آقا محمد عربی ﷺ اور انکے اصحابؓ کے جھرمٹ میں آپکی بڑی پذیرائی ہوئی ہوگی، قائد محترم بے حدو بے حساب رحمتوں سے نوازے گئے ہوں گے، آپ کو عالم برزخ اور عالم حشر کے بلند وبالا درجات عنایت ہوئے ہوں گے اس لئے کہ جس کی زندگی جتنی بہترین ہوتی ہے، اسکی موت بھی اتنی بہترین ہوتی ہے، دنیا بھی لاجواب آخرت بھی قابل رشک، انکا آنا بھی مبارک، انکا جانا بھی مبارک اور بے پناہ سعادت مندیوں کا عروج۔

5 مارچ بروز جمعرات بعد نماز عصر ایک طویل دھرنے کے بعد قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی اقتداء میں آپکی نماز جنازہ ادا کی گئی، جنازے میں علامہ اورنگزیب فاروقی، مولانا محمد معاویہ اعظم، مولانا عطاء محمد دیشانی، غازی سید پریل شاہ، علامہ ربنواز حنفی، علامہ عبدالجبار حیدری، علامہ عبدالصمد حیدری، مولانا اقبال اللہ، علامہ فراز حیدری، مولانا خورشید، مولانا سید عبداللہ شاہ مظہر، نجم الدین مجاہد، سید سکندر شاہ، علامہ اللہ دسایا صدیقی، علامہ تاج محمد حنفی، حافظ احمد علی، مولانا عمر صادق سمیت مختلف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے ہزاروں افراد نے شرکت کی بعدازاں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ جنازے سے فراغت کے بعد راقم الحروف گھر پہنچا ہی تھا ایک ساتھی کا میسج موصول ہوا جس کے مندرجات کچھ یوں تھے کہ " آج ہم فیاض بھائی کی شہادت کے بعد اسی مقام پر آگئے ہیں جہاں الیاس بھائی کی شہادت کے وقت تھے "جواباً عرض کیا کہ الیاس بھائی ہوں یا فیاض بھائی دونوں اپنی

CamScanner

ذات میں جو کچھ تھے بلاشبہ وہ جماعت کی برکت اور تربیت کی بدولت تھے جماعت ہی نے ان ہر دو حضرات کو اس مقام پر پہنچایا تھا یہ افراد گئے ہیں جماعت اب بھی باقی ہے اور انشاء اللہ جماعت نے جس بندے کو ان حضرات کا جانشین مقرر کیا وہ کفر ورفض کے ایوانوں پر ایسی کاری ضربیں لگائے گا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہمارے لئے الیاس وفیاض ہی بہتر تھے اور فاروقی صاحب مدظلہ نے حضرت علامہ تاج محمد حنفی مدظلہ کی جانشینی کا اعلان اسی انداز میں کیا ہے کہ جس انداز میں علامہ فاروقی شہیدؒ نے مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کی شہادت کے بعد اگلے جمعے میں فرمایا تھا کہ ''شیعو میں قاسمی کے مصلے پر ایسے آدمی کو کھڑا کروں گا جو تمہیں ناک و چنے چبوا دے گا'' انشاء اللہ

میرے قائد فاروقی نے جس بصیرت اور اعتماد کے ساتھ حضرت تاج حنفی صاحب کو فیاض بھائی کا جانشین مقرر کیا ہے اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے کہ حضرت تاج حنفی صاحب دشمنانِ صحابہ کو ناک و چنے چبوادیں گے۔

محمد عارف شہید:

ڈاکٹر فیاض خان رحمہ اللہ کے ساتھ شہید ہونے والے ان کے رفیق سفر محمد عارف بھی تھے، انتہائی ملنسار، خوش طبع شخصیت کے مالک تھے۔ کافی عرصہ فیاض بھائی کے محافظ کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں اور وقتاً فوقتاً ڈرائیونگ بھی کرتے رہے۔ حادثے کے وقت بھی وہ ان کے ہمراہ تھے اور اپنے باوفا ساتھی کے ساتھ وفا کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس پر خود بھی قربان ہو گئے۔ ہزاروں کے مجمعے میں فیاض بھائی کے ہمراہ ان کی بھی نماز جنازہ کی ادائی کی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہ را

CamScanner

شامِ غم تو کاٹ لی، سحر ہوئی چلا گیا

مولانا احسان اللہ فاروقی شہید

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے، حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی اس عزیمت والی جماعت کو جو اللہ ربّ العزت نے ہیرے اور چاند ستارے عطا فرمائے ان میں سے ایک ترجمان اہلسنت مولانا احسان اللہ فاروقی شہید بھی تھے۔ میں نے اپنی جماعتی زندگی میں اتنا مستغنی شخص اور کوئی نہیں دیکھا۔ وہ خود کو چھپاتے تھے مگر ہر ادا سے نکھرے نکھرے نظر آتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام تو ان کے بہت مصروفیت والے تھے، کام بھی بہت تھے اور ہر کام اتنا بھاری کے سوچتے ہوئے بھی پسینہ آتا ہے مگر وہ تھے کہ بغیر کسی عجلت اور تاخیر کے اپنے کام ایک ایک کر کے نمٹاتے چلے جاتے تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں فنائیت اور استغناء کا مرتبہ عطا فرمایا تھا، ان کی جماعت وتحریکی خدمات اور جدوجہد کی ایک ایمان افروز داستان ہے مگر حیرت اس پر نہیں کہ انہوں نے یہ جدوجہد کیسے کی بلکہ حیرت اس بات پر ہے کہ کبھی اپنی اس جدوجہد کو اپنی ذاتی مفاد کا ذریعہ نہیں بنایا اور نہ کبھی جماعت فروشوں کی طرح اس کو اپنے ماتھے کا جھومر قرار دیا۔ جن لوگوں نے انہیں قریب سے دیکھا وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ مولانا احسان اللہ کا خمیر ادب اور تواضع میں گوندھا گیا تھا...... جی ہاں ادب اور تواضع بہت بڑی چیز ہے اور سچی بات یہ ہے کہ یہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے، جن کو اپنے باہوش ہونے پر فخر ہو اور جو اپنی ذات اور قومیت کے خول میں بند ہوں انہیں کیا معلوم ''ادب'' کیا ہوتا ہے؟ ہمارے احسان بھائی...... معلوم نہیں کچھ اور تھے یا نہیں...... مگر قیادت کے ادب اور کارکنان کے سامنے تواضع کے ایسے مقام پر فائز تھے کہ جو آدمی کو مدہوش، بے حال اور تو، مُیں، سے فکر کرتا کر دیتا ہے اور آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ خود کس مقام پر فائز ہے؟ مجھے یاد ہے کہ ایک بار مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ فرما رہے تھے کہ بھائی اگر قیادت کا ادب سیکھنا

CamScanner

ہے تو ہمارے مولانا احسان اللہ سے سیکھو......ادب کے ساتھ تواضع کے جوہر خود بخود ڈل جاتے ہیں۔ مولانا احسان پر عشق ومحبت کے آثار اور ادب وتواضع کا رنگ صاف نظر آتا تھا۔

اللہ رب العزت کے جو مقبول بندے ہوا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اپنے دین عالی کی خوب خدمت لیا کرتے ہیں، ان کی زندگیاں بھی حسین اور خوبصورت ہوا کرتی ہیں، آج ہم مولانا احسان اللہ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو جسم میں بجلی دوڑنے لگتی ہے، انہوں نے طلبہ ونگ کو کراچی میں زبردست عروج دیا، بے شمار یونٹ قائم کیے، عمدہ قسم کے کتابچے شائع کیے، جماعت کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے جوڑ دیا، اب ان کے بعد ان شعبوں میں جتنا بھی کام ہو رہا ہے اس کا اجر اس مقبول بندے کو بھی ملتا ہے، اب وہ مزے کر رہے ہوں گے اور خوب عیش اڑاتے ہوں گے۔ تھوڑا سوچیے کہ وہ بھی اگر مفاد پرستی کا شکار ہو جاتے، ہر وقت جماعت کو دانستہ یا نادانستہ توڑنے اور کمزور کرنے کی سازشوں میں لگے رہتے تو وہ اتنا اونچا کام کر سکتے تھے؟ کاش یہی بات سوچ کر ہماری سستی وغفلت دور ہو جائے اور آج ہم سوشل میڈیا پر بیٹھ کر فیس بکی مجاہد بن کر جو قیادت کے خلاف زہر اگل رہے ہیں اس ناعاقبت اندیش نادانی سے ہماری جان خلاصی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت صلاحیتیں اور قوتیں عطا فرمائی ہیں مگر بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جو ان قوتوں اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ابھی پچھلے شمارے میں آپ نے مولانا اکبر سعید فاروقی شہید رحمہ اللہ کے کچھ حالات پڑھے، یقین کیجیے وہ ہوں یا مولانا احسان اللہ فاروقی شہید انہوں نے اللہ پاک کی دی ہوئی چیز کو اس کی رضا کے لئے استعمال کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اتنا کام کر گئے جتنا کئی ہزار افراد مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے ان ہر دو حضرات کو خود دیکھا کہ اپنے تعارف اور اپنی رشتے داری تک کو دین کے کاموں میں استعمال کرتے تھے۔ گویا انہوں نے سب کچھ لگا دیا تب اللہ پاک نے انہیں ”سب کچھ“ عطا فرمایا۔ آج جماعت کا شعبہ نشر واشاعت ان کی قائم کردہ مضبوط بنیادوں کی وجہ سے خوب ترقی پذیر ہے جبکہ وہ خود شہادت اور حور وغلمان کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

مولانا احسان اللہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو ان کے لئے کئی الفاظ

CS CamScanner

ذہن میں اتر آتے ہیں مثلاً صلاحیتوں کا مجموعہ، لاپرواہی کی حد تک بہادر، قربانی کی حد تک وفادار، دل بے قرار، امت مسلمہ کا غمخوار، ایک مقبول انسان اور شہداء کا ترجمان۔ آپ یقین کریں ان ناموں میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں ہے، اللہ پاک نے اپنے اس مقبول بندے میں اتنی صفات جمع فرمادی تھیں کہ یہ نام بھی اس کی شخصیت کا پورا نقشہ نہیں کھینچ سکتے۔ انہوں نے زمانہ طالب علمی سے لے کر عین شہادت کے وقت تک بہت اور حد سے زیادہ کام کیا۔ وہ بہت تھکے اور بہت کام کرتے رہے، اسی لئے اب سکون اور مزے کی نیند لئے اپنی تھکاوٹ کو اتار رہے ہیں۔ مولانا احسان اللہ فاروقی اور مفتی سعود الرحمٰن میں بعض صفات بہت عجیب تھیں، اب یہ شہداء اور ان کی یہ صفات یاد آتی ہیں تو گھنٹوں انہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں اور پھر چونک کر ان کی روحوں کو ایصال ثواب کر کے اپنے اور ان کے لئے راحت کا سامان کرتا ہوں۔

الحمدللہ ہماری جماعت کا شعبہ نشرواشاعت آج ایک مضبوط ادارہ بن چکا ہے۔ مولانا احسان اللہ فاروقی رحمہ اللہ اس ادارے کے بنیادی معمار اور ستون تھے۔ دراصل وہ خود ایک ادارہ تھے، جماعت کی ترجمانی ملی تو پورے جذبے کے ساتھ اس ذمہ داری سے وفا کرنے لگے اور شہادت تک اس گھوڑے کی لگام کو مضبوطی سے تھامے رہے، تھوڑے ہی عرصے میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اپنے کام کی دھوم مچادی۔ جلسہ ہوتا یا کانفرنس، جلوس ہوتا یا ریلی صحافی ان کے آگے پیچھے منڈلاتے ہوئے نظر آتے۔ خلفائے راشدین اور قائدین کے یوم شہادت پر کتابچوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تو چند کتابچوں نے ہی پورے پاکستان میں دھوم مچادی۔ ان کا دماغ کمپیوٹر کی طرح اور وہ خود مشین کی طرح چلتے تھے۔ آج کل مذہبی کارکنان میں یہ وبا عام ہو چکی ہے کہ حالات کے قدموں میں گر جاتے ہیں اور ذرا سی آزمائش آئی تو مایوس اور پریشان ہو کر کام بند مگر احسان بھائی تو اس بارے میں لوہے کی چٹان تھے، ان پر دو زبردست اور بھرپور حملے ہوئے، کئی مرتبہ ان کی ریکی کی گئی، دھمکی آمیز کالیں اور دشمن کی طرف سے ان کے خلاف ان کے نام کی چاکنگ مگر احسان شہید نے ایک بار بھی خوف، ڈر اور بوکھلاہٹ کا کوئی جملہ زبان سے نہیں نکالا۔ وہ خود کو صحابہ کا غلام سمجھتے تھے اور اپنی جان جنت کے

CS CamScanner

بدلے بیچ چکے تھے۔ تابڑ توڑ حملوں کے بعد ان کو اپنی جلد شہادت کا یقین ہو چکا تھا چنانچہ وہ ہردم موت کے لئے تیار رہتے تھے اور شاید ان کے دل میں زندہ رہنے کا کوئی شوق بھی باقی نہیں رہ گیا تھا تاہم ان کی آخری خواہش صرف اتنی تھی کہ میں کچھ ایسا کر جاؤں کہ میرے بعد بھی میرے کام سے دشمن پر ضربیں لگتی رہیں اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے کہ آج ان کے قائم کردہ شعبہ نشر واشاعت کے ذریعے دشمن پر کاری ضربیں جاری ہیں۔

مولانا احسان اللہ فاروقی شہید کی شخصیت کا ایک حسین عنصر اطاعت امیر تھا وہ اپنی قیادت کے اندھے مقلد تھے، خارجی دماغ اور مزاج رکھنے والے کارکن انہیں سخت ناپسند تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ محض جذبات میں آ کر اطاعت امیر اور جماعت کی پالیسی سے انحراف یہ ایک نظریاتی کارکن کی صفت نہیں ہوا کرتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض بڑے واقعات ہوئے مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جذبات میں آ کر اطاعت امیر سے باہر نہیں نکلے۔ حضرت امّ المومنین پر تہمت کا واقعہ کتنا سخت اور اذیت ناک تھا، خود قرآن پاک نے ''سبحنک ھذا بھتان عظیم ''فرمایا، ایسا خطرناک واقعہ آج تک کسی بڑے مقبول مذہبی رہنما کی اہلیہ کے ساتھ ہو جائے تو معلوم نہیں کتنے افراد قتل ہو جائیں گے مگر مدینہ منورہ میں اس واقعہ پر ایک بھی قتل نہیں ہوا حالانکہ پورا مدینہ رو رہا تھا ہر طرف غم اور اداسی سے دل پھٹے جا رہے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے قائد نے اس موقع پر بھی اپنے ماننے والے کارکنوں کو اپنے قابو میں رکھا اور تہمت لگانے والوں پر صرف اسلامی حد کا نفاذ فرمایا۔

دراصل ایسے جذباتی حالات میں صرف ''اطاعت'' سے جماعت مضبوط ہوتی ہے اور مشن وکاز مضبوط ہوتا ہے لیکن اگر خارجیوں کی طرح جذبات کو خدا بنالیا جائے تو پھر مسلمانوں کو آپس کی لڑائیوں ہی میں محدود رہنا پڑتا ہے اور کافر ودشمن خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں۔

دل بھی عجیب چیز ہے معلوم نہیں کہاں کہاں بھٹکتا رہتا ہے اور ساتھ مجھے بھٹکاتا رہتا ہے۔ گزشتہ سال 2014ء کے نومبر سے مسلسل شہداء کا تذکرہ قارئین اہلسنّت کی نذر کر رہا ہوں کبھی عزم مصمم کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اب دیگر موضوعات پر لکھوں گا مگر پھر کسی ساتھی کا یوم شہادت آ جاتا ہے تو دل میں ان کی یادیں اُمڈ آتی ہیں۔ مولانا احسان اللہ فاروقی شہید رحمہ اللہ

CS CamScanner

سے میرا دو چار نہیں گزشتہ سترہ سال کا تعلق ہے، وہ اور مفتی سعود الرحمٰن شہید جماعتی زندگی کے حوالے سے میرے مربی و محسن تھے اور قدم قدم پر میری رہنمائی کرنے والے تھے۔ وہ اطاعت اور تواضع کا رنگ و نور تھے۔ بالآخر اپنے کاز میں کامیاب ہوئے اور شہادت کی حسین وادیوں میں کھو گئے، میں ان مقدس شخصیات کے ثواب میں شریک ہونے، اپنے لئے ذریعہ نجات اور ساتھیوں کی نظریاتی تربیت کے لئے ان کی باتیں لکھ دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اگر پسند فرمالیا تو میرے لئے نجات کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ ابھی شب جمعہ کو رات ڈیڑھ بجے کا وقت ہے اور آج کاغذ قلم کے ذریعے میری ملاقات مولانا احسان اللہ فارقی کے ساتھ تھی، جی ہاں ملاقات، بہت لذت اور لطف بھری ملاقات اور وہ بھی کئی دنوں کے بعد، مولانا کا پاکیزہ بچپن، قابل رشک جوانی، باوقار شخصیت، دلآویز مسکراہٹ، شراب محبت سے مخمور چہرہ، عروج و ترقی کی منزلیں، عہد و وفا کے معطر تذکرے اور رب تعالیٰ کے انعامات کا خاکہ میرے دل و دماغ کو معطر و منور کر رہا ہے۔ مولانا جتنے بڑے آدمی تھے انہوں نے اسی قدر خود کو چھوٹا دکھانے کی کوشش کی تھی۔ ایک شمشاد قد حسین احسان اللہ نے اپنے حسن پر تواضع کے پردے ڈالے تھے مگر احسان بھائی آپ کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی آپ کے کام سے آپ کا قد اونچا ہوتا چلا گیا اور حسن مزید نکھرتا ہی چلا گیا۔ آپ کی جدوجہد اپنی مثال آپ ہے، آپ کا جانشین و تربیت یافتہ اکبر سعید بھی آپ کے بعد آپ کی طرح بھاگم بھاگ کام کرتے کرتے سرخرو ہو کر آپ کے پاس آ گیا مگر اس کے بعد بھی آپ کا کاز و مشن رکا نہیں بلکہ آج بھی آپ کا تربیت یافتہ عمر معاویہ آپ کی نیابت و جانشینی کا حق ادا کر رہا ہے۔ اے اللہ استقامت عطا فرما اور اے اللہ حفاظت فرما۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CS CamScanner

مولانا اکبر سعید فاروقی شہید رحمہ اللہ

غالباً ان کا نام پہلی مرتبہ 2003ء میں سنا تھا جب وہ درسِ نظامی درجہ ثانیہ کے طالب علم اور طلبہ ونگ کے گلشن حدید کے ذمہ دار تھے، کسی جماعتی معاملے کی وجہ سے ان کی گرفتاری عمل میں آئی تھی اور ہمارے ڈویژنل ذمہ دار مولانا احسان اللہ فاروقی شہید ان کی رہائی کے حوالے سے کسی ذمہ دار سے گفتگو کر رہے تھے۔ ساتھیوں کی کاوشوں سے وہ جلد رہا ہو گئے۔ ان کی رہائی کے کچھ عرصے بعد کالج سرکل کی ایک تربیتی نشست میں حاضری کا موقع ملا تو وہاں سعید اکبر فاروقی سے پہلی ملاقات ہوئی تاہم وقت کی قلت کی وجہ سے بات تعارف سے آگے نہ بڑھ سکی بعد ازاں حالات نے کروٹ بدلی، کراچی میں اہلسنت کارکنان وقائدین کو ہدفی نشانہ بنانا شروع کر دیا گیا۔ قاری شفیق الرحمٰن علوی کی شہادت کے بعد مولانا عبدالغفور ندیم شہید کو کراچی ڈویژن کا سیکرٹری اطلاعات مقرر کر دیا گیا اور مولانا احسان اللہ فاروقی شہید ان کے معاون مقرر ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد مولانا عبدالغفور ندیم کی شہادت ہوئی تو مولانا احسان اللہ فاروقی کو باضابطہ کراچی کا ترجمان منتخب کر دیا گیا۔ مولانا احسان اللہ فاروقی نے تھوڑے ہی عرصے میں نشر واشاعت کے شعبے کو زبردست عروج دیا اور جماعتی کام کو الیکٹرانک میڈیا پر بھرپور کوریج فراہم کروائی۔ اس کے ساتھ ایام ہائے خلفائے راشدینؓ اور قائدین کے یوم شہادت پر خوبصورت علمی وتحقیقی کتابچے بھی شائع کرنا شروع کیے، یوم عائشہؓ ویوم علیؓ کی مناسبت سے کتابچے تحریر کرنے کا مجھے حکم ملا جس کو میں نے اپنی سعادت سمجھ کر فوراً قبول کر لیا، کچھ دنوں بعد تحریر مکمل ہونے کی اطلاع دی تو احسان بھائی نے فرمایا ایک ساتھی نے اور کچھ لکھا ہے ان کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں، آپ دونوں اپنی اپنی تحریرات کی روشنی میں کتابچہ فائنل کر لیں چنانچہ اسی روز بعد نماز عصر ایک ساتھی نے رابطہ کیا اور ایڈریس معلوم کر کے میری مسجد تشریف لے آئے، دیکھا تو وہ گلشن حدید کے ساتھی اکبر سعید فاروقی تھے۔ مرورِ زمانہ نے ان

کے اندر کافی صفات پیدا کردی تھیں، اب چہرے پر متانت اور سنجیدگی نمایاں جبکہ لب و لہجے میں وقار نظر آ رہا تھا۔ گویا کہ ماضی کا اکبر سعید اب ایک باوقار اور پرکشش نظر آ رہا تھا۔ یہ باضابطہ پہلی ملاقات دو گھنٹوں پر محیط رہی جس میں کتابچوں کی تیاری کے علاوہ مختلف عنوانات پر گفتگو ہوئی پھر یوں ہوا کہ کچھ عرصے بعد مولانا احسان اللہ فاروقی بھی داغِ مفارقت دے کر قافلہ شہداء سے جا ملے تو مولانا اکبر سعید فاروقی شہید کو ان کا جانشین مقرر کردیا گیا۔

مولانا اکبر سعید فاروقی شہید رحمہ اللہ نے جن حالات میں جماعتی ترجمان کی حیثیت سے حلف اٹھایا وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، دشمنانِ اصحاب رسول خون خوار درندوں کی مانند اہلسنّت قیادت و کارکنوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے تاہم اکبر سعید فاروقی ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز ہوکر اپنی دھن میں مگن رہے اور کسی بھی قسم کی مداہنت کا شکار ہوئے بغیر مولانا احسان اللہ فاروقی و قاری شفیق الرحمٰن رحمہما اللہ کی طرف سے فراہم کردہ بنیادوں پر دن رات ایک مشینی پرزے کی طرح کام کر کے دفاع اصحاب رسولؐ کے لئے الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا ایک مضبوط عمارت قائم کر کے چلے گئے اور بلا مبالغہ ان مذکورہ شعبوں میں اکبر سعید فاروقی نے جماعتی ترجمانی کا حق ادا کردیا تھا، ان کی انتھک محنت و کاوش کا نتیجہ ہے کہ آج جماعت بہترین اور نظریاتی اخبار ''اہلسنّت'' ہفتہ وار شائع کررہی ہے جبکہ ان کے خوابوں کی عملی تصویر جدید ضروریات سے آراستہ میڈیا سیل بھی معرضِ وجود میں آ چکا ہے۔

تصنع، بناوٹ، حسد اور دیگر مہلک روحانی امراض سے محفوظ مولانا اکبر سعید فاروقی صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقے مہمند ایجنسی سے تعلق رکھتے تھے تاہم اپنی نفیس اور پیاری اردو سے کسی بھی طرح ''پٹھان'' نظر نہیں آتے تھے اور ہم تو انہیں شہادت سے ایک سال قبل کسی دوسری زبان کا سمجھتے رہے تاہم ان کے علاقائی نسبت کا علم ہوا تو حیرانگی کے ساتھ ساتھ خوشگوار حیرت بھی ہوئی اور جب اس کی تصدیق خود بالمشافہ ان سے کی گئی تو اپنی دل آویز مسکراہٹ سے فرمانے لگے، ''جی جی'' وہ کراچی جیسے چالاک، ہوشیار اور حاضر باش صحافیوں کے سامنے مدلل اور واضح انداز میں جماعتی مؤقف کی وضاحت کیا کرتے تھے، شروع شروع میں جب وہ جماعتی خبر اخبارات کو ارسال کرتے تو اگلے دن جن اخبارات نے خبر کو جگہ دی ہوتی وہ سب

CamScanner

کے نام بذریعہ میسیج شائع کرتے تاہم کچھ عرصے بعد ایسے میسجز کا سلسلہ بند ہو گیا تو راقم الحروف نے اپنے ایک ساتھی سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ شاید پہلے اپنی محنت وجدوجہد سے قوم کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے تھے اور اب ان کا کام ہی بتاتا ہے کہ اکبر سعید نے جماعتی کاز اور نظریے کو کتنا فروغ دے دیا ہے کہ نہ صرف اخبارات بلکہ مختلف چینلز بھی ہمارے پروگرامات اور خبروں کو کوریج دینے لگے ہیں۔

مولانا اکبر سعید فاروقی نے جتنا عرصہ جماعتی خدمت سرانجام دی ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ اس میں ہر آنے والے دن جماعتی نظریئے کو ترویج اور ترقی ملتی رہی اس کی بنیادی وجہ ان کا عظمت صحابہؓ پر مرمٹنے کا جذبہ تھا، ان کی شہادت سے کچھ عرصے قبل مفتی کلیم اللہ حیدری نے اپنی دستار بندی کی خوشی میں ہماری مسجد میں دوستوں کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا تھا جس میں مولانا اکبر سعید بھی مدعو تھے، کھانے سے فراغت کے بعد ایک جماعتی ہمدرد ساتھی نے مولانا سے فرمایا کہ آپ ایک نہیں تین تین شہیدوں کے جانشین ہیں، اس کے باوجود اپنی سیکورٹی کا بندوبست نہیں کرتے؟ تو مولانا نے فرمایا: میرے بس میں جتنا ہے اتنی احتیاط ضرور کرتا ہوں۔ ساتھی نے پھر کہا کہ آپ نے جماعت سے سیکورٹی کیوں نہیں مانگ لی؟ مولانا نے عجیب جواب دیا کہ مجھے اپنی جماعت کے وسائل کا علم ہے، وہ اس بات کی متحمل نہیں کہ ہر ایک کو سیکورٹی دے اور ویسے بھی اگر مجھے سیکورٹی دینے کے وسائل ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیکورٹی قائد محترم حضرت فاروقی صاحب کو دے دی جائے اس لئے کہ ہم سے زیادہ دشمن ان کی جان لینے کے درپے ہیں۔ یہ جواب سن کر وہ جماعتی ہمدرد تبلیغی ساتھی میرے کان میں کہنے لگا کہ یار آپ کے ذمہ دار تو فنائیت کے درجے پر فائز ہیں اور واقعی یہ صحابہ کرام کے غلام کہلانے کے لائق ہیں۔

مولانا اکبر سعید فاروقی شہید کی جماعتی خدمات، مشن و قیادت سے وفا اور ان کی استقامت، انتھک محنت اور جدوجہد تحریک مدح صحابہؓ کی تاریخ میں سنہرے اور جلی حروف میں لکھی جائیں گی، شجاعت و بہادری، دلیری و بے خوفی ان کی سیرت کے روشن باب ہیں، وہ قلندرانہ جرأت اور بہادری کے ساتھ اپنے مشن و موقف پر ڈٹے ہوئے تھے، باوجودیکہ انہیں انتظامیہ کی طرف سے کئی مرتبہ خبردار کیا گیا کہ وہ دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں اور انتہائی

CS CamScanner

ڈٹا رہنے کو کہا گیا مگر وہ دشمن کے لئے میدان خالی چھوڑنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھے اور اپنے شہداء کے خون سے وفا کرنا چاہتے تھے، انہوں نے ''امام اہلسنت کانفرنس'' میں حضرت حیدری شہید کی روح سے وعدہ کیا تھا کہ ہم مشن ونظریے سے اک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے وہ اپنے اس وعدے سے وفا کر گئے اور جن اصحاب رسول کی عزت وناموس کی خاطر اپنی جان کو ہتھیلی پہ لئے پھر رہے تھے بالآخر وہ جان انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت پر وار دی۔

مولانا اکبر سعید فاروقی رحمہ اللہ سے ہمارا کئی سالوں کا نیاز مندانہ تعلق تھا، اکثر ان سے کسی پروگرام میں ملاقات ہوجایا کرتی تھی۔ مئی 2013ء میں اسکاوٹ کالونی میں ''فتح مبین کانفرنس'' میں جماعتی فتوحات کے عنوان پر گفتگو کر کے نیچے اترا تو بغل گیر ہوتے ہوئے کہنے لگے آج آپ سے ملاقات ہوجانا یہ ہماری فتح مبین ہے۔ شہادت سے چند ہفتے قبل راقم الحروف جب مادر علمی پہنچا تو وہ کسی ساتھی کو جامعہ چھوڑ کر واپس جا رہے تھے، ان دنوں انہوں نے نئی موٹر سائیکل خریدی تھی، مبارکباد دی تو فرمانے لگے قسطوں پر لی ہے، دعا کریں جلد قرضہ اتر جائے۔ قریبی چائے خانے پر کافی دیر بیٹھے، گپ شپ ہوتی رہی پھر وہ مجھے جامعہ چھوڑ کر جانب منزل روانہ ہوگئے۔ سنی علماء کونسل کی طرف سے کراچی پریس کلب پر گلگت اور فاروقی صاحب پر ایف آئی آر کے خلاف احتجاجی مظاہرے کا ہم نے اعلان کیا تو پریس کے حوالے سے ساری ذمہ داری انہوں نے پوری کی اور مفید مشوروں سے نوازا اور اس کی کامیابی میں بھرپور کردار ادا کیا۔

25 اگست 2013ء لسبیلہ چوک پر احتجاجی مظاہرہ ہوا، اختتام پر ان سے میرے عزیز مفتی کلیم اللہ حیدری ملے تو میری بابت دریافت کیا، حال احوال پوچھا۔ مفتی صاحب نے ساتھ چلنے کو کہا کہ ملاقات ہوجائے گی تو فرمایا نہیں ابھی جا کر اخبارات کو خبریں ارسال کرنی ہیں، پھر آؤں گا لیکن پھر نہ آسکے۔ ظالموں نے گھر پہنچنے سے قبل ہی ظلم وبربریت کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ فاروقی صاحب کی اقتداء میں جنازہ ادا کر کے آبائی علاقے مہمند ایجنسی میں تدفین کردی گئی

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CS CamScanner

مفتی سعود الرحمٰن شہید......
تجھے بھولوں تو کیسے بھولوں

مکہ اور مدینہ...... دو شہر اللہ اور اس کے بندے مصطفیٰؐ سے منسوب نور میں نہائی ہوئی دو بستیاں...... کلمہ طیبہ کے دونوں جملوں...... لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعبیر و تفسیر قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے رخِ حیات، مرکز و محور کائنات اور صاحب نصیب ہیں وہ لوگ جو ان زمینوں کی خاک پر مسجد ریز ہوئے۔

اللہ کی اس زمین پر کوئی مقام ایسا نہیں جہاں صبح و شام اپنے خالق و مالک کے حضور اتنی جبینیں خاک پر رکھی جاتی ہوں جو حرم کعبہ کا مقدر ٹھہرتی ہیں اور کوئی حجرۂ نور ایسا نہیں جہاں سلام گزارنے والے شکر گزار آنکھوں کے ساتھ ایسے ہجوم کرتے ہوں جیسے مدینے میں۔

اللہ کی زمین پر کیا کوئی خطۂ خاک ایسا ہے کہ جہاں خالق و مالک کائنات کے اطاعت گزار بندے اس کا ذکر اس طور اہتمام کرتے ہیں جو مکہ مکرمہ میں دیکھنے میں آتا ہے اور کیا کوئی امت ہے جو اپنے نبی کے آستانۂ اقدس کی جانب اس وارفتگی و از خود رفتگی، اس شدت شوق اور اس تمام و کمال انہماک کے ساتھ سفر کرتی ہو، جس کی شہادت مدینہ منورہ کا ذرّہ ذرّہ فراہم کرتا ہے۔ مکہ اور مدینہ کیا ہیں؟ صراطِ مستقیم کے ایسے دو شاہد عادل کہ قرآن کریم ان زمینوں کی قسم کھاتا ہے۔ میرا ایمان بھی ہے اور مشاہدہ بھی کہ اذن و اجازت کے بغیر کوئی شخص حرمین کی سرزمین طاہر و مطہر پر قدم نہیں رکھ سکتا۔ اللھم لبیک کہنے کی توفیق ادھر سے انعام ہوتی ہے تو دل میں حاضری اور حضوری کی امنگ جاگتی ہے۔ میرے بھائی اور عزیز ساتھی مفتی سعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ خوش نصیب ہیں کہ انہیں حرمین شریفین کے تحفظ اور دفاع میں شہادت کی سعادت نصیب ہوئی اور اس فہرست میں وہ اوّل پوزیشن پر آئے۔

CS CamScanner

5 مئی 2011ء کو بیتے ہوئے عرصہ چار سال ہو چکا ہے لیکن مفتی سعود الرحمٰن شہید کی شخصیت میں عجیب جاذبیت اور کشش ہے کہ ان کا تذکرہ، ان کے کارنامے، ان کا کردار آج تک وردِ زبان ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ ان کی شہادت کے بعد بے شمار موقع پر پروگرامات میں گفتگو کرنے کا موقع ملا، شہداء کے تذکرہ میں سرفہرست ان کا نام دل سے زبان پر آیا، شاید ہی کراچی کے کوئی رہنما، جماعتی خطیب ایسے ہوں جو اپنی تقریر میں شہداء کا تذکرہ کریں اور مفتی سعود الرحمٰن شہید کو یاد نہ کریں۔ اُن کی شہادت کے بعد ان کی زندگی کے حالات، شاندار خدمات اور بے مثال قربانیوں پر مشتمل کتاب بھی راقم کے قلم سے مرتب ہوئی اور عجیب اتفاق کہیں یا عقیدت ومحبت کی انتہا کہ رات جب اسباق کے مطالعے سے فارغ ہو کر تھکاوٹ اور نیند کا غلبہ عروج پر ہوتا ہے بایں ہمہ اس وقت تک نشست سے نہیں اُٹھ پاتا جب کتاب ''سلام اے شہید حرمین'' کے چند صفحات کا مطالعہ نہ کرلوں۔ گزشتہ دنوں رات گئے ایک ساتھی کا میسج موصول ہوا کہ کیا ہو رہا ہے؟ جواب دیا کہ ''سلام اے شہید حرمین'' کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ ساتھی نے کہا اچھا اگلا کالم لکھنے کی تیاری کر رہے ہو؟ پُرنم آنکھوں سے اپنے پیارے دوست سے عرض کیا کہ نہیں مفتی سعود کی یادوں میں گم ہوں اور دل میں سوچنے لگا کہ مفتی سعود رحمہ اللہ کی شخصیت اتنی عام شخصیت نہیں کہ اس کے کردار کو لکھنے کے لئے مجھے کتاب کے مطالعے کی ضرورت ہو، باوجود یکہ 300 صفحات پر مشتمل کتاب ترتیب دے چکا، بذاتِ خود مفتی سعود پر چار کالموں سمیت درجنوں صفحات تحریر کر چکا مگر اب بھی بے مثال شخصیت کو زیر قلم لاؤں تو شاید درجنوں صفحات مزید تحریر کرلوں۔

اس کی بنیادی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ شہید حرمین مفتی سعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ لائق رشک اوصاف وکمالات کے مالک اور نمایاں صفات وخصوصیات کے حامل سلسلہ لکھنوی و لکھنوی کے فیض یافتہ، جرأت وبہادری کے پیکر، زاہد ومتقی، مشن حق نواز کے شیدائی، نظریاتی کارکن اور فنافی المشن تھے۔ شخصیت کے ان عناصر ترکیبی سے اور صفات کے ان مجموعے سے وہ جماعت کے ایک کارکن بصورت قائد نظر آتے تھے۔

مفتی سعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کو دیکھ کر یہ یقین حق الیقین میں بدل گیا تھا کہ اس مشن

CS CamScanner

کے اصول نرالے، انداز جداگانہ، طور طریقے مختلف اور مزاج انوکھا ہے، یہاں جس کو جھکایا جائے وہ ابھرتا ہے، جس کو تشدد کا نشانہ بنایا جائے وہ چمکتا ہے اور جس کو مٹایا جائے وہ وجود پالیتا ہے اور بقول قائد محترم حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ جس کو قبر کی پاتال میں اتارا جائے وہ بیج بنتا اور بڑھ کر نکلتا ہے۔ مفتی صاحب کی زندگی اپنے قائدین کی زندگی کا ورق اور ان کا عمل اپنے اسلاف کے صفات و کمالات کا نمونہ تھا۔ ان کی محبت اور قربت سے ذہن میں کلبلاتے سوالات صاف، مشن پر نوکیلے اشکالات حل، قیادت پر چبھن والے اعتراضات دور اور ذہنی سکون اور یکسوئی کو منتشر کرنے والے شبہات کافور ہو جاتے تھے، قلب و ذہن دہکتے، فکر و نظر کی درستگی ہوتی، روح کو تازگی اور نظریات کو آسودگی نصیب ہوتی تھی۔

مفتی سعود الرحمٰن شہید کو اللہ رب العزت نے یہ سعادت عظمیٰ عطا فرمائی کہ حرمین شریفین کے تحفظ کی محنت اور جدوجہد میں ان کو شہادت عطا فرمائی۔ یقیناً اس نصیب عظمیٰ کی بنیادی وجہ ان کی حرمین شریفین سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ 3 مارچ 2011ء کو وہ عمرے کے سفر سے واپس تشریف لائے تھے اور 5 مئی 2011ء شہادت تک اس دو ماہ کے عرصے میں وہ کئی مرتبہ راقم الحروف کو تاکیداً اس بات پر آمادہ کر چکے تھے کہ اس رمضان میں عمرہ کی تیاری کرو، اس مرتبہ ایک ساتھ عمرہ کرنے جائیں گے اور حرمین کے تذکرے کے دوران ان کی کیفیت دیوانگی کی حد تک جذباتی ہو جایا کرتی تھی۔ ان کے ساتھ تو حرمین کے سفر کی سعادت حاصل نہ ہو سکی تاہم یہ ان کی مخلصانہ دعاؤں کا ثمر ہے گزشتہ دو سال کے عرصے میں تین مرتبہ دو عمروں اور ایک حج کے سفر کی سعادت حاصل ہو چکی ہے اور تادم تحریر بھی پاسپورٹ عمرے کے ویزے کے لئے جمع کرایا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت جلد از جلد مقبول حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ ارادہ تو یہ تھا کہ ''شہید حرمین'' کے حوالے سے کالم حرم مکہ یا حرم مدینہ میں بیت اللہ شریف کے انوارات یا گنبد خضریٰ کے سایہ میں بیٹھ کر تحریر کروں گا مگر اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ حکمت کے عین مطابق انسان کی ناقص عقل کی رسائی وہاں تک ممکن نہیں ہے۔

عجیب اتفاق ہے آج سے چار سال قبل مفتی سعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے وقت بھی تحریک دفاع حرمین شریفین عروج پر تھی اور آج چار سال بعد بھی تحریک تحفظ حرمین

CS CamScanner

شریفین عروج پر ہے، اس وقت بھی جارحیت کرنے والے آل یہود تھے اور اس وقت بھی اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے جارحیت کرنے والے ایران کے اشاروں پر چلنے والے اور اس کے پروردہ نسل یہود ہیں لیکن الحمدللہ اس وقت بھی حق نوازؒ کے روحانی فرزند حرمین کے دفاع میں صف اوّل میں تھے جس کا ثبوت مفتی سعودالرحمٰن کی قربانی کی صورت میں دنیا کو نظر آیا تھا اور الحمدللہ آج بھی جھنگوی شہید کے روحانی فرزند تحریک دفاع حرمین شریفین میں فرنٹ لائن میں موجود ہیں۔

تحفظ حرمین شریفین اور اس کی اہمیت وعظمت پر ہفت روزہ ''نوائے اہلسنت'' ودیگر معاصر روزناموں پر بے شمار مضامین چھپ چکے ہیں جن میں اس عنوان کے ہر پہلو پر سیر حاصل روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ راقم الحروف یہاں اپنی ناقص عقل کے مطابق ایک رائے ان دینی جماعتوں اور تحریکات کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے کہ جو نظریہ دفاع صحابہ اور رد رفض سے وابستہ ہیں کہ اس ساری صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ان تمام مذہبی جماعتوں کی طرف سے ایک نمائندہ وفد تیار کر کے عرب دنیا کے دورے پر بھیجا جائے اور وہاں کے شیوخ، اہل علم حضرات اور بڑی بڑی جامعات جا کر ان سے ایک مرتبہ پھر بطور تجدید کے اہل تشیع کے کفر پر مہر ثبت کروائی جائے تو یقیناً یہ مستقبل کے حوالے سے ایک مفید اور کارآمد اور دوررس نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوگا جو یقیناً ان دینی تحریکات کی بڑی کامیابی ہوگی۔

آخر میں قارئین اہلسنت سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ حرمین شریفین کے تحفظ میں قربان ہونے والے مفتی سعودالرحمٰن شہید کے حوالے سے تاریخی دستاویز ''سلام اے شہید حرمین'' کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں۔ راقم کو کئی دوستوں نے بتایا کہ انہوں نے یہ کتاب گریہ بے اختیار کے ساتھ گریہ کی منزلوں سے گزرتے ہوئے پڑھی، نظریہ اور کاز پر استقامت اور استقلال نصیب ہوا، عزم اور جذبہ مضبوط ہوا۔ مشن سے دیوانگی نصیب ہوئی، نہ جانے کتنے لوگ ہوں گے جو یہ احوال پڑھ کر مشن سے وابستہ ہوئے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے اور یقیناً ہوگا کہ یہ کتاب آپ کے نظریے کو جلا بخشنے کا ذریعہ بنے گی۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

سعادتوں والا گھرانا

آج کے اس دور میں ہر شخص آزادی اور خود مختاری حاصل کرنا چاہتا ہے اور کسی قسم کی غلامی، ماتحتی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تاہم معاشرے میں گہری نظر ڈالنے سے آپ کو چند ایسے دیوانے اور مستانے نظر آئیں گے جو آزادی کو چھوڑ کر غلامی میں رہنا چاہتے ہیں۔ آپ سوچیں گے یہ مست اور غلامی پسند لوگ کون ہیں جو آزادی اور خود مختاری کو چھوڑ کر غلامی میں رہنا پسند کرتے ہیں...... جی ہاں! پرفتن اور نفسانفسی کے اس دور میں آپ کو اولوالعزم اور جانثاروں کی ایک ایسی جماعت نظر آئے گی جو آزادی کو چھوڑ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلامی کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتی ہے۔ یہی وہ جماعت اور اس کی قیادت و کارکنان ہیں جنھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلامی کے تمغے کو سینہ سے لگا کر اس مقدس جماعت کی ناموس کے تحفظ کے لئے ایسی لازوال قربانیاں پیش کیں کہ جن کی نظیر تحاریک مدح صحابہؓ میں پیش کرنے سے مؤرخ قاصر نظر آئے گا۔ بانی جماعت سمیت آدھی درجن سے زائد مرکزی قیادت، درجنوں صوبائی وڈویژنل ذمہ داران سمیت ضلع اور تحصیل کے ذمے داران، باپ، بیٹے سمیت دو دو، تین تین، چار چار سگے بھائی، علماء مشائخ اور ڈاکٹرز، انجینئرز اور صحافیوں سمیت 7 ہزار کارکنان کی قربانی پیش کرنے کے باوجود صحابہ کی غلامی کا علم بلند رکھنا یقیناً یہ اسی جماعت کا طرۂ امتیاز ہے جسے آنے والی تاریخ اپنے دامن میں جلی حروف کے ساتھ جگہ دے گی۔

گزشتہ سال فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد انہی ایام میں واپسی تھی اور راقم الحروف طواف وداع کی تیاری کر کے حرم شریف جا رہا تھا کہ کراچی سے مفتی کلیم اللہ حیدری نے فون پر بھائی مسعود الرحمٰن کی شہادت سے مطلع کیا، ان کے کام اور رفتار سے ان کی شہادت بھی نظر آ رہی تھی مگر اس قدر جلد ہو جائے گی یہ اندازہ نہ تھا۔ میرے حج پر جانے سے ایک رات پہلے وہ گھر تشریف لائے تھے، میں اس وقت گھر پر نہیں تھا، فون کر کے کہنے لگے کہ ہم نے سوچا کہ

: ئیں پھر معلوم نہیں ملاقات ہو یا نہ ہو۔ ان کی محبتوں، رفاقتوں اور شفقتوں کی یادوں کو لیتا ہوا حرم مکی پہنچا اور ان کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے نفلی طواف کیا جو یقیناً اس وقت ان کے لئے بہترین صدقہ جاریہ تھا اور عجیب اتفاق کہ سفر حج کا پہلا عمرہ میں نے مفتی سعود الرحمٰن کے ایصال ثواب کے لئے کیا تھا اور آخری طواف ان کے بھائی مسعود الرحمٰن کے ایصال ثواب کے لئے کیا۔ ابتداء میں مسعود الرحمٰن کا تعارف مفتی سعود الرحمٰن کے بھائی کی حیثیت سے ہوتا تھا تاہم بعد میں ان کے کام نے ان کے نام کی شناخت پیدا کردی تھی اور تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے اپنے ٹاؤن میں متحرک ہوکر کارکنوں اور قیادت کے دل میں جگہ بنائی تھی۔

اسی سال عید الفطر کے بعد راقم الحروف کوئٹہ میں تھا کہ مفتی سعود الرحمٰن رحمہ اللہ کے والد محترم کی طرف سے ملاقات کرنے کا حکم موصول ہوا، جس روز واپسی ہوئی اسی روز زیارت کے لئے حاضر ہوگیا۔ حال احوال کے بعد فرمانے لگے یہ مفتی سعود الرحمٰن کی ذاتی لائبریری ہے، اس نے کافی محنت سے بنائی تھی، مسعود الرحمٰن اس کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اب وہ بھی نہیں رہا اب ہم نے مشورہ کرکے یہ ساری کتابیں اور الماریاں آپ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے، دو تین روز بعد وہ کتابیں راقم کے گھر آ گئیں ان میں کئی قسم کی نایاب اور قیمتی کتب کے علاوہ بھائی مسعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کی ذاتی ڈائری تھی جو وہ روز لکھا کرتے تھے اور ہر روز کی کارگزاری لکھنے کے بعد آخر میں اس قسم کی عبارت اور دعا ضرور تحریر کرتے تھے ''زندگی سعادت والی، موت شہادت والی، اے اللہ خاتمہ ایمان پر اور شہادت والی موت عطا فرما، اے اللہ زندگی شجاعت والی اور موت صحابہ کے تقدس پر مرنے والی''...... یقین کریں ڈائری کے اکثر صفحات انہیں دعاؤں سے بھرے پڑے ہیں ایک بھائی کی شہادت، ایک کی اسیری، گھر پر مسلسل چھاپے، بوڑھے والدین، چھوٹے بچے ان سب عوارض کے باوجود دن رات جماعتی مصروفیات اور جان کو خطرے میں ڈال کر آگے بڑھتے رہنا یقیناً یہ دیوانگی اور مشن و نظریے سے نظریاتی پختگی کی انتہاء ہے جو دیگر ساتھیوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

قرآن کریم کے فرمان کے مطابق اللہ رب العزت شہداء کے اعمال کو ضائع نہیں

فرماتا۔ مفسرین نے اس کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کے مشن کے وارث پیدا فرمادیتے ہیں جو اس کے مشن کو لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ مفتی سعود الرحمٰن کی مظلومانہ شہادت کے بعد مسعود الرحمٰن اور ان کے دوسرے بھائی ابراہیم نے سعود کے مشن کو سینے سے لگایا، ایک شہید ہوگئے اور دوسرے اسیر مگر پھر بھی مشن رکا نہیں بلکہ دو جواں بیٹوں کی شہادت کے بعد ان کے والد محترم حاجی مسافر خان میدان میں آگئے۔ میں نے ڈاکٹر فیاض، نسیم خان اور دیگر ساتھیوں کے جنازے میں مسعود اور سعود کے بوڑھے والد محترم کے جوان جذبوں کے تلاطم اور جوش کو دیکھا جو یقیناً دشمنان اصحاب رسول کے لئے موت کا پیغام ہے جو ہم سے ہمارے ساتھی جدا کر کے خوش تھے کہ اب مشن ختم ہوجائے گا مگر کام اللہ کا ہے اور اللہ اپنے کام کے لئے اپنے بندوں کو مقرر کرتا رہے گا۔

ابھی 15 ذوالحجہ کو صوبہ بلوچستان کے ضلع پشین میں ''یاران نبوت کانفرنس'' میں حاضری کا موقع ملا۔ ضلع پشین کے بالکل آخری کنارے پر واقع کلی حرم زئی سیداں میں غلامانِ صحابہؓ کے ہزاروں کے مجمع کو دیکھ کر دل نے ایک مرتبہ پھر گواہی دی کہ شہداء کا مشن ختم نہیں ہوا کرتا بلکہ بڑھا کرتا ہے۔ گزشتہ 2 سالوں میں پشین سے تعلق رکھنے والے 15 کے قریب کارکنوں کو شہید کیا گیا جن کے خون کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ایسے علاقے میں ہزاروں لوگوں کو جماعتی کاز کی طرف متوجہ کردیا جہاں مشن جھنگوی کا نام لینے والے کا تصور محال ہوا کرتا تھا۔ الحمدللہ! شہداء کا مشن بڑھ رہا ہے اور بڑھتا رہے گا اور دشمن تمام تر سازشوں کے ساتھ ناکام تھا ہے اور رہے گا۔ ان شاء اللہ

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

حافظ مسعود الرحمٰن شہید

دراز قد، بھری ہوئی جسامت، چوڑا سینہ، مسکراتا ہوا چہرہ، چہرے پر گھنی داڑھی اور خوبصورت چشمے کے ساتھ سر پر سندھی ٹوپی، چیتے کی چال چلنے والے کڑیل جوان حافظ مسعود الرحمٰن شہید 11 مارچ 1983ء کو عروس البلاد شہر کراچی کے علاقے واحد کالونی میں پیدا ہوئے۔ خاندانی و مذہبی رسم ورواج کے مطابق عمر کے ابتدائی حصے میں ہی ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے شہر کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ ناظم آباد میں داخلہ لیا اور مختصر عرصے میں ناظرہ قرآن کریم مکمل کرلیا۔ خداداد صلاحیتوں اور غیر معمولی استعداد و حافظے کی وجہ سے اساتذہ کرام نے ان کے والد کو حفظ قرآن کی طرف متوجہ کیا جس کو ان کے دیندار، باشرع، متقی و سعادت مند والد حاجی مسافر خان نے بغیر کسی پس وپیش کے قبول کرلیا چنانچہ مسعود الرحمٰن نے ایک اچھے اور سمجھدار بچے کی طرح اساتذہ اور والدین کی امیدوں کو پورا کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں حفظ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا چنانچہ تکمیل حفظ کے ساتھ ساتھ مڈل تک عصری تعلیم بھی مکمل کرلی اور اس دوران وہ مکمل پابندی کے ساتھ تراویح میں کلام پاک سننے سنانے کی سعادت بھی حاصل کرتے رہے۔

حفظ قرآن کریم اور مڈل پاس کرنے کے بعد آپ کو درس نظامی میں داخلہ دلوادیا گیا چنانچہ ایک سال جامعہ بنوریہ میں درس نظامی بھی پڑھا تاہم حوادثات زمانہ اور قدرت کے فیصلوں کی وجہ سے اس میں استقامت کا مظاہرہ نہ کرسکے اور یونہی ادھورا چھوڑ کر کاروبار کی طرف متوجہ ہوگئے تاہم عصری علوم کی تحصیل جاری رکھی اور اگلے سالوں میں میٹرک بھی پاس کرلیا۔

میٹرک پاس کرنے کے بعد واحد کالونی میں واقع اپنے آبائی گھر کی نچلی منزل میں کریانہ کی دکان کھولی اور زیادہ تر وقت اسی مشغلے میں گزارتے رہے تاہم دوسری طرف ان

CS CamScanner

کے برادر صغیر شہید حرمین مفتی ...د الرحمٰن شہیدؒ چونکہ ایک فعال و متحرک اسٹوڈنٹس رہنما تھے اور بعد ازاں اہلسنّت والجماعت ... عظیم مجاہد اور ذمے دار بن کر ابھرے تھے اور ان کی اس تحریکی، تنظیمی سرگرمیوں کی وجہ سے ... کے گھر اسٹوڈنٹس اور بعد ازاں بالائی جماعت کی قیادت، ذمے داران و کارکنان کی آمد... سلسلہ جاری رہتا تھا چنانچہ برادر صغیر کے اس مجاہدانہ کردار اور تحریکی سرگرمیوں کی وجہ مسعود الرحمٰن میں حب صحابہؓ کی چنگاری شعلہ بننے کے لئے تیار ہوئی تاہم کاروباری مصروفیت اور برادر صغیر کے مشورے سے فی الحال وہ اپنے کاروباری مصروفیات میں ہی زیادہ تر وقت گزارتے رہے مگر اس دوران مشن حق نواز رحمہ اللہ کی صداقت اور عظمت ان کے دل میں ضرور گھر کر گئی تھی اور اس کا اظہار وہ نجی مجالس اور محافل میں بھی کیا کرتے تھے۔

11 رجولائی 2007ء کو مسعود الرحمٰن رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے اور تھوڑے ہی سالوں میں یکے بعد دیگرے دو بچیوں کے والد بھی بن گئے اور شہادت کے کچھ ہی روز بعد تیسری بیٹی کی صورت میں اللہ رب العزت نے ایک اور رحمت سے نوازا (اللہ تعالیٰ شہید کی تینوں صاحبزادیوں کو علم وعمل کے زیور سے آراستہ فرمائے اور اُن کے نصیبوں کو بلند فرما کر والد کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائے) شادی کے بعد خانگی مصروفیات اور بھی بڑھ گئیں تا آنکہ 5 مئی 2011ء کا وہ دن ہی آ گیا کہ جس دن ان کے چھوٹے بھائی اور اہلسنّت والجماعت کے عظیم مجاہد مفتی سعود الرحمٰن کو شہید کر دیا گیا چنانچہ ہسپتال سے لے کر تجہیز و تکفین اور تعزیت کے لئے آنے والے مذہبی زعماء اور جماعتی قیادت و کارکنان سے ملاقات اور وصولی تعزیت میں مرکزی کردار والد محترم کے ساتھ مسعود الرحمٰن نے ادا کیا۔

برادر صغیر کی عظیم سعادت والی موت شہادت اور بعد ازاں ملک کے کونے کونے سے آ کر ملنے والے احباب کے اظہار محبت اور ان کی زبانی مفتی صاحب شہید کے مجاہدانہ کردار اور بلند عظمت کو سن کر مسعود الرحمٰن نے برسوں سے موجود اپنے اندر حب صحابہ اور جذبہ دفاع صحابہ واہل بیت کی چنگاری کو شعلہ بنانے کا عزم مصمم کر لیا اور اسی وقت اپنے بھائی کی روح کو گواہ بنا کر یہ عہد کر لیا کہ اے روحِ سعود تجھ سے میرا وعدہ ہے کہ جس مشن کی آبیاری کے لئے تو

CamScanner

نے اپنا خون پیش کیا اور جس گلشن میں بہار لانے کے لئے تو نے اپنا لہو پیش کیا میں بھی اُسی مشن پر استقامت کے ساتھ تیرے کردار کو لے کر دیوانہ وار صحابہ کے پروانوں کی طرح عظمت صحابہ کے ترانے گاتا رہوں گا۔

برادر صغیر سے کئے گئے عہد کو نبھانے کے لئے مسعود الرحمٰن نے اپنی کڑیل جوانی اور جوانی کی تمام تر توانائیاں مشن جھنگوی شہیدؒ کے لئے وقف کر دیں چنانچہ ان کے بلند عزم اور جدوجہد کو دیکھتے ہوئے نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کی کابینہ نے انہیں اوّلاً واحد کالونی یونٹ کا نائب صدر بعد ازاں خزانچی مقرر کیا اور پھر تھوڑے ہی عرصے میں حسن کارکردگی کی وجہ سے ان کو ٹاؤن کا ڈپٹی سیکرٹری مقرر کر دیا گیا۔

یونٹ سے نکل کر ٹاؤن باڈی کا حصہ بن جانے کے بعد مسعود الرحمٰن کو محنت کرنے کے لئے ایک وسیع میدان مل چکا تھا چنانچہ اپنے شہید بھائی کے کردار پر عمل کرتے ہوئے اپنی انتھک محنت و جدوجہد کے ذریعے نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کو مزید مستحکم و مضبوط کیا اور اپنے حسن اخلاق اور مشن میں اخلاص کی بدولت تھوڑے ہی عرصے میں کارکنوں کے دلوں میں گھر کر جانے کے ساتھ ضلعی و ڈویژنل قیادت کی آنکھوں کا تارا بھی بن گئے۔

اس دوران انہوں نے اپنے ٹاؤن میں کئی کامیاب پروگرامات منعقد کروائے، اپنے ٹاؤن کو خوبصورت جماعتی پرچموں سے مزین کرنے کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے ایام ہائے وفات و شہادت پر خوبصورت پینا فلیکس بھی لگائے۔ کارکنوں کی تنظیمی تربیت کے لئے مختلف کتابچے شائع کروا کر تقسیم کروائے، عوام الناس کی نظریاتی ذہن سازی کے لئے عشرہ تعمیر سیرت و دیگر خوبصورت عنوانات سے مختلف پروگرامات منعقد کروائے۔

عظمت اصحاب رسول پر قربان ہونے والے شہداء کے اہل خانہ کی کفالت و اسیران ناموس صحابہ کے مقدمات کی پیروی کے لئے چلنے والی مہمات میں خصوصاً عید الفطر اور عید قرباں پر آپ کی نقل و حرکت اور محنت و جدوجہد دیگر کارکنوں و ذمہ داران کے لئے قابل تقلید ہوا کرتی تھی چنانچہ بوقت شہادت بھی وہ ٹاؤن کی طرف سے کی جانے والی اجتماعی قربانی کے کیمپ میں بنفس نفیس نگرانی کے لئے موجود تھے۔ جماعتی کارکن کے لئے مرمٹنا مسعود الرحمٰن کو

CS CamScanner

اپنے بھائی سے وراثت ملا تھا چنانچہ کسی ساتھی کی گرفتاری، اس کے زخمی ہونے یا شہادت پر ان کی افسردگی، پریشانی اور سرگرمی قابل دید ہوا کرتی تھی۔

اسم بامسمی مسعود الرحمٰن کا تنظیمی و تحریکی باب یہیں پر بند نہیں ہوا بلکہ اُن کی جہد مسلسل کو دیکھتے ہوئے ضلع نے انہیں جماعتی نظم میں ریڑھ کی ہڈی تصور کیے جانے والا عہدہ سپرد کر کے ٹاؤن کا جنرل سیکرٹری منتخب کر دیا۔ بعد ازاں جب جماعتی پروگرامات کے نظم و نسق اور سیکورٹی کے لئے الحسینی اسکاؤٹس کے نام سے ایک جدید شعبے کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس جاں گسل اور کمر توڑ ذمہ داری کا بوجھ بھی مسعود الرحمٰن کے کندھوں پر ڈالا گیا جس کے ساتھ بھی انہوں نے وفا کی اور اپنی کارکردگی کی بنیاد پر قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی حفظہ اللہ کے دست اقدس سے حسن کارکردگی کا ایوارڈ بھی وصول کیا۔

شہادت سے چند ماہ قبل راقم الحروف کی طرف سے ترتیب دی جانے والی کتاب ''سلام اے شہید حرمین'' کے لئے مسعود الرحمٰن کی بھاگ دوڑ اور جہد مسلسل بھی دیکھنے کے قابل تھی۔ مضامین کی وصولی، کمپوزنگ، ٹائٹل کی ڈیزائننگ، قائدین سے رابطے و دیگر معاملات میں وہ میرے شانہ بشانہ تھے۔ چنانچہ مئی 2014ء میں ایک خوبصورت کتاب شائع کروا کر وہ اپنے بھائی کی روح کی تسکین اور کارکنوں کی رہنمائی کے لئے ایک عمدہ سامان چھوڑ کر چلے گئے اور مجھے اچھے طریقے سے یاد ہے کہ کتاب کی تیاری کے دوران کسی معاملے پر راقم الحروف کی ان سے ناراضگی ہوئی اور اُن کو اس کا پتہ چلا تو ایک سینئر ذمہ دار کو لے کر میرے غریب خانے پر تشریف لائے اور مجھے منا کر گئے اور اللہ گواہ ہے جب میں نے ان کو رخصت کرنے کے لئے دروازہ کھولا تو پرنم آنکھوں سے گلے لگ کر مجھ سے فرمانے لگے کہ مولانا کم از کم اپنے شہید دوست (مفتی سعود الرحمٰن شہیدؒ) کا اپنے اوپر حق سمجھتے ہوئے ہم سے ناراض مت ہوا کریں کیا معلوم زندگی کے کس موڑ پر اچانک ہم بھی شہید کر دیئے جائیں۔ آج بھی شہید کے ان الفاظ پرنم کو یاد کرتا ہوں تو جسم پر ایک جھرجھری سی طاری ہو جاتی ہے۔

بلند ہمت، جری و بہادر، عزم و استقلال کے پیکر، جذبہ دفاع صحابہؓ سے سرشار یہ عظیم مجاہد 17 اکتوبر 2014ء کو یوم شہادت مولانا اعظم طارق شہید کے اگلے اور عید قرباں کے دوسرے

CamScanner

دن غلامانِ صحابہ کی طرف سے بہادر سپوتوں کی طرح سینے اور سر پر دس گولیاں کھا کر اپنی جان کی قربانی دے کر غلامانِ صحابہ کا سر فخر سے بلند کر کے شہادت والی عظیم موت پا کر حیاتِ جاوداں پا گیا۔

جنازہ کے موقع پر اہلسنّت عوام اور کارکنان کا ہزاروں کا مجمع تھا جس سے ان کے والد محترم کے علاوہ قائد اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ، ترجمان اہلسنّت علامہ تاج محمد حنفی ودیگر قائدین نے خطاب کیا۔ بعدازاں علامہ فاروقی مدظلہٗ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CS CamScanner

مفتی ذیشان شہید، دانش کمال شہید

غالباً عیسوی سن 1997ء یا 1998ء ہوگا، راقم الحروف کے برادر کبیر اس زمانے میں دینی کیسٹوں کے خرید و فروخت سے منسلک تھے، جمعہ والے دن وہ مرکز اہلسنت ناگن چورنگی اسٹال لگایا کرتے تھے تعلیمی تعطیل ہونے کی وجہ سے بندہ بھی بغرض تعاون ان کے ساتھ شریک ہوجایا کرتا تھا کہ جمعہ تو ویسے بھی حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کے پیچھے ہی ادا کرنا ہے چلو اس بہانے بھائی کے ساتھ تعاون ہی ہو جائے گا، اسی اثناء میں مفتی ذیشان شہید رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات ہوئی تھی جس کا منظر آج تک آنکھوں میں محفوظ ہے، وہ معصوم سے چہرے کے ساتھ حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کی تقریر کے آغاز سے کافی دیر پہلے تیاری کر کے مسجد آجایا کرتے تھے، تھوڑی دیر اسٹالوں کا چکر لگایا کرتے، ٹیبل کے کنارے کھڑے ہوکر کتابیں اور کیسٹیں دیکھ رہے ہوتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جیب سے کچھ مڑے ہوئے نوٹ جو شاید جیب خرچ سے بچا کر جمع کرتے، نکالتے اور کوئی کتاب یا کیسٹ خرید لیتے، بس وہی مفتی صاحب سے ابتدائی ملاقاتیں تھیں۔ پھر زمانہ کروٹیں لیتا رہا، وہ تعلیمی مراحل طے کرتے کرتے دورہ حدیث شریف تک پہنچ گئے۔ ایک دفعہ پھر ان سے ملاقات ہوئی مگر آج وہ مرکز اہلسنت کے اندر تھے اور طلبہ ونگ کی دستار بندی کے حوالے سے منعقد پروگرام میں کسی کی دستار بندی کروانے کے حوالے سے طلبہ ذمہ داران کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، کون کس کو قائل کر سکا میرے علم میں نہیں مگر اپنے نظریاتی ساتھی کے حوالے سے فکر، پریشانی اور درد ان کے چہرے سے نمایاں تھا جس کا بخوبی مشاہدہ کیا گیا۔ پھر معلوم یہ ہوا کہ مولانا ذیشان ایک قدم آگے بڑھ کر مفتی ذیشان بن چکے ہیں اور پھر بہت جلد دنیا نے یہ وقت بھی دیکھا کہ وہ اپنے مشن، نظریہ اور کاز میں اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کہ نیو کراچی ٹاؤن کو ایک مضبوط اور فعال ٹاؤن بنا چکے اور ضلع سینٹرل میں بھی کلیدی حیثیت کے حامل مفتی ذیشان اب کراچی ڈویژن کی بھی ضرورت بن

CamScanner

چکے تھے۔ انہوں نے تنظیمی زندگی میں سالوں کا سفر مہینوں میں اور مہینوں کا سفر ہفتوں اور ہفتوں کا سفر دنوں میں طے کیا، وہ کبھی کہیں یونٹ کا افتتاح کرتے ہوئے نظر آتے تو کبھی تربیتی ورکشاپ سے مخاطب ہوتے، کبھی کسی جلسے کی تیاری میں پسینے سے شرابور نظر آتے تو کبھی مرکز اہلسنت پر مظاہرے کے انتظامات کرتے ہوئے، کسی دن شہداء کے گھروں کی کفالت کا انتظام کرتے ہوئے انہیں پایا تو کبھی اسیران کی خبر گیری کرتے ہوئے ملے، کبھی حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کے ساتھ سنجیدگی اور متانت سے سرگوشی کرتے ہوئے ان پر نظر پڑی تو کبھی دیکھا کہ وہ اپنے محبوب قائد سے بے تکلفانہ گفتگو کر رہے ہیں، غرضیکہ چند ہی سالوں میں وہ ایسا اُبھر کر سامنے آئے کہ نیو کراچی ٹاؤن اور ضلع سینٹرل میں اُنہی کا طوطی بولتا تھا اور اپنے اس ٹاؤن کو اس قدر مضبوط کر کے چلے گئے کہ یہ ٹاؤن آج بھی مسلسل اور پے در پے شہادتوں کے بعد بھی بڑے عزم و استقلال اور بلند حوصلوں کے ساتھ مشن جھنگوی شہید کی آبیاری میں مصروف عمل ہے۔

مفتی ذیشان شہید رحمہ اللہ کوئی باقاعدہ خطیب اور مقرر نہیں تھے تاہم ان کی تربیتی نشستوں میں گفتگو سننے کا کئی دفعہ موقع ملا وہ عجیب وغریب مستدلات سے اپنے کارکنوں کی تربیت فرمایا کرتے تھے، ان کے لہجے میں ایک درد اور چہرے سے فکر وغم کے اثرات نمایاں طور پر نظر آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی تربیتی نشست میں گفتگو کرنے کا راقم الحروف کو حکم دیا، وقت مقررہ پر مقام مقرر پر پہنچا تو مسجد کی بالائی منزل میں ساتھیوں کے جھرمٹ میں مفتی ذیشان صاحب تشریف فرما ہیں اور تربیتی گفتگو فرما رہے ہیں، ان کے اختتامی کلمات آج تک میری سماعتوں میں محفوظ ہیں۔ وہ فرما رہے تھے کہ دوستو میں عرض کر رہا تھا کہ اپنے مشن اور نظریہ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر تین صفات پیدا کریں (۱) ربط (۲) خبط (۳) ضبط۔ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ مضبوط ہو، اپنے مشن اور نظریے کا دل و دماغ پر خبط سوار ہو اور مخالف کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یقین جانئے مفتی ذیشان صاحب جس قدر اعتماد، خوبصورتی اور فکرمندی سے قیمتی اور بیش بہا گفتگو فرما رہے تھے راقم اپنے تاخیر سے آنے پر حسرت کر رہا تھا کہ اس قدر قیمتی نکات سے محروم رہ گیا تاہم

CamScanner

ربط، خبط اور ضبط جیسے اہم پوائنٹ اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر گیا۔ بعد میں کسی موقع پر تربیتی نشست میں مجھے مدعو کیا گیا تو مفتی صاحب کو فون کر کے عرض کیا کہ وہ اپنے تین نکات کی تھوڑی تفصیل ارشاد فرمادیں میں نے کسی جگہ بات کرنی ہے تو مفتی صاحب زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے کہ چھوڑو یار کلیانوی صاحب ہماری کیا تربیت ہوتی ہے، بس ویسے ہی ٹائم پاس کرتا ہوں، یہ ان کی کسر نفسی تھی میں نے اصرار کیا تو انہوں نے چند پوائنٹ نوٹ کروائے، یقین جانئے اس قدر عمدہ نکات اور پوائنٹ نوٹ کروائے کہ اسی وقت میں ان کی عظمتوں کا معترف ہوگیا اور آج تک کئی مقامات پر تربیتی نشستوں میں ان کا فیض آگے منتقل کر چکا اور میرے حوالے سے کئی ساتھی آگے ان نکات کو منتقل کر چکے۔

قارئین کو یاد ہوگا آج سے تقریباً 7 سال قبل ریل گاڑی میں امّ المومنین حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کا واقعہ پیش آیا تھا، شب جمعہ کو بعد نماز مغرب مفتی صاحب اکیلے میرے غریب خانے تشریف لائے سلام و دعا کے بعد جیب سے کچھ تصاویر نکالیں اور میرے سامنے رکھ دیں، میں دیکھ کر ہکا بکا اور حیران رہ گیا۔ مفتی صاحب سے تفصیل معلوم کرنا چاہی تو فرمانے لگے مولانا سب آپ کی نظروں کے سامنے ہے میں کیا کہوں؟ اور یہ کہہ کر زارو قطار رونے لگ گئے، جیسے ایک معصوم بچہ بلک بلک کر رویا کرتا ہے۔ اُن کی یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی ضبط کے بندھن کو تھام نہ سکا اور اُن کے ساتھ گریہ وزاری میں شریک ہوگیا، کچھ دیر بعد حالت سنبھلی تو کہنے لگے کہ مولانا ہمیں ان صحابہ دشمنوں سے اسی چیز کی توقع ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ان کتوں نے یہی کچھ کتابوں میں بھی لکھا ہے جو آج مسافر ٹرین میں لکھا ہے لیکن مجھے افسوس اور غم تو اپنوں پر ہے کہ وہ اس قدر غفلت کی چادر کیوں تانے ہوئے ہیں، آج میں ایک بڑے ادارے کے شیخ الحدیث صاحب کے پاس یہ تصویریں لے کر گیا ان کو دکھائیں تو وہ بے فکری سے مجھے واپس دیتے ہوئے فرمانے لگے کہ یہ آپ کا اور آپ کی جماعت کا مسئلہ ہے میں تو مدرس آدمی ہوں، میں کیا کر سکتا ہوں؟ مفتی صاحب فرمانے لگے یار یہ ہمارے علماء کو کیا ہوگیا کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکت سے قرآن و حدیث ملا، جس کی وجہ سے ہم شیخ الحدیث، شیخ القرآن بنے آج انہی کو ہم نے لاوارث چھوڑ دیا، جن کے

CS CamScanner

نام کی ہم روٹی کھارہے ہیں ان کے ناموس کی کوئی فکر نہیں؟ پھر فرمانے لگے کوئی بات نہیں آج اگر ہم ان علماء کو کچھ کہیں تو ''گستاخ'' کہلائیں گے، کل قیامت کے دن فیصلہ ہوجائے گا اور ہم ان کی مداہنت کا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی عدالت میں لے کر جائیں گے کہ آپ کی عزت وناموس پر حملہ ہوتا رہا اور یہ اپنی مسند کو بچاتے رہے۔

1997ء کے کسی دن مرکز اہلسنت کے باہر مفتی ذیشان شہید رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور آج 29 مئی 2012ء مرکز اہلسنت ہی ہے مگر آج باہر نہیں بلکہ اندر دفتر میں مفتی ذیشان شہید رحمہ اللہ سے آخری ملاقات کرنے کے لئے حاضر ہوا، مفتی صاحب کے جسد خاکی پر نظر پڑی تو 15 سال پہلے کا وہ معصوم چہرہ نظروں کے سامنے آگیا اور آج وہ معصوم چہرہ مظلوم چہرہ بن چکا تھا، ظالموں نے بڑی بربریت اور بے دردی سے مفتی صاحب کے چہرے کو گولیوں سے چھلنی کردیا تھا، آدھے سے زیادہ چہرے پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ 2 سے 3 سیکنڈ سے زیادہ مجھ سے کھڑا نہیں ہوا گیا، آنسوؤں کا سیل رواں لے کر دفتر سے باہر آگیا، کئی دن تک مفتی صاحب کا معصوم اور مظلوم چہرہ خواب وخیالات میں چھایا رہا، دفتر سے باہر نکل کر مین روڈ پر آکر کھڑا ہوگیا اور جنازے کا انتظار کرنے لگا۔ 28 مئی کو رات مفتی صاحب شہید ہوئے اور ابھی ظہر کا وقت ہوچکا تھا۔

کارکن جذباتی اور بپھرے ہوئے نظر آرہے تھے تاہم قائدین نے صورت حال کو کنٹرول کیا اور مشتعل کارکنوں کو تسلی دے کر قابو میں کیا، بعدازاں جنازے کے بعد مفتی صاحب کی تدفین کردی گئی، جنازے کی امامت علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی نے کروائی، افسردہ قدم اور بھیگی آنکھیں لے کر گھر آگیا اور سوچنے لگا شہیدوں کا یہ عشق صحابہ، یہ سرخ لہو، کہیں زخمی چھلنی اور مسکراتے چہرے یہ سب ہمارے لئے بہت اہم پیغام ہیں کہ انشاء اللہ شہداء کا قافلہ رکے گا نہیں اور نہ تمہارا خون رائیگاں جائے گا اور دنیا تو آج تمہیں رشک کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے...... ہائے بیچارہ کافر...... ان کی تو آخرت برباد ہوہی چکی، اب تو دنیا بھی ان کے لئے کانٹوں کا بستر بن چکی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالمی سطح پر بہت جلد ان کے دجل وفریب اور کفر کا اعلان ہونے والا ہے اور حالات کی تبدیلی اس کا نقارہ بجا بھی

CS CamScanner

رہی ہے۔

دانش کمال شہید:

مفتی ذیشان شہید رحمہ اللہ کے ساتھ جام شہادت نوش فرمانے والے 7 بہنوں کے اکلوتے بھائی شہید دانش بھی تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ مفتی صاحب نیو کراچی ٹاؤن کی ریڑھ کی ہڈی تھے تو بھائی دانش لیاقت آباد ٹاؤن کی بنیاد تھے، دشمنوں نے ایک ساتھ دو گہرے زخم اہلسنت کو دیئے تھے جس کے اثرات آج تک مندمل نہیں ہو سکے۔

بھائی دانش انتہائی خوبصورت، دراز قد اور بلند ہمتی کے حامل ایک نظریاتی اور اصولی انسان تھے۔ ضلع سینٹرل کو شہادتوں کے باوجود بام عروج تک پہنچانے اور کارکنوں کے شیرازے کو بکھرنے سے بچانے میں اگر چند لوگوں کا کردار ہے تو ان میں تین نام انہی شہزادوں مفتی ذیشان شہید، بھائی دانش شہید اور مفتی سعود الرحمٰن شہید کا ہے کہ جو ہمیشہ دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر اپنے مشن اور نظریے کا فروغ کرتے رہے۔

تحریک دفاع صحابہؓ سے وابستہ کارکنوں کی قربانیوں پر نظر ڈالی جائے تو انسانیت دنگ اور حیران رہ جاتی ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی عشق وفا کے کچھ ایسے پیکر بھی ہیں کہ جو ہر طرح کے انجام سے بے فکر ہو کر صرف یہی نعرہ لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ

ہم مدح صحابہؓ کی اِک دھوم مچا دیں گے
یہ جذبۂ ایمانی عالم کو دکھا دیں گے

جی ہاں! سات بہنوں کا ایک اکلوتا بھائی اور ہو گیا صحابہ کی عظمتوں پر قربان، کیا میرا رب اس قدر عظیم قربانیوں کو رائیگاں جانے دے گا؟ نہ نہ...... میرا رب قدردان ہے، ان مظلوم شہداء کے خون سے انقلاب آئے گا اور ضرور آئے گا اور دنیا یہ نظرہ دیکھے گی کہ اصحاب رسول کے دشمن کو اپنا ایمان ثابت کرنے کے لئے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کہیں بھی کوئی ٹھکانہ میسر نہیں آئے گا اور امت مسلمہ کا بچہ بچہ جھنگوی شہید رحمہ اللہ کا نعرہ اپنا ورد بنا کر اصحابِ رسول کے دشمنوں کے کفر کا اعلان کرے گا۔ انشاء اللہ

جس وقت یہ سطور لکھی جارہی ہیں راقم ایک کانفرنس میں شرکت کر کے واپس پہنچا ہے،

رات کا کافی حصہ بیت چکا ہے جو یقیناً قبولیت دعاء کا وقت ہے، آیئے سب بھائی اور بہنیں اپنے زخمی دلوں...... ٹھنڈے ہاتھوں...... اور گرم آنسوؤں کے ساتھ...... اپنا دامن پھیلاتے ہیں...... اور شہداء کے رب سے...... شہداء کے لئے...... اپنی قبولیت، مقبولیت، حفاظت اور خدمت دین اور دفاع اصحاب رسول کی مسلسل توفیق مانگتے ہیں۔

یا اللہ! کرم فرما، نصرت فرما...... راکھ بہت ہے مگر چنگاریاں بجھی نہیں...... دیواریں اونچی ہیں مگر نالے تھمے نہیں...... سلاخیں موٹی ہیں مگر پیچھے کوئی ہے...... منزل گم ہے مگر دور نہیں...... رات مستی میں ہے مگر دن مرا نہیں...... رسّے تنے ہوئے ہیں مگر ہیں تو مکڑی کے جالے...... طوفان منہ زور ہیں، مگر ساحل پکار رہا ہے...... اے میرے رب! بہت قربانی دے دی، سفید ریش، کڑیل جوان، قیادت، ذمہ دار، کارکنان، ہمدرد، علماء، طلباء، ڈاکٹرز، انجینئر اے اللہ کیسے کیسے عظیم لوگ تیرے محبوب کے محبوب یاروں پر قربان کر دیئے...... اے میرے رب! اب بھی تیرے سہارے...... صرف تیرے سہارے...... ہم میدان میں اُترے ہوئے ہیں:

یارب المدد المدد...... یا ربا المدد

بس تیری محبت، تیرا سہارا، اے میرے پیارے رب! شہداء کے اس خون کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس کی حفاظت کا انتظام فرما اور ملک پاکستان میں خلافت راشدہ کا عملی نظام نافذ فرما۔ (آمین)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

دانش کمال شہید...... جانثاری کی انتہا

سات بہنوں کا اکلوتا بھائی ہو گیا صحابہؓ کی پیاری جماعت پر قربان۔ خدا کی قسم تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا ان کو اپنی زندگی پیاری نہ تھی کیا یہ اپنی بہنوں کے ہاتھوں پر مہندی دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ پھر کیوں ان کی زندگی کی زردی سے پہلے یہ سرخی میں رنگین ہو گئے۔ کیوں انہیں بوڑھی ماں کا خیال نہ آیا۔ کیوں یہ اپنے گھر کو ویران کر گئے؟ کیوں یہ اپنے چمن کو ویران کر گئے؟ کیوں کیوں؟؟ اپنی رفیقہ حیات کو بیوگی کا داغ دے گئے۔ ان سب سوالوں کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ انہیں اپنی جان، بیوی بچوں، بہن بھائیوں، ماں باپ اور ہر چیز سے زیادہ صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کی عزت و ناموس تھی۔ اس مقدس مشن و نظریے کے لیے زندہ رہے اور اسی مقدس کاز پر اپنی جان قربان کر گئے اور جب انہوں نے اپنا جینا مرنا دفاع اصحاب رسول و اہلبیت عظام کو بنایا تو ان کے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی ہیچ ہو گئی اور وہ اس مقدس جماعت کی ناموس پر اپنے وجود کو چھلنی کروا کر ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔

بھائی دانش کمال شہید لیاقت آباد ٹاؤن اور ضلع سینٹرل کے فعال اور انتہائی متحرک ذمے دار تھے۔ صحابہ کرامؓ کی محبت اور عشق ان کی رگ و پے میں پیوست ہو چکی تھی اور وہ اس نظریے کے قائل تھے کہ اے اصحاب محمد ﷺ آپ کا سب کچھ حضور ﷺ پہ قربان تو ہمارا سب کچھ تم پہ قربان یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کی مقدس و مطہر جماعت کے دفاع میں دن و رات صبح و شام دیوانہ وار جدوجہد کرتے ہوئے نظر آئے اور کسی قسم کے دباؤ کو خاطر میں نہ لائے بلکہ اپنے مقدس مشن کی ترویج کے لیے بڑی سے بڑی مصیبت کو جھیل جاتے۔

دراز قد، خوبصورت جسم اور بارونق چہرے کے حامل دانش کمال شہیدؒ انتہائی ملنسار اور محبت کرنے والے انسان تھے یہی وجہ ہے کہ جو شخص دو یا تین دفعہ ان کی صحبت میں آتا وہ ان کی

CS CamScanner

شخصیت سے ضرور متاثر ہوتا اور تھوڑے ہی عرصے میں مشن جھنگوی کو قبول کر کے قافلہ جھنگوی میں شامل ہو جاتا انہوں نے لیاقت آباد سیکٹر میں عبدالرحمن بندھانی اور دیگر ساتھیوں سے مل کر اپنے ٹاؤن میں جماعتی کاز اور نظریے کو زبردست فروغ دیا اور جب انہیں مفتی ذیشان اور مفتی سعود الرحمن اور دیگر نوجوانوں پر مشتمل ایک اچھی ٹیم میسر آئی تو انہوں نے ضلع سینٹرل میں جماعتی کام کو بام عروج پر پہنچایا یہی وجہ ہے کہ مسلسل اور پے در پے شہادتوں کے بعد بھی آج ضلع سینٹرل کراچی کے اضلاع میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن پاک میں خالق لم یزل کا فرمان ہے کہ جو اللہ کے راستے میں شہید کر دیے گئے اللہ پاک ان کے اعمال کو ضائع نہیں فرمائے گا یقیناً صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت پر غلامان صحابہ نے جس دیوانگی اور وارفتگی کی انتہا کر دی ہے اللہ پاک ان کے خون سے ضرور انقلاب لائے گا اور اس انقلاب کی نوید نظر آ رہی ہے کہ آج پوری دنیا یمن، شام، عراق، لبنان میں شیعہ سازشوں اور ایرانی حرمین دشمنی کی وجہ سے سیخ پا ہے اور دنیا کا ہر سنی بچہ حق نواز جھنگوی کے مشن سے متفق ہو کر ان صحابہ دشمنوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ان صحابہ دشمنوں کو علی الاعلان امت مسلمہ کے صفوں سے باہر نکال کر کھڑا کر دیا جائے گا۔

بھائی دانش کمال شہید عظیم صفات کے عظیم انسان تھے ان کے جانے سے پیدا ہونے والا خلا پر ہونا ممکن نہیں ہے۔ تاہم ان کے جانے کے بعد ان کے مشن اور نظریے کو چھوڑا بھی نہیں گیا بلکہ ان کے ساتھیوں نے ان کے مشن کو تھاما ہوا ہے اور وہ کسی بھی قیمت اپنے مشن اور نظریے سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے مقدس خون کو قبول فرما کر مشن حق کی ترویج کا ذریعہ بنائے۔

CS CamScanner

دلشاد معاویہ شہید رحمہ اللہ

حضرت جی ٹائم چاہئے آپ کا..... حضرت جی وقت مل جائے گا؟..... حضرت جی اورنگی والے آپ کو سننا چاہتے ہیں..... حضرت جی کافی عرصہ ہوگیا آپ اورنگی نہیں آئے..... حضرت جی کہاں تک پہنچے..... حضرت جی خیریت سے پہنچ گئے؟

گزشتہ پانچ چھ سالوں میں معلوم نہیں کتنی دفعہ وہ اس قدر خلوص اور پیار سے ہمیں شرف مخاطبت بخشتے، ان کے اس تقیہ کلام ''حضرت جی'' سے پیار، محبت اور خلوص جھلکتا ہوا نظر آتا تھا، وہ علماء، خطباء کے قدر دان، نپے تلے لفظوں میں مخاطب ہوتے اور حد درجہ احترام و خیال رکھتے۔ گزشتہ سالوں میں درجنوں مرتبہ انہوں نے اورنگی ٹاؤن کے جلسوں میں گفتگو کے لئے بلایا مگر یاد نہیں کہ کبھی آنے جانے میں کوئی ذرہ بھر بھی تکلیف ہوئی ہو۔ وہ اپنوں کے لئے حد درجہ نرم خو، مر مٹنے والے اور ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ تھے مگر دشمن اہل بیتؓ و اصحابؓ رسولؐ کے لئے ننگی تلوار اور کسی بھی طور نرم گوشہ رکھنے کو حرام سمجھتے تھے۔

آہ!..... ظالموں نے ایک مرتبہ پھر ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہلسنت والجماعت کراچی ڈویژن کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل، ضلع ویسٹ اور اورنگی ٹاؤن کے صدر، انتہائی فعال و متحرک، کارکنوں کے دلوں میں بسنے والی شخصیت، ملک و ملت کے بہی خواہ، گلی گلی، کوچہ کوچہ عظمت صحابہ کے ترانے پڑھنے والے، کارکنوں کا رشتہ اُن کی قیادت سے مضبوط کرنے والے اور خود اپنی قیادت پر اندھا اعتماد کرنے والے انتہائی سادہ، مخلص، نڈر، بے باک مجاہد برادرم دلشاد معاویہ کو 17 راگست 2015ء کو اس وقت گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا جب وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اسکول چھوڑ کر واپس آرہے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

گزشتہ کئی سالوں سے ملک کی سب سے بڑی مذہبی اور محب وطن تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ قومی ایکشن

CS CamScanner

پلان کے نام پر اسی تنظیم کے مرکزی، صوبائی، ضلعی ذمہ داروں و کارکنان کو بلا جواز گرفتار کر کے پابند سلاسل کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اہلسنت کے قاتلوں کو عدالت کے کٹہرے سے دور رکھ کر قومی سلامتی کے اداروں سے بغاوت پر مجبور کیا جا رہا ہے تاہم اہلسنت والجماعت کی صاحب بصیرت اور ملک وملت سے ٹوٹ کر محبت کرنے والی قیادت ملک دشمنوں کی ہر سازش کو اپنے مضبوط عزائم اور محب وطن پالیسی سے ناکام بنا رہی ہے اور بڑے سے بڑے سانحے کے بعد بھی کارکنوں کو پُرامن رہنے کی تلقین کر کے حکمرانوں اور ملکی سیکورٹی کے اداروں کو یہ واضح پیغام دے رہی ہے کہ یہ ملک ہمارے اکابر نے بنایا تھا اور اس ملک کو دولخت کرنے کی سازشوں کو ہم اپنا خون دے کر ناکام بنائیں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''صحیح بخاری'' کی ''کتاب الجہاد'' میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک صاحب مسلمان ہوتے ہی میدانِ جہاد میں کود پڑے انہوں نے ابھی تک ایک نماز بھی ادا نہ کی تھی کیونکہ نماز کا وقت ہی ان پر نہیں آیا تھا، ادھر کلمہ پڑھا، مسلمان ہوئے اور ادھر جنت کے میدان میں اُتر پڑے اور شہید ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اونچا مقام دیکھ کر فرمایا: ''عمل قلیل واجر کثیر'' کہ تھوڑی دیر کا عمل کیا اور بہت بڑا اجر پالیا۔
ہمارے دلشاد بھائی اس زمانے میں اس حدیث شریف کا مصداق نظر آتے ہیں اور انہیں یہ مقام اس لئے ملا کہ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت سے سچا عشق کیا اور جو سچا عشق کرتا ہے وہ انجام کی پرواہ نہیں کرتا۔

جان دے دی ہم نے اُن کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

ایک یونٹ کی ذمہ داری سے دلشاد بھائی نے تنظیمی سفر کا آغاز کیا اور صرف دو تین سال میں ضلع اور ڈویژن تک کا سفر طے کر لیا اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ پورے اورنگی ٹاؤن کی سُنی قوم کی آنکھوں کا تارا بن گئے اور پھر اسی قدر تیز رفتاری سے جنت کے مہمان اور خلد بریں کے مکین بن گئے۔ دلشاد بھائی! لاشک ولاریب آپ اس قابل ہیں کہ آپ کے ماں باپ آپ پر فخر کریں، امت مسلمہ آپ پر فخر کرے اور سُنی نوجوان آپ کو اپنا آئیڈیل بنائیں۔

CamScanner

دلشاد معاویہ شہید رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے سعادت والی عظیم موت شہادت ،عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھنے والے مسلمان کے لئے شہادت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوسکتی ہے۔ رب کعبہ کی قسم شہادت بہت عظیم، بہت لذیذ اور بہت مست نعمت ہے۔ میرے بھائی دلشاد معاویہ بہت خوش نصیب تھے، وہ زندہ رہے تو صحابہ کے در کے چوکیدار بن کر اور رخصت ہوئے تو شہید بن کر...... واہ خوش نصیبی، واہ خوش نصیبی موجودہ زمانے کے نوجوان فخر کر سکتے ہیں کہ انہوں نے دلشاد معاویہ، ڈاکٹر فیاض، مفتی سعود، مولانا احسان اللہ، مولانا اکبر سعید اور ان جیسے سینکڑوں اولوالعزم، جری، بہادر نوجوانوں کا زمانہ پایا کہ جنہوں نے اصحاب رسول کی عزت وحرمت کی خاطر اپنی کڑیل جوانیوں کو وار دیا، معلوم نہیں کتنے نوجوانوں نے ان شہداء کی قربانیوں کو دیکھ کر فسق و فجور اور رقص و سرور والی زندگی سے توبہ کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس و پاکیزہ جماعت کی غلامی کو اپنا ذریعہ نجات سمجھا ہوگا۔

ہمارا ایمان ہے کہ دلشاد بھائی کی زندگی اسی قدر تھی جتنا وہ زندہ رہے مگر جب ان کی زندگی ختم ہوئی تو موت کی جگہ ایک نئی اور حسین زندگی شروع ہوگئی، ان کا مبارک خون انشاءاللہ ضرور رنگ لائے گا، ان کے گھر والے یقیناً غمگین ہوں گے مگر اس غم میں ان کے لئے شرف ہے، عزت ہے، سعادت ہے، بشارت اور مزہ ہی مزہ ہے، ایک مومن کے لئے شرابِ شہادت سے بڑھ کر مست چیز اور کیا ہوسکتی ہے۔ شکر ہے لاکھ لاکھ کہ ہمارے زمانے میں شرابِ شہادت خوب مل رہی ہے، ایک وقت تھا اللہ والے شہادت کو ترستے تھے، راتوں کو اُٹھ اٹھ کر دعائیں مانگا کرتے تھے مگر اب اللہ کا احسان دیکھیں کہ زمانے کے کافروں اور ان کے ایجنٹ منافقوں نے ہمیں الحمدللہ مسلمان تسلیم کرلیا ہے اور مسلمان کا بہترین انجام شہادت ہے، اس بہترین انجام والے دلشاد معاویہ اپنے حصے کے کام کو نمٹا کر عنداللہ سرخرو ہو چکے ہیں اور دلشاد بھائی کا عشق صحابہ، لہو رنگ، جنازہ، مطمئن چہرہ یہ سب ہمارے لئے واضح پیغام ہیں کہ انشاءاللہ مشن حق کی حقانیت کے اس قدر واضح دلائل دیکھنے کے بعد قافلہ رُکے گا نہیں اور تمہارا خون بھلایا نہیں جائے گا بلکہ تمہارے بعد بھی تمہارا مشن انشاءاللہ جاری رہے گا۔

دلشاد بھائی اب ہم میں نہیں ہیں اور ان کے فراق پر ہر دردمند اور درد دل رکھنے والا

CS CamScanner

صدمے میں ہے مگر اس کے ساتھ تسلی اس بات کی ہے کہ ہمارے شہداء ایسے حال میں رخصت ہوتے ہیں کہ ان کی شخصیت کا ستارہ بام عروج پر ہوتا ہے۔ دلشاد بھائی ایسے حالات میں ہم سے جدا ہوئے کہ آپ اپنے سیکٹر اور ضلع کے ہر دلعزیز بن چکے تھے اور اس کے ساتھ دل کو مزید اطمینان اس پہلو سے بھی ہے کہ آپ کی شہادت حقیقی شہادت ہے اور آپ بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے لئے ہمہ دم تیار اور ہر لحظہ مستعد تھے۔ اورنگی ٹاؤن کی سرزمین پر جو خون ناحق 17 /اگست 2015ء کو رزق خاک ہوا اس کی ظاہری قبولیت اس دن ہوئی ورنہ جاننے والے تو جانتے ہیں کہ آپ یہ خون تو اسی دن اپنے رب کے حضور پیش کر چکے تھے جب سے عظمت صحابہ کے پرچم کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر میدانِ عمل میں اُترے تھے۔ آپ نے اپنے مقدس مشن سے نسبت کی لاج رکھی اور کسی قسم کی مداہنت کا شکار ہوئے بغیر اس پر گامزن رہے۔ جس کو آپ کی شہادت نے اور زیادہ مدلل اور مؤثر کر دیا۔

دلشاد معاویہ جب تک زندہ رہے خوب دیدہ دلیری سے دشمن سے نظریاتی جنگ لڑتے رہے مگر شہادت کے بعد تو وہ دشمن کے لئے اور زیادہ خطرناک ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ساتھی ان کے مشن کو کامیاب بنانے کا عزم مصمم کر چکے ہیں اور وہ اپنے دلوں میں ابلنے والے انتقام کے شعلوں کو جو خطرناک انداز میں بھڑک اٹھے ہیں اُن کی دی ہوئی محب وطن جماعتی پالیسی کے ذریعے مشن کو منزل تک پہنچا کر ٹھنڈا کریں گے۔ (انشاء اللہ)

آخر میں دل کی عقیدت اور محبت کے ساتھ دلشاد معاویہ شہید رحمہ اللہ کی پاکیزہ اور سرفراز روح کو سلام پیش کرتے ہیں...... سلام اے دلشاد بھائی، آپ تکلیف و مشقت اٹھا کر بھی اپنے مشن و کاز پر ڈٹے رہے اور آپ کے نظریے اور عزم میں کوئی کمی نہ آئی۔ یہ آپ کے اخلاص کا نتیجہ تھا کہ آپ کا جماعتی فیض آج آپ کے سیکٹر اور ضلع میں ہر طرف پھیل گیا ہے اور آپ کا دیا ہوا سبق یاد ہے کہ ''میرے بعد کمزور نہ ہو جانا''...... نہ نہ، ہم بزدلی اور کمزوری کا شکار نہیں بلکہ آگے بڑھ رہے ہیں اور انشاء اللہ بڑھتے رہیں گے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

مولانا دلفراز معاویہ شہید، قاری ابوبکر شہید

گھنی داڑھی، دراز زلفیں، گوری سرخی مائل رنگت، مناسب قد تنومند جسم کے حامل، ہردل عزیز اور دلربا، شہید عفت امّی عائشہ، زینت اسٹیج مولانا دلفراز معاویہ شہید 1984ء کو صوبہ سرحد کے ضلع مانسہرہ میں حاجی گلفراز کے ہاں پیدا ہوئے، بعدازاں 1990ء میں اہل خانہ ترک وطن کر کے کراچی شہر آباد ہوگئے چنانچہ 1997ء میں آپ نے قرآن مجید ناظرہ و حفظ کا آغاز کیا اور چند سالوں میں مکمل کرلیا۔ 2004ء میں درس نظامی کا آغاز کیا اور 2011ء میں جامعہ بنوریہ سے سند فراغت حاصل کی، تعلیم کے دوران سن 2008ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، اللہ نے ایک بیٹا معاویہ اور بیٹی عائشہ سے نوازا۔ خطابت کا آغاز عائشہ مسجد سائٹ ٹاؤن سے کیا اور شہادت سے کچھ عرصہ قبل مواچھ گوٹھ کے ایک مدرسے میں صدر مدرس و ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات بھی سرانجام دیں۔ جماعتی سطح پر یونٹ اور ٹاؤن کی مختلف ذمہ داریوں پر کام کیا تاہم اپنی مخصوص خطابت ونقابت کی وجہ سے کراچی کے کارکنوں کے دلوں میں بستے تھے اور اندرون سندھ اور پنجاب میں بھی کئی حلقوں میں مشہور و معروف تھے۔ بعدازاں جماعتی اشاعتی ادارے صدائے اہلسنت اور ترجمان الایثار نیوز کے حوالے سے بھی قائدانہ کردار ادا کرتے رہے اور خلفائے راشدین کے ایام ہائے وفات و شہادت پر شہر بھر میں خوبصورت اور دیدہ زیب اشتہارات، پینا فلیکس، سائن بورڈز سے شہر کو سجا دینا ان ہی کا خاصہ تھا، مقامِ شہادت کی طرف جاتے جاتے وہ جماعتی احباب اور سنی قوم کو اہلسنت ڈائری کا تحفہ بھی دے کر گئے۔

مولانا دلفراز معاویہ شہید کی پوری زندگی دین حق کی ترویج، اسلام کی تبلیغ، دفاع اصحاب رسول واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم میں گزری، انہوں نے ایک مجاہدانہ زندگی گزاری بلکہ وہ جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی سپاہ کے صف اوّل کے سپاہی تھے، ان کو معلوم تھا کہ وہ جس دیدہ دلیری اور

CS CamScanner

جرأت وبہادری اور بے باکی سے صحابہ کی عظمتوں کا پرچار کررہے ہیں دشمن کو یہ انداز نہ کبھی پہلے بھایا ہے اور نہ کبھی آئندہ بھائے گا تاہم وہ بلاخوف وخطر صحابہ کی عظمتوں کا پرچم تھامے ہوئے جانب منزل رواں دواں رہے اور بالآخر جام شہادت نوش فرما کر خلد بریں کے مکین بن گئے۔

راقم الحروف کی اُن سے نظریاتی رفاقت تھی اور جس قدر ملاقاتیں ہوئیں وہ خالصتاً جماعتی معاملات پر مشتمل تھیں بلکہ نجی ملاقاتیں تو اس قدر نہ تھیں تاہم اسٹیج پر اُن سے لیاری، اورنگی، نارتھ ناظم آباد، بلدیہ، نیو کراچی، گزری، گولیمار، کھڈہ مارکیٹ، قائدآباد اور معلوم نہیں کہاں کہاں ان کے نورانی چہرے کی زیارت سے فیض یاب ہوئے اور آج جب اُن کی حسین یادوں کو زینت قرطاس بنانے بیٹھا ہوں، یادوں کے دریچے ہیں جو نظروں کے سامنے کھلتے چلے جارہے ہیں۔ وہ ان کا میری آمد پر محبت کے اظہار میں کھڑے ہوجانا اور والہانہ انداز میں گلے سے لگالینا اور مخصوص انداز میں استفسار کرنا کہ اور شیخ کیا حال ہیں؟ اور پھر میری حقیقت سے زیادہ اپنی عقیدت میں اونچے القاب سے نوازنا اور دوران تقریر داد دیتے رہنا اور پھر واپسی جاتے ہوئے اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے احتیاط اور دیکھ بھال کر جانے کی تلقین کرنا یقیناً یہ ان کی عمدہ سیرت کے روشن باب ہیں جو ہمیں مدتوں انشاء اللہ یاد رہیں گے۔

مجھے اچھے طریقے سے یاد ہے اورنگی کے ایک جلسے میں راقم مدعو تھا اور نقیب محفل مولانا دلفراز معاویہ تھے، منتظمین جلسہ نے میرے بیان کا دورانیہ آدھا گھنٹہ مقرر کیا تاہم مائیک پر بلانے کے بعد مولانا نے فرمایا کہ شیخ مختصر بیان کرنا ہے۔ راقم نے سمجھا کہ شاید انتظامیہ کے پاس وقت کی قلت ہے، اس لئے فیصلہ تبدیل ہوگیا تاہم جب مختصر بیان کے بعد اسٹیج سے اترا تو منتظمین نے استفسار کیا کہ اتنا مختصر کیوں بولے؟ میں خاموش ہوگیا تاہم بعد میں بذریعہ میسج مولانا دلفراز سے شکوہ کیا کہ آپ نے میرے ساتھ ناانصافی کی اور قدرے ناراضگی کا اظہار بھی کیا تاہم اگلے جلسے میں اس وقت بڑا لطف آیا کہ جب میری آخری تقریر تھی تو مولانا دعوت دینے کے بعد فرمانے لگے کہ شیخ اب کھل کر تفصیلی خطاب کریں، ساری رات آپ کی ہے۔ راقم کو ان کے یہ جملے سن کر بے اختیار ہنسی آئی اور وہ بھی خوب ہنسنے لگے اور ہنسی کا اچانک اس قدر غلبہ ہوگیا کہ خطبہ پڑھنا مشکل ہوگیا تاہم وہ معاملہ سمجھ گئے اور فوراً اُٹھ کر چلے گئے جس

سے ہنسی کنٹرول ہوئی تاہم بعد میں جب بھی بیان کے لئے مدعو کرتے یہ جملہ ضرور کہتے کہ مولانا تفصیلی خطاب کریں۔ آہ دلفراز یقیناً آپ اپنے حصے کا کام کر کے دنیا سے رخصت ہوئے، آپ نے اپنے مشن سے وفا کی تاہم آج یقیناً آپ کے جانے کے بعد اسٹیج کی رونق ماند نظر آتی ہے، وہ آپ کا مخصوص انداز، وہ آپ کی کالی چادر، وہ آپ کے اشعار، آپ کے نعرے سب ہی کچھ تو یاد آتا ہے، آپ گئے تو آپ کا سب کچھ آپ کے ساتھ چلا گیا۔ ہاں مگر آپ کی ایک چیز آج تک ہمارے پاس محفوظ ہے جسے ہم نے اپنے سینے سے لگا کر رکھا ہوا ہے اور آپ کی روح پرنور سے وعدہ ہے انشاءاللہ ہم بھی اسے مرتے دم تک اپنے سینے سے لگا کر رکھیں گے اور وہ آپ کا مقدس مشن۔ جی ہاں! آپ نے قائد جھنگوی شہید سے روحانی تعلق کو اس قدر نبھایا کہ انہی کے یوم شہادت پر جامِ شہادت نوش فرمالیا۔ ہم بھی آج آپ کے اور قائد جھنگوی رحمہ اللہ کے یوم شہادت پر آپ حضرات کی ارواح سے وعدہ کرتے ہیں کہ 24 سال پہلے حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ اور 2 سال پہلے دلفراز معاویہ آپ نے جو مشن چھوڑا تھا آج سنی قوم اور صحابہ کے جیالے قائد لدھیانوی و فاروقی کی بصیرت افروز قیادت میں جانب منزل رواں دواں ہیں اور انشاءاللہ وہ دن دور نہیں کہ آپ حضرات کے پاکیزہ خون کی برکت سے یہ جماعت جب اپنی منزل کو پہنچے گی۔ (انشاءاللہ)

22 فروری 2013ء آپ جمعہ کی امامت کرنے کے بعد بلدیہ کے ذمہ دار قاری ابوبکر کے ہمراہ ایک کام سے واپس آتے ہوئے صدیق سنز (سائٹ) کے گیٹ کے بالکل سامنے پہنچے تو دشمن پہلے ہی سے اپنے ہدف کے انتظار میں تھا چنانچہ ہر دو حضرات پر ملک و ملت کے دشمنوں نے گولیوں کی برسات کر دی، ہر دو شہید کو چار چار گولیاں لگیں اور موقع پر جام شہادت نوش کر گئے۔ اگلے دن 23 فروری کو عابد آباد گراؤنڈ میں مولانا دلفراز معاویہ کا جنازہ ہوا اور گلشن عمرؓ کے سامنے قاری ابوبکر کا جنازہ ہوا دونوں جگہ امامت کے فرائض علامہ تاج محمد حنفی مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ بعد ازاں مولانا دلفراز معاویہ کو مقامی قبرستان میں مولانا احسان اللہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کے پہلو اور قاری ابوبکر کو آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

مولانا محمد انذر قاسمی شہید (سیالکوٹ)

صوبہ پنجاب کا شہر سیالکوٹ ایسا زرخیز خطہ ہے جہاں ایسی نامور شخصیات نے جنم لیا جن کی دھوم چاردانگ عالم میں گونجی، ان میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ، علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ، علامہ خالد محمود (پی ایچ ڈی لندن)، سیّد انور حسین نفیس المعروف سیّد نفیس شاہ صاحب، مولانا محمد حیات قادیانیؒ، معروف اہل حدیث عالم دین علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ (اہل حدیث) یہ وہ حضرات ہیں جن کی گونج نہ صرف ملک پاکستان بلکہ پورے عالم میں پھیلی اسی زرخیز زمین کے نامور سپوت مولانا محمد انذر قاسمی بھی تھے جن کی دینی علمی اور تحریکی صلاحیتوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1977ء سے لے کر تادم شہادت 1995ء تک آپ نے تمام دینی تحریکوں میں حصہ لیا بلکہ آپ ایک ادارے اور ایک جماعت کی حیثیت سے کردار ادا کرتے رہے ایک ہی وقت میں سپاہ صحابہؓ اور حرکت الانصار کے ضلعی سرپرست، جمعیت علماء اسلام کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات، تحفظ ختم نبوت کے رہنما، مدرسہ فاروقیہ اور مدرسۃ البنات کا اہتمام ان تمام ذمے داریوں کو آپ بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے، آپ نے پوری زندگی باطل کے خلاف کلمہ حق کہتے ہوئے گزاری، آپ حقیقتاً وہ گل نرگس تھے جو ہزاروں سال کے بعد زینت چمن بنتا ہے، ایسا نمونہ صدق و وفا پیکر جود وسخا، داعی علم وعمل، نمونۂ علم وحکمت قدرت کبھی کبھی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجتی ہے جن کی تڑپ اور فکر کی روشنی قوموں کے لئے عروج کا ذریعہ بنتی ہے بلاشبہ آپ اسلام کی عزت وعظمت کا نشان تھے۔

1950ء میں آپ نے مولانا محمد اسماعیل قاسمی رحمہ اللہ کے گھر جنم لیا، بعدازاں اللہ رب العزت نے مولانا اسماعیل قاسمی رحمہ اللہ کو پانچ بیٹوں سے اور نوازا لیکن ان سب میں جو مرتبہ اور کمال مولانا انذر کو حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کے نصیب میں نہ تھا۔ مولانا قاسمی رحمہ

CS CamScanner

اللہ کے والد چونکہ خود فاضل دیوبند تھے اس لئے آپ نے اسی مسلک ومزاج پر اپنے بیٹے کی تربیت کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ بیٹا ہر میدان میں فاتح نظر آیا، ابتداء آپ نے حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی بعدازاں میٹرک پاس کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ جس وقت میٹرک پاس خال خال ہی ملتے تھے اور سرکاری نوکری کے لئے میٹرک پاس ہونا کافی تصور کیا جاتا تھا تاہم مولانا کے والد کا مقصد ان کو دنیاوی منصب نہیں بلکہ دینی منصب پر فائز کروانا تھا اس لئے سرکاری ملازمت کے بجائے درس نظامی میں داخل کروادیا جس سے آپ نے 1976ء میں سند فراغت حاصل کی۔

1976ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا انذر قاسمی نے عملی میدان میں قدم رکھا ہی تھا کہ انہیں عظیم صدمہ سے دوچار ہونا پڑا کہ 1977ء میں ان کے مشفق باپ اور بہترین مربی واستاذ مولانا اسماعیل قاسمی دار فانی سے کوچ فرما گئے، اس قدر عظیم صدمے کے باوجود آپ نے بڑے حوصلے سے کام لیا اور والد محترم کے چھوڑے ہوئے دینی مناصب کو بحسن وخوبی سنبھالا اور تھوڑے ہی عرصے میں دین دشمنوں کو آپ کی سرگرمیاں از حد بری لگنے لگیں تاہم مولانا قاسمی ایک دیوانے کی طرح اپنے فرائض منصبی کو بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے۔

مولانا قاسمی رحمہ اللہ اگرچہ سند فراغت حاصل کرتے ہی دینی سرگرمیوں میں سرگرم عمل ہوگئے تھے لیکن 1986، 1987ء کے سال ان کی زندگی میں ایک عجیب انقلاب برپا کر گئے جب امیر عزیمت مرشد جھنگوی شہید رحمہ اللہ ضلع سیالکوٹ کے مشہور مقامات شاہی مسجد پسرور اور ڈسکہ کے مشہور قصبہ گلوٹیاں تشریف لے گئے تا کہ اپنے مشن اور پروگرام کو ان لوگوں تک پہنچایا جائے۔ آپ نے مولانا جھنگوی رحمہ اللہ کی آواز پر لبیک کہا اور قافلہ حقہ میں شمولیت اختیار کر لی اور اوّل روز ہی سے ضلع بھر میں جماعتی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہوگئے۔ 1988ء کے آغاز میں آپ سپاہ صحابہ ضلع سیالکوٹ کے سرپرست منتخب ہوئے اور تادم شہادت اسی ذمہ داری پر فائز رہے۔

19 جنوری 1995ء رمضان کی ایک شب کو آپ کا وقت موعود آ گیا جس کی مولانا قاسمی کو ایک عرصے سے آرزو تھی، آپ مدرسہ فاروقیہ سے تراویح پڑھا کر تقریباً ساڑھے 9 بجے

CS CamScanner

اپنے گھر سے کچھ فاصلے پر تھے کہ آپ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا گیا۔ اگلے روز 20 جنوری کو سینیٹر مولانا سمیع الحق کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور بعد ازاں آبائی قبرستان میں آپ کی تدفین کر دی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

مولانا عارف چشتی شہید (بریلوی)

دنیا کے اندر بہت سے لوگ آتے ہیں اور اپنا مقررہ وقت پورا کرنے کے بعد چلے جاتے ہیں لیکن دنیا کے اندر بعض ایسے خوش نصیب لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی چندروزہ زندگی میں دین کی بقاء اور اس کے تحفظ کے لئے کفر سے ٹکرا کر کفر کو نیست و نابود اور حق کو واضح کرتے ہوئے شہادت کا تاج پہن کر ''حیاتِ جاوداں'' پا کر جنت کو اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں اور بعد کے لوگوں کے لئے روشن راہیں چھوڑ جاتے ہیں۔

''پاکستان سنی علماء فورم'' کے چیئرمین ممتاز عالم دین، شعلہ نواں مقرر و خطیب علامہ محمد عارف چشتی بھی انہی خوش نصیب انسانوں میں سے تھے، آپ کا تعلق بریلوی مسلک سے تھا، وہ بلا کے خطیب، مقرر اور عوام اہلسنت میں انتہائی مقبول و محبوب تھے۔ مشن حق نواز سے متاثر ہوکر 1994ء کے آغاز میں باضابطہ سپاہ صحابہؓ کی تحریک سے وابستہ ہوئے اور پھر مشن جھنگویؒ کے فروغ اور دشمنانِ اصحاب رسولؐ کے دجل و فریب کو بےنقاب کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

علامہ شہید کی تقریر کا انداز انتہائی جاندار، دلائل و براہین سے مزین اور جرأت و بہادری سے آراستہ ہوا کرتا تھا، وہ بہت قلیل مدت میں اپنی خوبصورت خطابت کے ذریعے ملک کے طول و عرض میں پہچانے جانے لگے تھے، آپ کی محبت و عقیدت سپاہ صحابہ کی قیادت کے ساتھ والہانہ تھی، ناموس صحابہ بل کی منظوری کے لئے آپ علامہ محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے شانہ بشانہ تھے اور ملک بھر میں بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے رائے عامہ ہموار کرنے میں آپ نے کلیدی کردار اختیار کیا۔ اسی بل کی منظوری کے لئے لاہور مسجد شہداء سے اسمبلی ہال تک نکلنے والے تاریخی جلوس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ ''میری زندگی ناموس صحابہ و اہل بیت کے لئے وقف ہے اور میں امی عائشہ کی ناموس ذ

CS CamScanner

حرمت کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔"

علامہ عارف چشتی شہید گفتار کے نہیں کردار کے غازی تھے، وہ قول کے بجائے عمل پر یقین رکھتے تھے، وہ دفاع صحابہ کی تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے اپنے بریلوی مسلک کے علماء ومشائخ میں سے ہر ایک کے دروازے پر گئے، انہیں دشمنانِ صحابہ کے کفریہ عقائد بتلائے اور مشن جھنگوی سے وابستہ کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام کیا۔ انہوں نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت وعظمت کے تحفظ کے لئے مشائخ کے قدموں میں اپنی پگڑی بھی اتار کر رکھی اور علماء کو مصلحت چھوڑ کر میدان عمل میں آنے کی ہمیشہ دعوت دیتے رہے۔

علامہ عارف چشتی نے مشن جھنگوی کے فروغ کے لئے وسائل سے محروم ہونے کے باوجود "سنی علماء فورم" کی بنیاد رکھی اور تیزی سے اسے ملک بھر میں فعال کیا۔ شہادت سے کچھ عرصہ پہلے فورم کے تحت "صدیق اکبرؓ" کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد کیا جس میں کھل کر مشن دفاع صحابہؓ کی حمایت کی اور وزراء اور علماء کے سامنے دشمنان صحابہ کو بڑے خوبصورت انداز سے بے نقاب کیا۔

18 نومبر 1995ء اتحاد بین المسلمین کے اس عظیم داعی کو لاہور شاہدرہ کے قریب بعد نماز عشاء اس وقت بربریت کا نشانہ بنایا گیا جب وہ درس قرآن دے کر اپنے ساتھی کے ہمراہ موٹر سائیکل پر جا رہے تھے۔ آپ کی قبر مولانا اعظم طارق نے اپنے ہاتھوں سے تیار کی، داتا دربار کے خطیب علامہ مقصود احمد قادری کی امامت میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جنازہ ہوا اور بعد ازاں تدفین کی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

مفتی معاویہ شہید رحمہ اللہ

﴿شہادت 24 دسمبر 2012ء﴾

دراز قد، بھرا ہوا جسم، معصوم سا چہرہ، اس پر نظر کا چشمہ، گھنی داڑھی، سر پر خانقاہی ٹوپی سجائے صرف 26 سال کی مختصری زندگی میں حافظ، عالم، مصنف، مدرس، امام، خطیب، مربی، خلیفہ مجاز جیسے دینی مناصب جلیلہ پر فائز مفتی معاویہ شہید رحمہ اللہ 11 مئی 1986ء کو عروس البلاد شہر کراچی کے علاقے مجاہد کالونی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نورالہدیٰ جو کہ اپنے حلقہ احباب میں پیارے حسین کے نام سے مشہور ہیں، فقیہ العصر مفتی اعظم مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ سے نسبت ارادت رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنے شیخ و مرشد کے مشورے سے عظیم صحابی رسول، فاتح شام وقبرص، امیر المومنین سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے نسبت کرتے ہوئے نومولود کا نام معاویہ تجویز کیا۔ والد محترم نے اپنے دینی مزاج اور شیخ کامل کی صحبت و برکت کی وجہ سے دیگر بچوں کی طرح اپنے لاڈلے نونہال کو ابتدائی عمر میں ہی دینی ومذہبی درسگاہ میں داخل کروادیا چنانچہ آپ نے ابتدائی ناظرہ اور کچھ سپارے اورنگی ٹاؤن کے مدرسے اشاعت القرآن میں پڑھے، بعدازاں والد محترم اورنگی ٹاؤن سے ہجرت کر کے نارتھ کراچی منتقل ہوگئے تو آپ نے بقیہ سپارے ملک پاکستان بالخصوص شہر کراچی کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ انوارالقرآن آدم ٹاؤن نارتھ کراچی میں قاری حق نواز کے پاس پڑھے، تکمیل حفظ کے بعد آپ نے جامعہ ہذا میں درس نظامی کا آغاز کیا، درجہ متوسطہ، اولیٰ، ثانیہ مکمل پڑھنے کے بعد آپ کا دل حفظ قرآن کی پختگی کی طرف متوجہ ہوا، ایک سال آپ نے پھر مکمل طور پر قرآن مجید کی پختگی کے لئے وقف کردیا، گردان کرنے کے بعد دوبارہ درجہ اولیٰ سے منقطع شدہ تعلیمی سلسلے کا آغاز کیا۔ درجہ اولیٰ ثانیہ جامعہ انوارالقرآن میں پڑھنے کے بعد درجہ ثالثہ، رابعہ جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال میں پڑھے، درجہ خامسہ وسادسہ

پھر جامعہ انوار القرآن میں پڑھے اور انتہائی دو سال مکمل پابندی، لگن اور محنت سے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی میں استاذ المحدثین، رأس المحققین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، استاذ المناظرین، محقق دوراں مفتی منظور احمد مینگل، مولانا یوسف افشانی، مولانا محمد انور، مولانا ولی خان المظفر، مولانا نور البشر و دیگر اساطین علم سے پڑھے۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد ایک سال مدرسہ یٰسین القرآن نیو کراچی میں مفتی نجم الحسن امروہوی کے پاس تخصص فی الافتاء پڑھ کر فقہ و افتاء کے اندر اسپیشلائزیشن کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ محمودیہ بفرزون میں مفتی عبدالرحمٰن مدنی و دیگر اساتذہ کے پاس انگلش لینگویج کورس بھی کیا۔ مزید برآں اسی دوران خلاصہ مسند امام اعظم کے نام سے درجہ سادسہ کے نصاب میں شامل مسند امام اعظم کی شرح بھی لکھی جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ آپ علوم باطنی کے اسباق کی طرف بھی متوجہ رہے چنانچہ دوران طالب علمی جب آپ درجہ خامسہ میں متعلم تھے، قطب الاقطاب، امام الاولیاء شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مفتی مختار الدین شاہ صاحب کے دست اقدس پر بیعت کی اور اس کے بعد مسلسل اپنے شیخ سے متعلق رہے۔ سالانہ اجتماع میں شرکت، سالانہ تعطیلات میں شیخ کے پاس حاضری، شیخ کے حکم پر خانقاہ میں چلہ و دیگر ترتیبات کے ذریعے مسلسل اپنے شیخ سے رابطے اور تعلق میں رہتے اور اصلاحِ نفس کے لئے ملنے والے ہر سبق کو پورا کرتے۔ بالخصوص جب سالانہ اجتماع کے لئے حضرت الشیخ کی کراچی تشریف آوری ہوتی تو ان کی سرگرمیاں اور طلباء و عوام الناس کو اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے محنت، جدوجہد اور نقل و حرکت قابل دید ہوتی۔ اُن کی اسی لگن، جدوجہد، تکمیل اسباق اور باطنی ترقی کو دیکھتے ہوئے ان کو شہادت سے کچھ ماہ قبل اجازت بیعت دے کر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

علوم ظاہری سے سند فراغت کی تحصیل کے بعد آپ نے ایک سال مدرسہ ریاض الجنہ نارتھ کراچی میں بنین و بنات کے کچھ اسباق کے ساتھ دراسات دینیہ کے طلباء کی بھی تعلیمی و اخلاقی تربیت کی۔ بعد ازاں اساتذہ اور بڑوں کے مشورے سے اپنے کچھ ہم عصر مخلص احباب

CS CamScanner

کے ساتھ مل کر نارتھ کراچی کی ایک مسجد کے امام صاحب سے اجازت لے کر ان کی مسجد میں دراسات دینیہ کی کلاسز کے اجراء کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے بھرپور تشہیر کی اور نوجوانوں پر بھرپور محنت شروع کی جس کا ثمرہ ظاہر ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں نوجوانوں کی بڑی تعداد داخلے کے لئے متوجہ ہوئی تاہم نوجوانوں کا دین کی طرف متوجہ ہونا مسجد انتظامیہ کو کسی بھی طرح نہ بھایا اور امام صاحب کے ذریعہ مفتی معاویہ کو کلاسز کے انعقاد سے روک دیا گیا تاہم انہوں نے اب بھی ہمت نہ ہاری اور بلند جذبات اور بھرپور حوصلے کا مظاہرہ کیا اور کلاسز کا انعقاد اپنے گھر میں کرنے کا فیصلہ کیا۔ کچھ دن تک اسباق کا سلسلہ گھر پر ہی جاری رہا، بعد میں علاقے کی معروف دینی و روحانی شخصیت امام وخطیب جامع مسجد مدنی آدم ٹاؤن کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے ایک تعلق والے کے رفاہی مکان کی نشاندہی کی اور ان سے فرما کر کلاس کو وہاں منتقل کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد، علاقے میں مذہبی تعلیم کے فروغ کے ثمرات اور مفتی معاویہ کے اخلاص، جہد مسلسل کو دیکھتے ہوئے مکان کے مالکان نے اسے مسجد میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد سارے معاملات مفتی معاویہ کے حوالے کر دیے جنہوں نے تھوڑے ہی عرصے میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کر کے اس میں پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ جمعہ کا بھی آغاز کر کے علاقے کے مسلمانوں کی دینی تشنگی دور کرنے کا سامان پیدا کیا۔

نام کی اونچی نسبت، خالص مذہبی گھریلو ماحول اور مرکز اہلسنت ناگن چورنگی سے رہائشی قربت کی وجہ سے مفتی معاویہ کا ذہن مکمل طور پر مشن جھنگوی شہید کو قبول کر کے اس کے ہم آہنگ ہو چکا تھا۔ اپنے ایمانی ونظریاتی جذبات کی تسکین کے لئے وہ پابندی سے نماز جمعہ ابتدائی صفوں میں حضرت ندیم شہید رحمہ اللہ کے پیچھے ادا کرتے، قائدین کی تقاریر پر مشتمل بیانات کی کیسٹیں اور اسٹیکرز خریدتے اور مختلف کانفرنسز، مظاہروں اور جلسوں میں شرکت کرتے۔ یہاں راقم الحروف اس بات کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ راقم کو جماعتی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی پروگرام میں لے جانے کا سہرا مفتی معاویہ کے سر جاتا ہے کہ جب وہ بندے کو مولانا اعظم طارق شہید اور علامہ علی شیر حیدری شہید کی رہائی کے سلسلے میں ریگل چوک پر

CS CamScanner

ہونے والے مظاہرے میں شرکت کے لئے لے گئے تھے اور جب مولانا محمد اعظم طارق شہید ایک طویل اسیری گزار کر کراچی تشریف لائے تھے تو ان کے اس تاریخی، بے مثال استقبال میں راقم کو لے جانے والے مفتی معاویہ ہی تھے۔

اہلسنت والجماعت سیکٹر نارتھ ناظم آباد یونٹ حسان بن ثابتؓ کے سرپرست، سنی علماء کونسل کراچی کے رکن مفتی معاویہ شہید کی سیرت کا ایک نمایاں وصف غلامانِ صحابہؓ سے قلبی نظریاتی محبت تھا وہ غلامانِ صحابہ کے دکھ درد اور تکالیف کو دور کر کے اپنے لئے قلبی تسکین کا سامان پیدا کرتے۔ مفتی سعود الرحمٰن شہید کی جیل سے رہائی کے بعد راقم الحروف سے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ یہ نڈر، بے باک، جرأت مند مجاہد ناموس صحابہ مفتی سعود الرحمٰن میرے گھر تشریف لائے، آپ ان سے ملاقات کا وقت مانگیں۔ راقم نے مفتی سعود الرحمٰن سے عرض کیا تو وہ تشریف لے آئے اور جس دن وہ آئے مفتی معاویہ کی خوشی قابل دید تھی جو ان کے چہرے سے نمایاں تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ دوران گفتگو راقم نے عرض کیا کہ غازی لئیق حسین شاہ قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں، عم سپارہ کر چکے ہیں، اگر ان کو وہ قلمی قرآن مجید دے دیا جائے تو ان کے لئے آسانی ہو جائے گی، صرف اس قدر گفتگو سے بات ختم ہوگئی تاہم مفتی معاویہ کی شہادت کے بعد پتہ چلا کہ وہ خفیہ طریقے سے قلمی قرآن مجید خرید کر غازی صاحب کو گفٹ بھی کر چکے تھے۔ مزید برآں ان کی شہادت کے بعد ایک جماعتی ساتھی نے کچھ رقم بھجوائی کہ مفتی معاویہ نے محض نظریاتی تعلق کی بنیاد پر میری بے روزگاری دیکھتے ہوئے مجھے قرضہ دے کر رکشہ دلوایا تھا جس کی رقم قسطوں میں، میں ادا کر رہا ہوں، یہ رقم اس قرض کی قسط ہے۔

مسجد الصادقین کی امامت وخطابت، صبح و شام کی تدریس، مختلف جگہوں پر درس قرآن، مجالس ذکر اور دیگر نجی مصروفیات کے باوجود وہ جماعتی مشن اور نظریئے سے قطعاً غافل نہ تھے اور بالخصوص اپنی مساجد میں پابندی سے ایامہائے خلفائے راشدین پر علمائے کرام کے خصوصی بیانات کرواتے، خلافت واجازت ملنے کے بعد اپنی مسجد میں مجلس ذکر کے آغاز کے لئے ایک روحانی محفل کا انعقاد کیا جس میں مفتی ابولبابہ شاہ منصور ان کے پیر بھائی مدعو تھے، عوام الناس اور خواص کا جم غفیر تھا جو باطل اور دین دشمن طاقتوں کو کسی صورت قابل

CS CamScanner

قبول نہ تھا اور اس فروغ پاتے ہوئے دینی ماحول کے سدباب کے لئے وہ سر جوڑ کر بیٹھنے پر مجبور ہو چکے تھے۔

شہادت سے کچھ عرصہ قبل ان کی نسبت بھی طے ہو چکی تھی، اس حوالے سے وہ بہت شاداں و فرحاں تھے۔ 31 جنوری 2013ء ان کی شادی کی تاریخ طے تھی، جس کے لئے شادی ہال بھی شہادت سے ایک دن قبل بک کر کے آ چکے تھے جس کی بکنگ رسید خون شہادت سے سرخ ہو چکی تھی اور شاید وہ شادی ہال کی بکنگ نہیں بلکہ جنت کی حور سے نکاح کی بکنگ کی رسید تھی کچھ دن قبل ایکسپو سینٹر میں کتب میلہ میں ساتھ تھے، کہنے لگے مولوی صاحب اس سال تو کتب میلے میں ساتھ آئے ہیں اگلے سال آپ اکیلے آؤ گے میں آپ کی بھابھی کو لے کر آؤں گا اور بڑی زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔

راقم الحروف سے برادر نسبتی کا رشتہ تھا، 4 دسمبر 2012ء کو میرے ہاں محمد جریر کلیانوی کی ولادت ہوئی، ان کی شہادت والے دن فجر کی نماز پڑھا کر میں ان کے گھر گیا تو وہ میرا سن کر اپنے کمرے سے نیچے تشریف لائے، کچھ نجی اور کچھ علمی گفتگو ہوئی، ان کی بہن نے ان سے کہا کہ علی شیر کو تعویذ بنادو، تعویذ بھی دیا اور صدقہ کرنے کی تلقین بھی کی، میں نے اپنے بیٹے علی شیر سے کہا کہ بیٹا ماموں کی زیارت کرلو پھر شادی ہو جائے گی تو اوپر کمرے میں ہی رہیں گے اور نظر نہیں آئیں گے۔ تو فرمانے لگے ہاں ہاں اوپر ہی ہوں گے اور ماموں کا موبائل بھی بند ہوگا۔ اللہ اللہ کیا معلوم تھا کہ دونوں باتیں سچ ہوں گی لیکن شادی کی وجہ سے نہیں بلکہ شہادت کی وجہ سے۔

غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ کی پسندیدہ نظم "شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں لہو ہمارا بھلا نہ دینا" وقت شہادت تحریری صورت میں ان کی جیب میں تھی۔ نماز ظہر سے قبل کھانا کھاتے ہوئے بھی شہادت والی نظم سن رہے تھے، نماز کی تیاری کر کے گھر سے روانہ ہوئے، مسجد کے دروازے پر موٹر سائیکل روکی ہی تھی کہ ایرانی تربیت یافتہ شیعہ دہشت گردوں نے ہیلمٹ کے اوپر ہی سے گولی ماری، زخمی ہو کر گر پڑے۔ شاگرد عباسی ہسپتال لے گئے، راقم الحروف جب وہاں پہنچا تو اسٹریچر پر لیٹے زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے۔ آخری تدبیر کے طور

CS CamScanner

پر لیاقت نیشنل ہسپتال لے گئے تاہم وہ جانبر نہ ہو سکے۔ عصر کے بعد میت ہسپتال سے گھر منتقل کرتے کرتے مغرب کے بعد تک کا وقت ہو گیا۔ غسل، کفن سے فراغت کے بعد عشاء کے متصل بعد جنازے کا اعلان کر دیا گیا، اس قدر شرعی عجلت کے باوجود قائد اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی حفظہ اللہ سمیت سینکڑوں علماء، طلباء اور عوام الناس کے ہزاروں کے مجمع میں مولانا سعد اللہ امام وخطیب مدنی مسجد آدم ٹاؤن کی اقتداء میں 24 دسمبر 2014ء بعد نماز عشاء ان کی نماز جنازہ ادا کر کے ڈسکو موڑ کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

مفتی عبدالمنان شہیدؒ

کوئی صاحبِ علم و معرفت دنیا سے جاتا ہے تو بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ ایک چراغ اور بجھا اور تاریکی بڑھ گئی، کیونکہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اہل علم کا اٹھ جانا علم کے اٹھائے جانے کے تکوینی سلسلے کا ایک حصّہ ہے۔ ہمارا المیہ صرف یہ نہیں ہے کہ علم و ایمان کے چراغ ایک ایک ہو کر بجھے چلے جا رہے ہیں بلکہ ہمارا دکھ اور درد یہ ہے کہ یہاں چراغ بجھائے جا رہے ہیں، اندھیروں کے سوداگروں نے روشنی کے میناروں کو گرانے کا سلسلہ تیز کر دیا ہے اور قوم کو ایک منظم سازش کے تحت تاریکی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، اہلسنت والجماعت تیسر ٹاؤن کے فعال اور متحرک رہنما مفتی عبدالمنان کی شہادت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کے تحت ظالموں نے ہم سے ہمارے ہردلعزیز ساتھی کو چھین کر ہمیں رنجیدہ اور افسردہ کر دیا ہے۔

آہ مفتی عبدالمنان شہیدؒ۔۔۔۔۔

لوگوں کو شاید معلوم نہیں کہ مفتی کیا ہوتا ہے؟ اور ایک جید مفتی بننے کے لئے کم از کم بیس سے پچیس سال کی انتھک اور کمر توڑ محنت کی ضرورت ہوتی ہے مگر جانوروں سے بدتر قاتلوں کے لئے ایک مفتی آسان سا شکار، دین کی سمجھ رکھنے والے علماء کرام کی تعداد پہلے ہی بہت کم ہے، مدرسہ سے فاضل ہونے والا ہر شخص "عالم" نہیں ہوتا۔۔۔اور اگر جید عالم ہو بھی تو وہ عزیمت کی راہ کو اختیار کرنے سے پہلے سو بار سوچتا ہے اس لئے کہ علم اور عزیمت کی ایک اونچی اور بہت مشکل منزل ہے، بہت محنتی، مستقل مزاج مخلص اور صاحبِ عزیمت علم کا کوئی ایک چراغ بجھتا ہے تو تاریکی دور دور تک چھا جاتی ہے۔۔۔۔جی ہاں مفتی عبدالمنان شہیدؒ ایک محنتی، باصفا، مخلص اور اللہ کا ڈر اور خوف رکھنے والے صاحبِ عزیمت اور قافلۂ امیر عزیمتؒ کے ایک نڈر، بے باک ورکر تھے جن کو ظالموں نے 17 اگست 2014 کو عروس البلاد شہر

کراچی کی مصروف ترین شاہراہ پر اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ بنا کر عوام اہلسنت کو ایک مرتبہ پھر تاریکی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی۔۔۔موت سے کسی کو فرار نہیں مگر کچھ جانے والے ایسے سچے اور سچے کردار کو چھوڑ کر جاتے ہیں جن کو آنے والی نسلیں مدتوں یاد رکھتی ہیں انہی میں ایک ہمارے مفتی عبدالسنان شہیدؒ بھی تھے۔

درمیانہ قد، گندمی رنگ، معتدل جسم اور خوبصورت چہرے پر نور سنت سجائے ہوئے مفتی عبدالسنان 1988 کو محمد حسین کے گھر میں پیدا ہوئے، چار بھائیوں اور تین بہنوں میں آپ دوسرے نمبر پر تھے، خاندانی اور گھریلو مذہبی ماحول کی وجہ سے ابتداء ہی سے آپ کا رجحان دینی تعلیم کی طرف مائل تھا، چنانچہ آپکے ذوق اور اہل خانہ کی خواہش کے عین مطابق آپکو ایک دینی درسگاہ مدرسہ اسلامیہ مجاہد کالونی میں داخل کروادیا گیا چنانچہ 1998 سے لے کر 2004 تک آپ نے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی اس کے بعد جامعہ اسلامیہ طیبہ گلشن اقبال میں درجہ خامسہ تک زیرِ تعلیم رہنے کے بعد درجہ سادسہ کے لئے عالم اسلام بالخصوص ملک پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں داخل ہوئے اور یہیں سے 2007 میں دستارِ فضیلت حاصل کی، حسنِ اتفاق یہ تھا کہ دستار بندی کے اس موقع پر جامعہ احسن العلوم میں قائد ملت اسلامیہ، سلطان المناظرین، امام اہلسنّت حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ بھی تشریف لائے ہوئے تھے چنانچہ مفتی عبدالسنان کو یہ سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوئی کہ دستار بندی کرنے والے اکابرین میں حضرت قائد محترمؒ بھی شامل تھے چنانچہ عبدالسنان کو دستار پہناتے ہوئے کلاس میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے حضرت حیدری شہیدؒ نے انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور جماعت اور اس کے کاز کے ساتھ جوڑ کر رکھے چنانچہ حضرت حیدری شہیدؒ کے ان ہی الفاظ کی تاثیر تھی کہ ابھی وقت عبدالسنان نے دفاع صحابہؓ اور تقدس امی عائشہ صدیقہؓ کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کا فیصلہ کرلیا اور فراغت کے بعد ہی جماعت میں شمولیت اختیار کر کے قافلۂ جھنگوی شہیدؒ کا حصہ بن گئے۔

20 مئی 2011 بروز جمعرات آپ کا نکاح ہوا، جب کہ رخصتی چند ماہ بعد 18 دسمبر

CamScanner

2011 کو ہوئی، شادی کے کچھ عرصہ بعد اللہ رب العزت نے اپنی رحمت یعنی بیٹی کے تحفے سے نوازا، آپ فراغت کے بعد دین کے شعبے ہی سے وابستہ رہے اور تادمِ شہادت ایک دینی مدرسے میں نظامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مفتی عبدالمنان شہیدؒ انتہائی ملنسار، سادہ طبیعت اور ہر ایک سے محبت کرنے والے اور ہر ایک کے کام آنے والے تھے، درس وتدریس، جماعتی ذمے داریاں، ذاتی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنے والدین اور بیوی بچوں کا بھی خوب خیال رکھتے تھے، اسی طرح کسی بھی جماعتی ساتھی کا کوئی بھی کام ہوتا تھا تو اس کے ساتھ ہر ممکن تعاون فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کے ساتھ ساتھ عمل کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا تھا، وہ دین کے لئے کچھ کرگزرنے کا جذبہ رکھنے والے ایک جری، بہادر، اور نڈر انسان تھے، یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے قافلۂ عزیمت کو منتخب کیا تو اس وقت کراچی شہر اہلسنّت کا مقتل بن چکا تھا لیکن ذمّے داران اور کارکنان کی مسلسل اور پے در پے شہادتیں بھی ان کے قدموں کو متزلزل نہ کرسکیں اور جس راستے اور مشن کو عبادت اور ذریعۂ نجات سمجھ کر انہوں نے قبول کیا تھا ہر قسم کے خطرات وآلام دیکھنے کے بعد بھی وہ اس مقدس کاز سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور ہر آنے والے دن کے ساتھ مشن اور جماعتی کاز کے حوالے سے ان کی دیوانگی بڑھتی چلی جارہی تھی۔

ابتداء میں آپ کو یونٹ علیؓ معاویہؓ بھائی بھائی تیسر ٹاؤن کا جوائنٹ سیکریٹری منتخب کیا گیا بعدازاں آپ کی حسنِ کارکردگی اور جہدِ مسلسل کو دیکھتے ہوئے آپ کو یونٹ کے کلیدی عہدے "خازن" پر فائز کردیا گیا، آپ نے بالائی ذمّے داران کے اعتماد کی لاج رکھی اور اپنی شہادت سے بیشتر والے رمضان میں خوب محنت کرکے ایک بڑی رقم یونٹ کے فنڈ میں جمع کروائی جس کی بنیاد پر آپ کو 17 اگست 2014 کو مرکز اہلسنّت میں ہونے والے تقسیم انعامات کی تقریب میں قائدِ اہلسنّت حضرت لدھیانوی صاحب مدظلہ کے مبارک ہاتھوں سے انعام دیا گیا جو ایک خوبصورت سوٹ کی صورت میں تھا، گھر پہنچ کر اہلیہ کو فرمانے لگے کہ آج مجھے انعام میں تحفہ ملا ہے جو درحقیقت میرے لئے شہادت کا کفن بنے گا، کسے معلوم تھا کہ زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ اس قدر شرف قبولیت پالیں گے چنانچہ آپ قائدین اور پوزیشن ہولڈر

CamScanner

ز کے اعزاز میں دیئے جانے والے عشائیہ میں شرکت کے لئے مقررہ مقام پر جا رہے تھے کہ فائیواسٹار چورنگی کے قریب ملک وملت کے ازلی دشمنوں اور ایرانی تربیت یافتہ دہشتگردوں نے آپ پر فائرنگ کردی، ایک گولی آپ کے سر پر لگی جبکہ دوسری گولی آپ کے سینے میں پیوست ہوئی جس کی وجہ سے آپ جامِ شہادت نوش فرماگئے جبکہ آپ کے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار ہمارے ہردلعزیز دوست مولوی نذیر معاویہ زخمی ہوگئے، ہسپتال سے آپ کی میت کو آپ کے اعزاز میں منعقد ہونے والی محفل میں لیجایا گیا جہاں آپ کا پہلا جنازہ قائدِ اہلسنت حضرت لدھیانوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے پڑھایا اور کراچی کی سطح کے شاید آپ پہلے شہید تھے جن کے جنازے میں جماعت کے مرکزی سرپرستِ اعلیٰ، صدر اور چاروں صوبائی قائدین کے علاوہ مولانا محمد معاویہ اعظم صاحب اور ذمّے داران کی بڑی تعداد نے شرکت کی، بعدازاں آپکی میت گھر لے جائی گئی، اہلِ خانہ نے کمال تحمل اور صبر کا مظاہرہ کیا، اگلے روز 18 اگست 2014 کو حضرت علی المرتضیٰؓ چوک تیسر ٹاؤن میں مناظرِ اسلام علامہ رب نواز حنفی صاحب کی امامت اور ہزاروں افراد کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مقامی قبرستان میں سپردخاک کردیا گیا۔

مفتی عبدالسنان کی شہادت کے وقت تیسر ٹاؤن میں جماعتی حیثیت سے ایک یونٹ تھا انکی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکے خون کی برکت سے جماعتی کام کو اس قدر وسعت عطا فرمائی کہ اب ایک یونٹ کے بجائے چار یونٹ قائم ہو چکے ہیں اور سیکٹر گلشنِ مصطفےٰ تیسر ٹاؤن کا قیام عمل میں آچکا ہے اور تحفظ ناموس صحابہؓ کا کام جاری ہے اور جاری رہے گا۔ انشاءاللہ

خالقِ لم یزل سے عاجزانہ التجا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی شہادت کو اعلیٰ درجے میں قبول فرما کر مشنِ جھنگوی شہیدؒ کی تکمیل کا ذریعہ بنائے۔ آمین

CS CamScanner

مولانا یوسف قدوسی شہید

مولانا شبیر حیدری شہید، مولانا یاسر شہید، مدثر الٰہی شہید

پرفتن، کڑے حالات اور اس گئے گزرے دور میں ہر قسم کے مصائب و آلام جھیل کر دین اسلام کی سربلندی اور تحفظ ناموس صحابہؓ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لئے اپنے خون سے گلشن جھنگوی شہید کو سیراب کرنے والوں میں ایک نام مولانا یوسف قدوسی شہید کا بھی آتا ہے۔

مولانا یوسف قدوسی رحمہ اللہ 1984ء میں مکہ مکرمہ پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ محمدی مسجد سے حاصل کی جبکہ درس نظامی کے اکثر درجات جامعہ مدینۃ العلوم ناظم آباد میں پڑھنے کے بعد سند فراغت سن 2007ء میں جامعہ اشرف المدارس کراچی سے حاصل کی۔ آپ 2009ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اللہ رب العزت نے تین بیٹوں حذیفہ، خزیمہ، معاویہ اور ایک بیٹی جس کا نام صدر اہلسنت علامہ غازی اورنگزیب فاروقی مدظلہ نے خنساء تجویز کیا تھا آپ کی اولاد میں شامل ہیں۔ مولانا قدوسی شہید کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا معاویہ آپ کی گرفتاری کے صرف چار یوم بعد ہی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

مولانا یوسف قدوسی شہید زمانہ طالب علمی سے ہی مشن حق نواز سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور اس دوران مختلف تنظیمی سرگرمیوں میں حتی الوسع شرکت کرتے تاہم فراغت تعلیم کے بعد باقاعدہ اپنے آپ کو جماعت کے لئے وقف کر دیا۔ کارکن کی حیثیت سے تنظیمی زندگی کا آغاز کیا مگر مختصر سے عرصے میں یونٹ جنرل سیکرٹری پھر سات سال تک ایک ہی یونٹ کی صدارت، سیکٹر نائب صدارت، سنی علماء کونسل اورنگی ٹاؤن کی صدارت اور پھر ضلعی سرپرستی جیسے کلیدی عہدوں پر فائز رہے اور ہر عہدے کے ساتھ انصاف برتا اور خوب دلجمعی و لگن کے ساتھ تنظیمی جدوجہد میں شرکت کرتے ہوئے جماعتی کاز و نظریے کو بام عروج تک پہنچایا۔

مولانا یوسف قدوسی رحمہ اللہ کا شمار ان خوش نصیب افراد میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے

CS CamScanner

مخلص احباب کے ساتھ مل کر اورنگی ٹاؤن کی سرزمین پر مشن جھنگوی شہید کو بام عروج تک پہنچایا آپ نے شہید ناموس صحابہ رضی اللہ عنہ دلشاد معاویہ شہید کے ساتھ مل کر اورنگی ٹاؤن کے گلی کوچے بلکہ ایک ایک گھر تک مدح صحابہ تحریک کی دعوت پہنچائی اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ یہ ہر دو شہداء اور ان کی جوڑی مثالی حیثیت اختیار کر گئی تھی اور ان دونوں شہداء کا ہی اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آج اورنگی ٹاؤن کی سرزمین صحابہ کے چاہنے والوں پہ فخر کرتی ہے۔

مولانا یوسف قدوسی رحمہ اللہ ایک ملنسار، خوش طبع، با اخلاق اور ساتھیوں کا درد رکھنے والے انسان تھے جہاں کہیں کسی کارکن کو تکلیف پہنچتی اس کی تلافی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے، آپ کہا کرتے تھے کہ کارکن ہی جماعت کا اصل اثاثہ اور سرمایہ ہیں اور ان ہی مخلص، فدائی کارکنان سے ہی جماعت کا وجود قائم ہے۔

مولانا یوسف قدوسی شہید کو جماعتی زندگی میں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ خلفائے راشدین کے ایام ہائے شہادت و وفات پر اپنے سیکٹر سے خوبصورت اور منفرد ریلی نکال کر مرکزی حکومت تک جانے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے جس میں گاڑیوں کی میلوں لمبی قطاریں ہوا کرتی تھیں۔ حسن کارکردگی اور شب و روز کی محنت پر آپ کو مرکز اہلسنت کراچی میں جماعت کی مرکزی قیادت کے ہاتھوں ایوارڈ سے بھی نوازا گیا تھا۔

8 اپریل 2016ء رات گئے اورنگی ٹاؤن میں واقع ان کے گھر سے سادہ لباس میں ملبوس اہلکار مولانا یوسف قدوسی کو اپنے ساتھ لے کر گئے او نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا اسی دن سے ان کے ساتھ ساتھ ان کے گھرانے پر بھی مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے جس سے باخبر ہو کر پتھر دل شخص بھی نرم پڑ جائے۔ آپ کی گرفتاری کے صرف چار روز بعد ہی آپ کا بیٹا معاویہ باپ کی جدائی زیادہ برداشت نہ کر سکا اور اس فانی دنیا سے رخت سفر باندھ گیا، بعد ازاں آپ کی بوڑھی والدہ بھی جواں سال بیٹے کے غم میں دل کے عارضے میں مبتلا ہو کر مستقل بستر کی ہو کر رہ گئی۔ مولانا یوسف قدوسی کی شہادت سے چار روز قبل آپ کے گھر اللہ کی رحمت بیٹی کی ولادت بھی ہوئی۔

8 اپریل 2016ء گرفتاری کے پہلے روز سے ہی سرکاری اہلکار مولانا یوسف قدوسی کی بے گناہی کا اعلان کرتے رہے اور جلد ہی رہائی کی امیدیں دلاتے رہے، گھر والوں سمیت کراچی

CS CamScanner

کی جماعت نے ہر ممکنہ دروازے پر دستک دی، ہر طرف سے یہی جواب ملتا کہ آپ کا بندہ کلیئر ہے، عنقریب رہا ہو جائے گا، تاہم 8 نومبر 2016ء یہ خبران کے گھر والوں اور اہلیان کراچی پر بجلی بن کر گری کہ ناموس صحابہؓ کی پاداش میں ایک اور جوان دہشت گردی میں ملوث نہ ہونے کے باوجود منگھوپیر کے علاقے میں جعلی پولیس مقابلے میں شہید کر دیا گیا۔ شہادت کے بعد آپ کی لاش کے ہمراہ دھرنا بھی دیا گیا جس کے بعد جعلی مقابلہ کرنے والے پولیس آفیسر کو معطل بھی کر دیا گیا۔ بعدازاں وارثِ شہداء علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ کی اقتداء اور ہزاروں سوگواران کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا شبیر حیدری شہید:

مولانا شبیر حیدری شہید 1987ء کو صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع مانسہرہ میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ پانچ بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے ابتدائی تعلیم مقامی اسکول سے حاصل کی۔ بعدازاں درس نظامی کے لئے مفتی عبدالحق عثمانی صاحب کے مدرسے جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن میں داخلہ لیا تمام درجات ماسوا درمیان کے چند سال آپ نے اسی ادارے میں پڑھے اور 2010ء میں سند فراغت حاصل کی۔

2011ء میں آپ اورنگی سیکٹر کے سیکرٹری اطلاعات منتخب ہوئے اور مقامی یونٹ کے نائب صدر بھی رہے جبکہ شہادت سے تین یوم قبل ضلع کورنگی کے صدر منتخب ہوئے اور اسی دوران کراچی شوریٰ کے ممبر بھی بنے۔ آپ کی صدارت میں آپ کے ٹاؤن دو سال اوّل و دوم پوزیشن پر آتا رہا۔

مولانا شبیر حیدری انتہائی نرم مزاج شخصیت کے حامل تھے۔ تاہم جماعتی معاملات میں بارعب اور سخت مزاج تھے، شہادت سے کچھ عرصے قبل ایک مقامی فیکٹری میں سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی خبر ملی تو بے چین ہو گئے اور جب تک ملزم کو جیل نہیں بھجوا دیا چین سے نہیں بیٹھے۔ کورنگی میں لسانی جماعتی پرچم اتارنے لگی تو سینہ سپر ہو گئے اور ان کو اس اقدام سے باز رکھا۔ آپ شادی شدہ اور ایک بیٹے امیر معاویہ کے والد تھے۔

24 فروری 2015ء شام 6 بجے جماعتی کام سے دارالعلوم کراچی کے سامنے سے گزر

CamScanner

رہے تھے کہ سبائی ٹولے کے ہدفی قاتلوں نے آپ کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ بعد ازاں آپ کے آبائی گاؤں میں مولانا اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں علامہ عطاء درّیشانی، مولانا رب نواز طاہر سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

مولانا یاسر شہید:

ابھی مولانا شبیر حیدری شہید رحمہ اللہ کی قبر کی مٹی خشک نہیں ہوئی تھی کہ شہر کراچی میں ایک اور جواں سال عالم دین مسجد اصحاب صفہ گلستان جوہر کے امام وخطیب مولانا یاسر بن عبدالصمد کو بھی اس وقت گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا جب آپ جمعہ کی امامت کروا کر گھر کی طرف جا رہے تھے۔ آپ ایک انتہائی ملنسار اور جید عالم دین تھے اور تحریک ناموس صحابہ سے آپ کی دیرینہ وابستگی تھی آپ جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کے فاضل تھے اور غیر شادی شدہ تھے شہادت کے بعد آپ کی میت آبائی گاؤں مانسہرہ چھتر پلین منتقل کر دی گئی جہاں ہزاروں افراد کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

مدثر الٰہی شہید:

شہر میں جاری ٹارگٹ کلنگ کا عفریت ابھی تک حکومت کے قابو میں نہیں آیا تھا شہر میں ٹارگٹ کلنگ برسر عام، دن دہاڑے اور رات کی چکا چوند روشنیوں میں جاری تھی۔ یہ 2014ء ماہ نومبر کی 30 اور 31 نومبر کی درمیانی رات تھی کہ اہلسنت والجماعت ضلع ویسٹ کے سیکرٹری اطلاعات انتہائی ملنسار اور بااخلاق اجمل حیدری اپنے بھائی مدثر الٰہی کے ساتھ جامع کلاتھ میں واقع اپنی دکان بند کر کے پاک کالونی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو ہدفی قاتلوں نے ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا جس کو وہ بھانپ گئے، موٹر سائیکل کی رفتار تیز کی تاہم پیشہ ور قاتلوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے مدثر الٰہی موقع پر ہی شہید ہو گئے جبکہ اجمل حیدری شدید زخمی ہو گئے بعد ازاں شہید کا جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

نسیم خان شہید، حافظ آصف تبسم شہید

یکم فروری 2015ء کا سورج عوام اہلسنت کو ایک اور درد اور الم کا پیغام دے کر غروب ہوا کہ جب اہلسنت والجماعت سیکٹر سیّدنا امیر معاویہؓ نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے نڈر، بے باک، متحرک اور فعال صدر نسیم خان اور ٹاؤن کے سیکرٹری اطلاعات کڑیل جوان حافظ آصف تبسم کو لانڈھی جاتے ہوئے ملیر کے قریب ملک وملت کے دشمنوں نے اپنے مذموم مقاصد کا نشانہ بناتے ہوئے بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

31 جنوری بروز ہفتہ بعد نماز ظہر راقم اپنے معمولات سے فارغ ہو کر موبائل فون بند کر کے سو گیا، عصر کی نماز کے لئے بیدار ہوا اور جیسے ہی موبائل فون کھولا تو اسکرین پر ''نسیم 2'' لکھا ہوا نمودار ہوا، فون ریسیو کیا تو سلام ودعا کے بعد فرمانے لگے کہ یار موبائل بند کیا ہوا تھا؟ میں کافی دیر سے ٹرائی کر رہا تھا۔ میں نے کہا جی بس وہ سویا ہوا تھا، زور سے ہنس کر فرمانے لگے کہ ہاں یہ تم مولویوں کا قیلولہ بھی دو سے تین گھنٹے کا ہوتا ہے۔ خیر وہ ناظم آباد کے ایک مولوی صاحب آپ کا وقت مانگ رہے تھے، آپ تاریخ نوٹ کر لیں لانے لے جانے کی ترتیب وہ خود بنا لیں گے اور ان شاء اللہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور ہاں وہ آصف کے میں نے ذمہ لگا دیا ہے وہ قاری جلال الدین اور عرفان بابر کے کوائف کے حوالے سے آپ کو فون کرے گا، آپ مطلوبہ چیزیں اس کو بتا دینا وہ آپ کو دے دے گا، ٹھیک ہے شیخ؟ میں نے عرض کیا: جی بالکل ٹھیک۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حافظ آصف کی کال موصول ہوئی، سلام ودعا کے بعد ان کو مطلوبہ کوائف ذمے لگائے تو فرمانے لگے انشاء اللہ کل تک کوائف آپ کو مل جائیں گے۔ دو حضرات سے گفتگو کے بعد راقم انتظار میں تھا کہ مطلوبہ کوائف ملیں تو اس شمارے کے لئے قاری جلال اور عرفان بابر کے حوالے سے تحریر لکھوں لیکن کیا معلوم تھا کہ اس شمارے میں مضمون تو ایک ساتھ شہید ہونے والے دو دوستوں پر ہی لکھوں گا مگر وہ قاری جلال

CS CamScanner

اور عرفان نہیں بلکہ نسیم بھائی اور آصف ہوں گے۔ ان کی شہادت کی اطلاع موبائل میں ایک غیر محفوظ نمبر کے ذریعے ملی تاہم کیونکہ گمان نہ تھا کہ نسیم بھائی اتنی جلدی شہید ہوجائیں گے بلکہ اس لئے بھی کہ کل ہی تو فون پر بات ہوئی تھی۔ بناء بریں اس غیر محفوظ نمبر پر کال ملائی کہ متنبہ کروں کہ غیر تصدیق شدہ میسج کیوں فارورڈ کرتے ہو، دوسری طرف جس ساتھی نے میسج کیا اس نے بتایا کہ میں نے ترجمان عمر معاویہ سے تصدیق کے بعد میسج چلایا ہے تو بوجھل دل اور لرزتے ہاتھوں سے غاری لئیق شاہ کو فون ملایا، اُن کی گریہ وزاری نے بھی تصدیق کردی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک اور پروانہ بھی صحابہ کرام کے دفاع میں اپنے مشن سے وفا کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے جاملا۔

محمد نسیم شہید اہلسنّت والجماعت ضلع سینٹرل کے صدر سوم اور سیکٹر نارتھ ناظم آباد کے صدر اور موجودہ کنوینئر تھے، وہ اس منصب پر اپنے پیشرو ذمہ داران مفتی سعود الرحمٰن کی شہادت اور قاری عنایت اللہ کی گرفتاری کے بعد منتخب ہوئے تھے تاہم ذمہ داری سنبھالنے کے بعد انہوں نے عزم واستقلال کے ساتھ اپنی پوری کابینہ کے ساتھ مل کر اپنے ٹاؤن کو اسی انداز میں فعال و متحرک رکھا جس انداز میں مفتی سعود الرحمٰن وقاری عنایت اللہ نے کام کی بنیاد رکھی تھی۔ ٹاؤن کے ساتھیوں و ذمہ داران کی پے در پے شہادتیں اور گرفتاریوں کے باوجود وہ ہمت نہیں ہارے اور جہد مسلسل سے کام لیتے ہوئے سنجیدگی و متانت سے اپنے نظریے اور کاز کو آگے لے کر بڑھتے رہے، کچھ عرصے سے سرکاری فرشتے بھی مسلسل ان کا تعاقب کررہے تھے اور ان کی گرفتاری کے لئے گھر پر چھاپہ بھی مارا تھا تاہم وہ گھر پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے گرفتاری سے بچ گئے بعدازاں ساتھیوں نے انہیں شہر سے باہر جانے کا مشورہ دیا تاہم ان کا جواب واضح تھا کہ جب میں مجرم نہیں اور میں نے کبھی قانون کو ہاتھ میں لیا اور نہ کبھی اپنے کسی کارکن کو اس قسم کی ترغیب دی تو میں مفرور ہوکر اپنے آپ کو مجرم کیوں ثابت کروں؟ چنانچہ وہ نہ گھبرائے اور نہ روپوش ہوئے بلکہ مرد جری کی طرح میدانِ عمل میں رہ کر صحابہ کی عظمتوں کا دفاع کرتے رہے اور جاتے جاتے بھی حکمرانوں کو یہ پیغام دے گئے کہ ہم نے کبھی پہلے دہشت گردی کی اور نہ آج ہم دہشت گرد ہیں بلکہ ہم تو خود دہشت گردی اور ظلم و بربریت کا شکار ہیں اور جب تک

CS CamScanner

صحابہ کے غلاموں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک برقرار رہے گا شاید امن کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

راقم الحروف کے ایک شاگرد کی نسیم شہید رحمہ اللہ سے شہادت والے روز مرکز اہلسنت میں ملاقات ہوئی تھی وہ اس وقت سفید اجلے لباس میں مونچھے تراشے ہوئے سر پر سندھی ٹوپی لگائے بہت سج رہے تھے (شاید حوروں سے ملاقات کی تیاری تھی) دوران گفتگو فرمانے لگے کہ میری ایک بڑی خواہش ہے کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کی دستار بندی اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اس کے بعد بے شک شہید ہو جاؤں، ساتھی نے کہا کہ آپ کو کون شہید کرے گا؟ تو فرمانے لگے کہ دشمن بھوکے کتے کی طرح ہمارے ہر ایک قائد اور ساتھی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ آہ کاش میرا اللہ میرے بھائی نسیم کو اتنی زندگی اور عطا کر دیتا کہ وہ اپنے بھائی کی دستار بندی دیکھ لیتا اور اس کی یہ خواہش پوری ہو جاتی مگر اللہ کے فیصلے بھی اٹل ہیں، موت کا وقت بھی متعین ہے اور جو اپنے حصے کا کام کر لیتا ہے بالآخر اللہ پاک اُسے خلد بریں کا مکین بنا دیتے ہیں۔

راقم الحروف کی حج سے واپسی ہوئی تو مبارکباد دینے تشریف لائے اور حکم دیا کہ میں تھوڑے دنوں میں ٹاؤن کے شہداء کے حالات جمع کر کے آپ کو دوں گا آپ مفتی سعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کی طرح ٹاؤن کے شہداء پر بھی تحریری کام کریں۔ راقم نے اُسی وقت ایک کوائف نامہ تیار کر کے دیا کہ اس کی کمپوزنگ کروا کر متعلقہ یونٹوں تک بھجوا دیں اور از راہ مزاح کہا کہ ایک کوائف نامہ آپ بھی بھر دیجیے گا تو ہنس کر کہنے لگے ہاں مولانا دعا کر دو یہ میٹھی موت ہمیں بھی مل جائے، بس اب تھک گیا ہوں اپنے شہید ساتھیوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ جی ہاں! بھائی نسیم واقعتاً آپ تھک گئے تھے یقیناً آپ اب پرسکون نیند سو رہے ہوں گے اور اپنے شہداء ساتھیوں سے ملاقات بھی کر چکے ہوں گے، ہمیں بھی آپ کی شہادت پر فخر و ناز ہے، ہم بھی آپ پر رشک کر رہے ہیں، آپ کی شہادت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں ؎ ہم بقول ڈاکٹر فیاض صاحب افسوس اور غم اس بات پر کہ نسیم شہید اور آصف شہید بازی لے گئے اور ہم اب تک انتظار میں ہیں، وہ کامیاب ہو گئے ہماری کامیابی کا کچھ پتہ نہیں وہ سرخرو ہو گئے تاہم ہمیں

CamScanner

اپنا نہیں پتہ کہ ہم کب سرخرو ہوں گے مگر اللہ رب العزت سے استقامت کے ساتھ یہی دعا کرتے ہیں کہ ربا جب تک زندہ رکھ مشن حق سے وابستہ رکھ اور جب موت دے تو صحابہ سے وفا والی موت دے۔

جنازہ کے لئے میت ضیاء الدین چورنگی لائی گئی جہاں پہلے سے عوام الناس کا جم غفیر موجود تھا، صفیں درست کی گئیں، ڈاکٹر فیاض، پنجاب کے رہنما مفتی عمر حیدری کے بعد قائد اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ کا فکر انگیز خطاب ہوا، قائد محترم نے فرمایا: آپ لوگ مایوس نہ ہوں اس سے بڑھ کر بھی ہمارے ساتھیوں کو شہید کیا جاسکتا ہے، مجھے اور میرے ڈویژن کے ساتھیوں کو بھی شہید کیا جاسکتا ہے، دشمن آج بھی مجھے تلاش کرتا پھر رہا ہے، تاہم آپ نے صحابہ کی عظمتوں کا دفاع نہیں چھوڑنا اور دوسری طرف سرکاری فرشتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے بتاؤ میں نسیم شہید کے قاتل کہاں تلاش کروں؟ یاد رکھو سوال مشکل ہوگیا تو جواب بھی مشکل ہو جائے گا۔ مزید فرمایا کہ جو لوگ آج امن وامان کے لئے تم سے رابطے میں ہیں ان کو غنیمت سمجھو کل یہ اور میں نہ رہا تو تمہارے لئے معاملات سنبھالنا مشکل ہو جائیں گے۔ قائد محترم نے وزیر اعظم سے سوالیہ انداز میں پوچھا کہ آپ گورنر ہاؤس تعزیت کے لئے تشریف لائے بتائیں نسیم کی تعزیت کے لئے مجاہد کالونی کون آئے گا؟ آپ جمہوری وزیر اعظم ہیں جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کریں۔

بعد ازاں قائد محترم کی اقتداء میں مولانا رب نواز حنفی، مولانا تاج محمد حنفی ودیگر ذمہ داران اور ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں نسیم شہید کا جنازہ پڑھا گیا اور مقامی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

محمد جمال شہید رحمہ اللہ

﴿شہادت 2 جنوری 2010ء﴾

درمیانہ قد، مناسب جسم، گندمی رنگ، بڑی بڑی آنکھیں، سنت کے مطابق داڑھی، دفاع اصحاب رسول سے سرشار، عفت امی عائشہ کے پہرے دار، مشن جھنگویؒ کے سچے حبدار، اہلسنت والجماعت کے پکے جانثار محمد جمال شہید ولد عبدالباطن 25 اگست 1985ء کو کراچی کے علاقے موسیٰ کالونی فیڈرل بی ایریا میں پیدا ہوئے۔ پڑھنے کے قابل ہوئے تو اہل خانہ نے ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے مدرسہ اسلامیہ مجاہد کالونی ناظم آباد نمبر 4 میں داخل کروادیا جہاں ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد آپ نے حفظ قرآن کریم کا آغاز کیا اور 10 سے 12 سپارے حفظ کرنے کے بعد ادارہ ہذا کو خیر باد کہہ دیا۔ بعد ازاں دو سال مدرسہ قاسم العلوم گلبرگ میں درس نظامی کی کتابیں پڑھیں تاہم مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور اس کے بعد کسب معاش کی طرف متوجہ ہوگئے اور ہوزری کے پیشے کو تادم شہادت اختیار کیے رکھا۔ ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر عصری فنون کا حصول بھی جاری رکھا اور مڈل تک عصری تعلیم حاصل کی۔ چھ بہن بھائیوں میں جمال شہید کا دوسرا نمبر تھا اور وہ غیر شادی شدہ تھے۔

1999ء میں اہلسنت والجماعت موسیٰ کالونی ناظم آباد کے ذمہ داران مولانا سعد اللہ اور حکیم عبدالرزاق کی محنت و جدوجہد اور مخلصانہ کاوشوں سے صرف 14 سال کی عمر میں سپاہ صحابہؓ میں شمولیت اختیار کی اور تھوڑے ہی عرصے میں باکردار، فعال اور نظریاتی کارکن بن کر اُبھرے اور علاقے میں ایمانی غیرت اور دینی حمیت کے ساتھ سنی عوام کو مقام صحابہ و اہل بیت اور اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ اہل تشیع کے کفریہ عقائد، تاریخ اسلام میں ان کے منافقانہ کردار اور مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان سے آگاہ کرنے لگے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں علاقے کے لوگوں کی بڑی تعداد کو اپنا ہمنوا

CamScanner

بنالیا۔ ان کا یہ بلند کردار، بڑھتی ہوئی مشن کی دعوت اور علاقے کی بدلتی ہوئی مذہبی صورتحال دین دشمنوں کو کسی بھی صورت برداشت نہ ہوئی اور 2001ء کے اوائل میں ان پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا جس میں ان کو ایک گولی لگی مگر تائیدایزدی شامل حال رہی اور آپ محفوظ رہے۔

قاتلانہ حملے میں زخمی ہونے کے بعد جمال شہید کسی بھی قسم کی مداہنت اور بزدلی کا شکار نہیں ہوئے اور صحت مند ہونے کے بعد پہلے سے بڑھ کر جماعتی کاز اور نظریئے کے فروغ کے لئے جہد مسلسل، سعی پیہم اور عزم واستقلال کا پیکر بن کر علاقے میں ایک لگن کے سچے اور مشن کے پکے داعی بن کر اُبھرے۔ ان کے اس بڑھتے ہوئے کردار کو روکنے کے لئے دشمن ایک نیا چہرہ لے کر سامنے آیا اور جمال شہید کو اپنی لسانی تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی تاہم جمال شہید کے اس دوٹوک جواب کو سن کر کہ ''میں مرجاؤں گا لیکن جماعت سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہوں گا'' وہ ذلیل ورسوا ہو کر اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

عزم واستقلال، جرأت واستقامت سے سرشار جمال شہید بلند کردار اور روشن سیرت کے حامل تھے۔ اصحاب رسول پر مرمٹنے کا جذبہ رکھتے تھے بلکہ اصحاب رسول کے غلاموں کے ساتھ الفت ومحبت اور ان کے درد کو اپنا درد محسوس کرنا یہ ان کی طبیعت بن چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی کے جس علاقے میں جماعت کا کوئی ساتھی شہید ہوتا جمال جنازے میں پہلی صفوں میں نظر آتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کی خود شہادت ہوئی تو موسیٰ کالونی کی تاریخ کا بے مثال اور عظیم ترین جنازہ اسی کا تھا۔ ان کے بلند کردار اور روشن سیرت کا ہی نتیجہ تھا کہ علاقے میں غلامانِ صحابہ کے لئے عمومی فضاء سازگار بنتی چلی جارہی تھی اور نوجوان جوق در جوق مشن جھنگوی شہید سے متاثر ہو کر جماعت میں شمولیت اختیار کر رہے تھے تاہم دوسری طرف جمال کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں دشمنانِ اصحاب رسول کے لئے کسی بھی صورت قابل برداشت نہ تھیں چنانچہ سن 2005ء میں دفاع اصحاب رسول کی پاداش میں انہیں ایک نام نہاد سنی مذہبی تنظیم کے دہشت گردوں نے مار مار کر لہولہان کر دیا یہ سمجھ کر کہ شاید دیوانہ اپنی دیوانگی سے باز آجائے گا لیکن نادانوں کو کیا معلوم تھا کہ یہ جھنگوی شہید کا پلایا ہوا وہ جام ہے کہ اس کو ایک مرتبہ جو پی لے تو اس کا نشہ پھر تادم شہادت نہیں اترتا چنانچہ زخموں کے بھر جانے کے بعد نئے جذبے،

CamScanner

ولولے کے ساتھ ایک مرتبہ پھر جمال میدان میں اتر آئے اور پھر اسی عزم و استقلال، جرأت و شجاعت کے ساتھ صحابہ کرام کی عظمتوں کا دفاع کرنے لگے اسی دوران مفتی سعود الرحمٰن شہید نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے صدر منتخب ہو گئے تو انہوں نے جمال پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کیا اور موسیٰ کالونی یونٹ کے صدر، نائب صدر اور جنرل سیکرٹری کے عہدوں پر ان سے کام لیا تاہم علاقے کی بڑھتی ہوئی مذہبی فضاء، لوگوں کی سپاہ صحابہ سے ہمدردی اور نوجوان کی بکثرت جماعت میں شامل ہونا دشمنان اصحاب رسول کو کسی بھی صورت برداشت نہ ہوا چنانچہ 2 جنوری 2010ء بمطابق 16 محرم الحرام 1431ھ شب اتوار جب وہ اپنے گھر کے باہر بیٹھے تھے، ایرانی تربیت یافتہ شیعہ دہشت گردوں نے ان کے جسم پر اندھا دھند فائرنگ کر دی، جس سے ان کے سر، دل اور سینے پر 4 گولیاں لگیں جس سے وہ موقع پر جام شہادت نوش فرما کر مرتبہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر ہزاروں کارکنوں کی موجودگی میں قائد اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ نے جمال شہید کا جنازہ پڑھایا اور بعد ازاں ان کو مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آخر میں جمال شہید کا وصیت نامہ تحریر کیا جا رہا جو یقیناً جماعت کے ہر کارکن کے لئے مشعل راہ کا کام دے گا اور ان کو جماعتی زندگی میں ایک نیا جذبہ اور ہمت عطا کرے گا۔

وصیت نامہ

میں اپنے گھر والوں کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میں اپنے مشن میں رہ کر مارا جاؤں یا شہید ہو جاؤں تو اس کا ذمہ دار میں خود ہوں گا کیونکہ میری جماعت حقیقت پر مبنی ہے مجھے اپنی جماعت پر یقین ہے کیونکہ اس جماعت کے اصول یہ ہیں:

سپاہ صحابہ پاکستان کے اغراض و مقاصد میں چند اہم مقاصد یہ ہیں:

(۱) توہین اصحاب رسول کے خلاف پاکستان میں قانون سازی کروانا۔

(۲) توہین رسالت پر مبنی لٹریچر کو ضبط کر کے ان کے مصنفین کو سزا دلوانا۔

(۳) پاکستان کی سرزمین پر نظام خلافت راشدہ کی راہ ہموار کرنا۔

CS CamScanner

(۴) شیعیت کے کفر کو سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کرنا۔

اسی لئے کہ صحابہ کا دفاع کرنا ہر مسلمان مرد ہو یا عورت ان پر ضروری ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''جو شخص میرے صحابہ کو برا بھلا کہے تم ان سے کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت، جو شخص گستاخ صحابہ کو مارے یا ان سے مارا جائے وہ شخص جنتی ہے۔

اس حدیث کے بعد مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ شیعہ کائنات کا بدترین اور غلیظ ترین کافر ہے اور اس کے خلاف جدوجہد جہاد اکبر ہے۔

اگر میں شہید ہو جاؤں تو میری لاش کو میری جماعت کے حوالے کر دیا جائے۔

بندۂ ناچیز
محمد جمال غازی

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

حافظ عبدالرحمٰن بندھانی شہید رحمہ اللہ

﴿شہادت 2 دسمبر 2010ء﴾

یہ سن ۱۹۸۸ء کے کسی دن کی بات ہے صوبہ سندھ کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور میں امیر عزیمت، مجدد وقت، امام سنی انقلاب مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ خطاب کے لئے مدعو تھے۔ مسجد، مدرسہ اور اس سے ملحقہ گلیاں اور راستے لوگوں سے بھر چکے تھے، یوں لگتا تھا شاید آج پورا شہداد پور فرزند لکھنوی و تونسوی رحمہما اللہ کی ایک زیارت اور جھلک دیکھنے کے لئے اُمڈ آیا ہے۔ مقررہ وقت پر حضرت جھنگوی شہیدؒ نے اپنا خطاب شروع کیا اور خطبہ مسنونہ کے بعد اپنے مخصوص انداز میں دھیمے لہجے میں اپنی تمہیدی گفتگو کا آغاز کیا جس میں آہستہ آہستہ تیزی اور رفتار پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ قرآن و حدیث سے دلائل پر مبنی اس خطاب کے دوران لوگ سکوت کی کیفیت میں ٹکٹکی باندھے حضرت کو دیکھ رہے تھے۔ وقفے وقفے سے مجمع سے نعرہ تکبیر، شان رسالتؐ اور عظمت صحابہؓ کے نعرے بلند ہو رہے تھے اور جب حضرت جھنگوی رحمہ اللہ اپنے خطاب کے جوبن پر پہنچے تو خطابت کے شعلہ نوائیوں کی وجہ سے لوگ گرمی کی شدت اور جان لیوا حبس کو بھی فراموش کر چکے تھے تا آنکہ حضرات اہل تشیع کی کتب کھول کھول کر ان کے کفریہ عقائد کو انہی کی کتابوں سے آشکارا کرنے لگے اور جب چراغ مصطفوی صفحہ ۶۷ کا یہ حوالہ پیش کیا کہ جس میں ملعون مصنف نے سنیوں کو مخاطب کر کے لکھا کہ ''او سنیو! تم عائشہ کو عورت سمجھتے ہو یا بندری'' تو مجمع کی جذباتی کیفیت قابو سے باہر ہو چکی تھی اور وہ دیوانہ وار '' کافر کافر شیعہ کافر'' کے نعرے لگا رہے تھے۔ ادھر حضرت جھنگوی رحمہ اللہ مزید گویا ہوئے کہ ہائے کون عائشہ؟ طیبہ عائشہ؟ او کون عائشہ؟ طاہرہ عائشہ، او کون عائشہ؟ مقدسہ عائشہ، او کون عائشہ؟ طیبہ عائشہ، او کون عائشہ؟ مطہرہ عائشہ، او کون عائشہ؟ امی عائشہ، امی عائشہ، امی عائشہ، امی عائشہ، امی عائشہ، امی عائشہ، صدیق کی بیٹی عائشہ، او کون عائشہ؟ نبی

CamScanner

کی پگڑی عائشہ، اوکون عائشہ؟ نبی کا لباس عائشہ، اوکون عائشہ؟ نبی کا حرم عائشہ، اوکون عائشہ؟ جس کا حجرہ جنت بنے اس عائشہ کو تیرے ملک کا کنجر اور دجال اور جہنمی کتا باندری تحریر کرے، اب بھی سنی سویا ہوا ہے، اب بھی تجھے شیعہ کے کفر میں شک ہے تو تجھے کافر کیوں نہ کہہ دوں۔

دردِ دل اور ایمانی غیرت سے لبریز یہ گفتگو سامعین کے دل پر اثر کر رہی تھی جس کا اظہار وہ بلند و بالا نعروں سے کر رہے تھے، اسی مجمع میں مسجد کے ایک کونے پر مدرسہ کا ہی شعبہ حفظ کا ایک گیارہ سالہ طالب علم بیٹھا حضرت کے خطاب کو سن رہا تھا اور اہل تشیع کی کفریہ عبارات سن کر ایمانی غیرت کی وجہ سے کفر کی ہٹ دھرمی اور اس قدر بدمعاشی اور عیاری پر اُتر آنے پر اپنی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کو بار بار اپنے رومال سے پونچھ رہا تھا، حضرت جھنگوی رحمہ اللہ نے بیان کے بعد دعا کروائی تو جم غفیر مصافحہ کے لئے اُمڈ آیا۔ اسی مجمع سے گزرتا ہوا یہ گیارہ سالہ معصوم طالب علم بھی کسی طریقے سے جھنگوی رحمہ اللہ کے قریب پہنچ گیا اور حضرت کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کو دیتے ہوئے یہ عہد کیا کہ اے قائد حق نواز آج تو نے جن مقدس شخصیات کی عظمت کو ہمارے دلوں میں پیوست کیا اور جس غلیظ فرقے کے کفر و دجل کو آشکارا کیا میرا تجھ سے وعدہ ہے کہ میں زندگی کی آخری سانس تک ان اصحاب رسول کی عظمت کے ترانے گاتے ہوئے اس غلیظ فرقے کے کفریہ عقائد کو آشکارا کرتے ہوئے ایسی کاری ضربیں لگاؤں گا کہ جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا چنانچہ قائد سے کئے جانے والے عہد کے پاس میں اس گیارہ سال معصوم طالب علم نے ایسی وفا کی واقعتاً رافضیت کو ناک و چنے چبوا دیئے اور عظمت اصحاب رسول کے وہ گن گائے اور دفاع اصحاب رسول کے لئے وہ کارنامے انجام دیئے جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ اس گیارہ سالہ معصوم طالب علم کو آج دنیا "حافظ عبدالرحمٰن شہیدؒ" کے نام سے یاد کرتی ہے۔

شہید ناموس صحابہؓ حافظ عبدالرحمٰن بندھانی ولد حاجی محمد حنیف بندھانی ۱۸ رفروری ۱۹۷۷ء کو کراچی کے مشہور اور قدیم ترین علاقے لیاقت آباد میں پیدا ہوئے، ناظرہ قرآن کریم کی ابتداء قباء مسجد بندھانی کالونی میں واقع مدرسہ تبلیغ الاسلام میں قاعدہ سے کی، پھر مزید تعلیم کے لئے دارالعلوم حسینیہ شہداد پور چلے گئے وہاں ناظرہ قرآن کریم پڑھنے کے بعد حفظ

کرنا شروع کیا، اسی دوران وہاں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی تشریف آوری ہوئی تھی جن کے پروگرام سے متاثر ہو کر بچپن ہی میں صحابہ کا غلام بننے کا عہد کر لیا تھا جس کا تفصیلی تذکرہ سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔

کچھ عرصہ شہداد پور میں زیر تعلیم رہنے کے بعد واپس کراچی تشریف لے آئے اس دوران مقامی مسجد قباء اور پھر عزیزی مسجد لسبیلہ میں مزید تعلیم حاصل کی اور عزیزی مسجد میں قاری ثناء اللہ صاحب کے پاس ۱۹۹۲ء میں حفظ مکمل کیا جبکہ شہداد پور میں قاری غلام مصطفیٰ اور قباء مسجد میں قاری عبدالعزیز گردیزی اور قاری عبدالرحمٰن کے پاس کچھ سپارے حفظ کیے۔ حفظ کے دوران آپ نے عصری فنون بھی پڑھے اور پرائمری تک تعلیم سلیمان ابراہیم اسکول راجپوتانہ کالونی سے حاصل کی۔

۱۹۹۳ء میں صرف سولہ سال کی عمر میں دفاع اصحاب رسول کی پاداش میں ایک سال کی اسیری بھی کاٹی جس کے بعد ان کے حوصلے اور جذبات مزید بڑھ چکے تھے۔ جیل سے آنے کے بعد جماعتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ بعد ازاں ۱۹۹۷ء میں چار ماہ کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ چلے گئے تاہم اللہ رب العزت نے ان سے دفاع اصحابِ رسول کا فریضہ سرانجام دلوانا تھا اس لئے واپس آنے کے بعد پہلے سے بڑھ کر جماعتی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہو گئے اور لیاقت آباد کے گلی کوچوں اور بازاروں میں پروانوں کی طرح عظمت صحابہ کے ترانے گاتے رہے اور سنی قوم کو اس مقدس مشن کی اہمیت سے باخبر کرتے رہے۔

اس دوران گھر والوں نے کئی جگہ شادی طے کرنا چاہی تاہم ہر بار شادی کرنے سے منع کر دیتے۔ شاید بندھانی کو اندازہ ہو چکا تھا کہ ان کے مقدر میں اس فانی دنیا کی عورت نہیں بلکہ جنت کی حور عین ہے چنانچہ وہ اپنی جوانی کی تمام تر توانائیاں اور قوت ناموس رسالت و ناموس صحابہ کے لئے وقف کیے رہے اور شہر کراچی بالخصوص لیاقت آباد ٹاؤن میں جہاں ایک لسانی تنظیم کی اجارہ داری اور داداگیری عروج پر ہوا کرتی تھی اور جن کا دعویٰ یہ تھا کہ لیاقت آباد میں ہماری اجازت کے بغیر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی وہاں عبدالرحمٰن بندھانی شہید نے عزیمت

اور بلند ہمتی اور عزم و استقلال سے وہ روشن کردار ادا کیا کہ جس کو تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور یہ عبدالرحمٰن بندھانی کی محنتوں کا ہی ثمرہ ہے کہ آج لیاقت آباد کے گلی کوچوں میں عظمت صحابہ کے جھنڈے لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں اور لیاقت آباد کے ہر گھر میں کسی نہ کسی صورت میں صحابہ کا غلام ضرور نظر آئے گا۔

آٹھ بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر موجود عبدالرحمٰن بندھانی جماعتی نظم میں یونٹ کے صدر اور ٹاؤن کے نائب صدر رہے لیکن ٹاؤن میں ان کا کردار ون مین فورس کا تھا اور وہ تن تنہا ایک اکیلی ذات میں دشمن کے لئے ایک پوری انجمن اور تحریک کی حیثیت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ باطل جس صورت میں بھی کارکنان اہلسنّت وعوام اہلسنّت پر حملہ آور ہوتا عبدالرحمٰن وہاں سدِ سکندری کا کردار نبھانے کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کرتے۔

راقم الحروف سے بھی شہید رحمہ اللہ کا قلبی ونظریاتی تعلق تھا، انہوں نے کئی بار مفتی سعود الرحمٰن شہید کے توسط سے اپنے ٹاؤن میں خطاب کے لئے مدعو کیا، راقم مقررہ مقام پر پہنچنے کے بعد اپنی عادت کے مطابق پوچھتا کہ کیا گفتگو کرنی ہے تو ان کا ہمیشہ یہی جواب ہوتا کہ عظمت صحابہ اور شیعوں کا رگڑا لگانا ہے اور اس کے بعد فرماتے کہ حضرت بات کھل کر کرنی ہے باقی ہم سنبھال لیں گے۔ وہ مشن پر مر مٹنے کا جذبہ رکھتے تھے اور اس حوالے سے فنائیت کے درجے پر فائز تھے جس کا واضح ثبوت ان کی کاروباری نوعیت تھی وہ بنیادی طور پر جانوروں کے بیوپاری تھے پورا ہفتہ صحابہ کی عظمتوں کا دفاع کرتے اور ہفتے میں صرف ایک دن جانوروں کی خرید وفروخت کر کے اور اُس سے ہونے والے نفع کے تین حصے کرتے۔ ایک حصہ اپنے پارٹنر کو دیتے، ایک خود اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکھتے اور آمدنی کا ایک حصہ جماعت کے لئے وقف کر دیتے۔ اللہ اللہ یہ مشن پر سب کچھ قربان کا جذبہ اور فنائیت کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

اپنے روشن کردار اور استقامت و استقلال کی وجہ سے عبدالرحمٰن بندھانی دشمنانِ اصحاب رسول کی آنکھوں کا کانٹا بنتے جا رہے تھے اور ان کو ان کا یہ کردار کسی صورت بھی قابل قبول نظر نہیں آ رہا تھا چنانچہ ایرانی تربیت یافتہ شیعہ دہشت گردوں نے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت جب آپ کریم آباد بکرا پیڑی میں تجارتی معاملات میں مصروف تھے آپ پر وار کیا،

CS CamScanner

آپ نے بھی بہادر سپوتوں کی طرح سینے اور چہرے پر گولیاں کھائیں اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حرمت وتقدس میں سن ۱۹۸۸ء میں گیارہ سال کی عمر میں حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر جو عہد کیا تھا اس کی وفا میں جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

بعد ازاں ترجمان اہلسنّت علامہ تاج محمد حنفی مدظلہ کی اقتداء میں قباء مسجد لیاقت آباد کے متصل مین روڈ پر ہزاروں شرکاء کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

حکیم محمد صدیق شہید

غالباً 1998ء کی بات ہے سپاہ صحابہ کراچی ڈویژن کی طرف سے 22 جمادی الثانیہ یوم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مدح صحابہؓ ریلی نکالنے کا اعلان کیا گیا تھا تاہم انتظامیہ نے روایتی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک میں اسلام کی بنیاد اور اوّل المومنین کے یوم وفات پر عام تعطیل کا اعلان نہ کرنے کے ساتھ ساتھ مطالباتی ریلی کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا تھا، دوسری طرف کارکنان سپاہ صحابہ پُرعزم اور اپنے جائز حق و مطالبے کو منوانے تک چین سے بیٹھنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ریلی کا مقام نمائش چورنگی تا تبت سینٹر تھا۔ علی الصبح کارکنان کا جم غفیر جمع ہونا شروع ہو گیا لیکن انتظامیہ اجازت نہ دینے پر مصر اور طاقت کے استعمال کا فیصلہ کر چکی تھی۔ چنانچہ ریلی کے شرکاء پر دھاوا بول دیا گیا، آنسو گیس فائر کیے گئے، ہوائی فائرنگ کی گئی اور درجنوں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ قائدین کی طرف سے مقام تبدیل کر کے گلشن اقبال بیت المکرّم مسجد میں ظہر کی نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا، صحابہ کے پروانوں کا ایک مجمع بیت المکرّم مسجد پہنچ گیا تاہم انتظامیہ فرعونیت پر اتر آئی اور وہاں بھی کارکنوں پر تشدد کیا گیا، گرفتار کر کے لاک اپ کر دیا گیا۔ بعد ازاں کارکنوں کی بڑی تعداد اور قائدین جن میں علامہ عبدالغفور ندیم شہید، مولانا محمد احمد مدنی شہید، انجینئر الیاس زبیر شہید رحمہم اللہ، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا اللہ وسایا صدیقی قیادت کے لئے موجود تھے۔ مدرسہ احسن العلوم میں جمع ہوئے اور وہاں سے منظم ہو کر اچانک گلشن چورنگی پر نمودار ہو کر ریلی کی صورت میں فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے نیپا چورنگی کی طرف روانہ ہو گئے۔ تاہم جب نیپا پل سے اُلٹے ہاتھ کی طرف ریلی پہنچی تو پولیس کی بھاری نفری درجن بھر موبائلیں لے کر پل کے اوپر آ گئی، وہاں سے ریلی پر شیلنگ اور آنسو گیس فائر کرنے لگی جس سے مجمع منتشر ہو گیا۔ کچھ کارکنوں نے قیادت کو محفوظ مقام پر منتقل کیا اور بقیہ

CS CamScanner

مختلف گلیوں میں روپوش ہوگئے۔ راقم الحروف اس وقت کم عمر طالب علم تھا، شاید چہرے پر داڑھی کے اثرات بھی نمایاں نہ تھے، اپنے دیگر طالب علموں کے ہمراہ گلی میں بھاگ گیا، تھوڑی دیر بعد جب کچھ اطمینان ہوا تو باہر روڈ کی طرف آیا تو دیکھا کہ پولیس کی بھاری نفری موجود ہے اور افسران کے حکم پر کچھ اہلکار ایک کارکن کو لاتوں اور گھونسوں سے مار رہے ہیں اور بار بار یہی سوال پوچھ رہے ہیں بتا مولوی ریلی میں کیوں آیا تھا؟ بتا مولوی ریلی میں کیوں آیا تھا؟ دوسری طرف وہ کارکن کمال استقامت اور بہادری سے ایسا جواب دے رہا تھا جس سے ان کے غم وغصے میں مزید اضافہ ہو رہا تھا اور اب وہ لاتوں اور گھونسوں کی جگہ اپنی کلاشنکوف کے بٹ کے ذریعے اس پر تشدد کر رہے تھے تاہم اس دیوانے کی زبان پر صرف یہی جواب تھا کہ میں ''صدیق کی صداقت کے لئے آیا تھا، میں صدیق کی صداقت کے لئے آیا تھا، صحابہ کی عظمت کے لئے آیا تھا''

جی ہاں وہ کارکن قافلہ جھنگوی کا فیض یافتہ، صحابہ کی عظمتوں کا پروانہ، باکردار، صاحب استقامت، شیر بلدیہ، اسم بامسمیٰ حکیم محمد صدیق شہید تھے جن کی اگلے دن کے اخبارات میں مار کھاتے ہوئے تصویر ان کی گرفتاری کی خبر کے ساتھ شائع ہوئی اور جیل کسٹڈی ہوگئی، وہ کتنا عرصہ جیل میں رہے راقم کے علم میں کچھ نہیں لیکن کچھ عرصے کے بعد ایک مرتبہ پھر مرکز اہلسنّت ناگن چورنگی سے مدح صحابہ ریلی میں شرکت کے لئے اپنے موٹر سائیکل پر ریلی کے آگے آگے رواں دواں تھے۔ راقم اگرچہ عمر میں ان سے کافی چھوٹا تھا تاہم نظریاتی تعلق اور محبت کی بناء پر بلاتکلف ازراہِ مزاح پولیس افسر کے لہجے میں رعب دار آواز بنا کر بولنے لگا کہ ''او مولوی ریلی میں کیوں آئے ہو؟'' حکیم صدیق شہید میری طرف متوجہ ہوئے اور سمجھ گئے کہ میں نے کس طرف اشارہ کیا ہے؟ تو مسکرا کر فرمانے لگے: ''آج پھر صدیق کی صداقت اور صحابہ کی عظمت کے دفاع کے لئے آیا ہوں۔''

آہ! حکیم محمد صدیق شہید آپ واقعی تمام عمر صحابہ کرام کی مقدس ومطہر جماعت کا دفاع کرتے رہے، آپ کے صبح وشام، لیل ونہار، خلوت وجلوت، محفل ومجلس، انفرادی واجتماعی زندگی بنام صحابہ تھی اور جب آپ کی زندگی صحابہ کے نام پر وقف ہو چکی تھی اور آپ ان پر اپنا

CamScanner

تن من دھن سب کچھ لٹانے کے لئے تیار ہو چکے تھے تو ایسا کیونکر ممکن تھا کہ آپ کے علاقے کا کوئی بدقماش سوشل میڈیا پر آ کر صحابہ کرام کی مقدس جماعت کی توہین کرتا اور آپ چین سے بیٹھ جاتے چنانچہ جیسے ہی گستاخی کا واقعہ آپ کے علم میں آیا آپ کی بے چینی اور بے قراری دیدنی تھی اور اس طرح دیوانہ وار قانونی کارروائی کرانے کے لئے فکر مند اور پریشان نظر آ رہے تھے جیسے ایک ماں اپنے لخت جگر کی جدائی پر غمزدہ اور دوڑتی بھاگتی نظر آتی ہے۔ آپ کی بے قراری اور بے چینی کو اس وقت قرار اور چین نصیب ہوا جب آپ نے دشمن صحابہ کو قانونی تقاضے پورا کرتے ہوئے سلاخوں کے پیچھے بھیج کر کیفر کردار تک نہیں پہنچایا اور آپ کے اس تاریخی کارنامے پر آپ کو جو راحت و فرحت اور قلبی سکون حاصل ہوا راقم نے اس کا مشاہدہ 6 اپریل 2014ء کو شہداء ڈے کے موقع پر واٹر پارک میں دیکھا جس وقت آپ بڑے فخر سے مناظر اسلام علامہ رب نواز حنفی کو اپنے اس قابل قدر کارنامے کی روئیداد بتا رہے تھے اور قائد محترم آپ کے ایک ایک جملے پر آپ کو خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔

حکیم محمد صدیق شہید بہت پیارے انسان، پکے مسلمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کے فرنٹ لائن کے سپاہی تھے، ان جیسوں کی جدائی پر غم نہ ہو تو پھر کس کی جدائی پر غم ہو گا۔ ان جیسے لوگ مدتوں بعد پیدا ہوتے ہیں، ایمان، جرأت، غیرت و حمیت ان کی زندگی کے روشن پہلو ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے قابل قدر اور روشن راہیں ہیں، جن پر چل کر کامیابی و کامرانی کے راستوں پر چلا جا سکتا ہے۔ آج حکیم صاحب کی شہادت پر جو غم اور صدمہ ہے وہ شہادت کا نہیں ہے بلکہ اپنے ایک محبوب ذمہ دار اور شیر دل ساتھی کی جدائی کا ہے اور یہ وہ غم ہے جو مایوسی نہیں بلکہ غیرت اور قربانی کی دعوت دیتا ہے۔ رب تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہے کہ ان کے پاک خون کی برکت سے بہت سے نوجوان گناہوں والی زندگی چھوڑ کر توبہ کریں گے اور اسلام اور ناموس رسالت و صحابہ کی خاطر قربانی دینے کا عزم کریں گے۔

حکیم صاحب شہادت والی عظیم موت پا کر سرخرو و کامیاب ہو گئے، یقیناً آج وہ جنت کے بالاخانوں میں شہدائے ناموس رسالت و صحابہ کے جھرمٹ میں ہوں گے، ہمارے پاس

CS CamScanner

وہ الفاظ نہیں جن سے ہم ان کی زندگی اور شہادت کو خراج تحسین پیش کر سکیں وہ بے شک اسلام اور جماعت کے قابل فخر اور باعث عزت سرمایہ تھے۔ ہم دل کی عقیدت اور محبت سے حکیم صاحب کی روح پرفتوح کو سلام پیش کرتے ہیں، سلام ہو آپ پر آپ کے اہل خانہ اور رفقائے کار پر آپ کی جماعت پر جس کے مقدس مشن پر آن نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اللہ رب العزت آپ کی شہادت عظمیٰ کو قبول فرما کر مشن جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنائے۔

ہمارے عزیز دوست محترم عنایت اللہ فاروقی حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے وہ حکیم محمد صدیق شہید کی سوانح حیات پر تفصیلی کام کر رہے ہیں، اس سے قبل بھی وہ مولانا دلفراز معاویہ شہید، مولانا احسان اللہ فاروقی شہید کی حیاتِ مبارکہ کو منظر عام پر لا کر خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ موصوف محترم بلند ہمتی، عالی حوصلگی اور مخلصانہ جدوجہد میں اپنی مثال آپ ہیں، ان کی تالیفی زندگی کی سحر اولیں ہو چکی ہے، اللہ کرے "شام آخریں" دیر اور بہت دیر سے آئے تا کہ ان کے علم کا خورشید زیادہ سے زیادہ نور ہدایت بکھیر سکے اور دنیا کے لئے درخشندگی و تابانی اور جلوہ سامانی کا ذریعہ بنے۔

راقم الحروف سے انہوں نے کچھ لکھنے کا فرمایا تعمیل ارشاد میں یہ چند سطور باعث نجات سمجھ کر تحریر کر دیں، نیز رب لم یزل سے التجاء عاجزانہ بھی ہے کہ اس کتاب کے تمام متعلقین جن میں یہ راقم عاصی بھی داخل ہے، کو اپنی رحمت بے پایاں اور عفو بے نہایت میں جگہ دے اور اس امت کو اس سے نفع پہنچائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقِ صحابہؓ را

CamScanner

قاری غلام سرور شہید رحمہ اللہ

وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر گلستان تمنا کو رنگت بخشی ہے
دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ عشق و محبت کے پیکر اور ایثار و وارفتگی کا نمونہ تھے، وہ آپ کے غسالہ (وضو کے وقت جسم سے بہہ کر گرنے والا پانی) کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔ تیروں کی بارش میں سپر بن کر آگے کھڑے ہو جاتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال نچھاور کرنا ان کی عین تمنا اور ایک نگاہِ التفات کو پالینا ان کے لئے زندگی کا حاصل تھا۔ آنسوؤں سے مسکراہٹ تک انہوں نے حیات رسول کی ایک ایک ادا کو کتابِ ذہن میں منقش کر لیا تھا، تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آسمان عشق و محبت کے درخشندہ ستارے تھے اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت انبیاء میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی کسی نبی کے اصحاب میں مثال نہیں ملتی۔ غور کیجئے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ تھے جنہوں نے چند روپوں کے عوض اپنے نبی کا سودا کر لیا تھا، ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں جو میدانِ جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والے تیروں کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اسی طرح تیروں سے گھائل ہوتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی تیر کو آنے نہیں دیتے۔ یہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور بعض وہ ہیں کہ جب کفار برہنہ تلواریں لئے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرتے ہیں تو وہ جان پر کھیل کر بستر پر لیٹ جاتے ہیں، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اپنے جسم پر سانپ کے پیہم وار برداشت کرتے ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے جگانا گوارا نہیں کرتے، یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس و مطہر جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کے لئے ایثار و قربانی اور وارفتگی کی انتہا کر دی تھی، اللہ رب العزت کی ایک صفت

CamScanner

''شکور'' بھی ہے کہ وہ ربّ کریم قدردان ذات ہے۔ اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کی لازوال داستانوں کی اس طرح قدر کی کہ ان کی ناموس پر مٹنے اوران کے دفاع میں ایثار وقربانی اور وارفتگی کی انتہا کردینے والی جماعت سپاہ صحابہ کو وجودِ مسعود بخشا، جس نے اس امت کے اوّل طبقے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس وعظمت پر قربانی اور دیوانگی کی وہ تاریخ رقم کی جسے تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف میں لکھا جائے گا اور پھر مدح صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس عالمی تحریک میں اہلیان کراچی نے جو اپنے خون سے اس چمن جھنگوی کو رونق بخشی اس کی نظیر اور مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔

کراچی کے سینکڑوں شہداء کی فہرست میں ایک گمنام شہید قاری غلام سرور شہید بھی ہیں جنہیں 16 فروری 2013ء کو صحابہ کی غلامی اور خدمت قرآن کی پاداش میں ملک وملت کے دشمنوں نے ظلم وبربریت کا نشانہ بنا کر شہید کردیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہید عفت امی عائشہؓ قاری غلام سرور 1967ء کو بستی کنڈی والا شادن لُنڈ ضلع ڈی جی خان پنجاب میں حاجی اللہ وسایا کے ہاں پیدا ہوئے، ابھی زندگی کی ایک بہار بھی نہیں گزری تھی کہ گیارہ ماہ کے شیرخوارگی کے زمانے میں والدہ داغ مفارقت دے گئیں، بعدازاں تربیت وپرورش کا ذمہ والد محترم ودیگر اہل خانہ نے سرانجام دیا، تعلیم وتعلّم کے قابل ہوئے تو ابتدائی ناظرہ تعلیم کے حصول کے لئے آبائی علاقہ بستی کنڈیوالہ میں مولانا حافظ کریم بخش شاگرد رشید مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے پاس داخل کروادیا گیا، کچھ عرصہ یہاں پڑھنے کے بعد اپنے کزن مولانا حافظ الٰہی بخش کی سرپرستی میں خیرالمدارس ملتان کی شاخ میں قاری ربنواز صاحب کے پاس ابتدائی سپارے حفظ کئے، بعدازاں آپ کے چچا مولانا عبدالقادر ڈیروی جو کہ کراچی میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے انہوں نے آپ کو کراچی جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی میں داخل کرادیا۔ حضرت قاری شہید رحمہ اللہ نے 1982ء میں حفظ قرآن وفن تجوید کی تکمیل کی، فراغت کے بعد کراچی بفرزون کے ایک مدرسے شعبہ حفظ میں تدریس کا آغاز کیا اور تادمِ شہادت صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلامی کے ساتھ ساتھ خدمت قرآن کی سعادت بھی حاصل کرتے رہے۔ آپ کم عمری میں ہی رشتۂ

CS CamScanner

ازدواج میں منسلک ہوگئے تھے، اللہ نے آپ کو 8 صاجزادے اور ایک صاجزادی عطا فرمائی۔اللہ کے فضل وکرم سے قاری صاحب کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج ان کی ساری اولاد مشن جھنگوی شہید سے وابستہ ہے۔

1985ء میں امیر عزیمت علامہ جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے سپاہ صحابہؓ کی بنیاد رکھی تو اس وقت قاری صاحب تعلیم سے فراغت کے بعد عملی زندگی کا آغاز کر چکے تھے، حضرت جھنگوی شہید کے مشن کی بازگشت آپ کے کانوں میں گونجی تو اسی وقت جماعت سے انس ومحبت دل میں گھر چکی تھی، تاہم شہید ناموس صحابہؓ حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید کی دعوت پر باقاعدہ طور پر جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

کراچی میں باقاعدہ طور پر جب جماعتی ورک شروع ہوا تو ابتدائی مخلص اور باوفا کارکنوں میں قاری صاحب کا نام سرفہرست تھا، بالخصوص اس زمانے میں علامہ محمد اعظم طارق شہید کے رفیق کار اور رفیق سفر ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی، اس کے علاوہ حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید، علامہ عبدالغفور ندیم شہید، قاری سعید الرحمٰن شہید ودیگر جماعتی قیادت کے ساتھ بھی جماعتی خدمات میں پیش پیش رہے۔

جیل، ہتھکڑی، گولی قائدین وکارکنان سپاہ صحابہؓ کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا، ایسے میں بھلا قاری صاحب اس سنت سے کیسے منہ موڑ سکتے تھے چنانچہ آگرہ تاج کالونی میں مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے حکم پر پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے اور ایک ہفتہ اسیر رہے۔دوسری مرتبہ دور پرویزی میں یوم صدیق اکبرؓ کے حوالے سے مدح صحابہ جلوس میں شرکت کی پاداش میں گرفتار ہوئے اور جلد رہا ہوگئے۔

راقم الحروف کا حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ سے نیازمندی کا تعلق تھا۔زمانہ طالب علمی میں ہمارے گھر کے بالکل سامنے ایک تحفیظ کے مدرسے میں قاری صاحب مدرس تھے، فجر، ظہر عموماً راقم اسی مدرسے میں ادا کرتا تھا، بنابریں قاری صاحب سے علیک سلیک ہوگئی تھی جو بعد میں ایک تنظیمی رشتے میں تبدیل ہو چکی تھی، اسٹوڈنٹس ونگ ذمے دار کی حیثیت سے وقتاً فوقتاً قاری صاحب کے پاس چندے کے لئے بھی حاضر ہوجایا کرتے تھے، تاہم کچھ عرصے بعد ہم نے وہاں

CS CamScanner

سے سکونت چھوڑ دی تو قاری صاحب سے ملاقات بھی ختم ہوگئی، ادھر زمانے نے کروٹیں لیں، تعلیم سے فراغت کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھ لیا، لکھنے کے ساتھ ساتھ دو چار ٹوٹے پھوٹے لفظ بولنا بھی سیکھ لئے، ساتھیوں نے ایک ختم قرآن کی مجلس میں مدعو کیا، دورانِ بیان مجمع میں ایک پرانی تصویر پر نظر پڑی، تاہم اب داڑھی کی سیاہی پر سفیدی غالب ہوچکی تھی، بیان سے فراغت کے بعد قاری صاحب سے ملنے کے بسیار جتن کیے تاہم جم غفیر تھا، ملاقات ممکن نہ ہوسکی۔ یہ شعبان کا مہینہ تھا، ایک ماہ بعد ماہِ رمضان کے اختتام پر چاندرات کو والدہ سے ملنے ان کے گھر کی طرف جارہا تھا، گھر قریب تھا اس لئے پیدل ہی ایک ساتھی کے ساتھ روانہ ہوگیا، تھوڑا آگے گیا تھا کہ اچانک سامنے سے قاری غلام سرور صاحب نمودار ہوگئے اور خوشی سے بغل گیر ہوگئے اور فرمانے لگے مولانا اس وقت پروگرام میں ملنے کی بہت کوشش کی مگر آپ کے سیکورٹی والوں نے ملنے نہیں دیا لیکن آج بالکل "کھلی ڈھلی" ملاقات ہوگئی۔ کافی دیر تک گپ شپ ہوئی، بعدازاں رخصت ہوئے، اس کے بعد شاید ایک یا دو دفعہ قاری صاحب کی زیارت ہوئی۔

31 سال قرآن کریم کی خدمت اور 27 سال مشن جھنگوی سے وابستہ رہنے والا یہ تھکا ہارا مسافر 16 فروری 2013ء کو اس وقت ظلم و بربریت کا نشانہ بنادیا گیا جب وہ قرآن کریم پڑھا کر گھر کی طرف روانہ ہورہا تھا، تاک لگائے دشمن صحابہؓ اپنے مذموم عزائم لے کر آگے بڑھے، قاری صاحب کو پشت کی جانب سے سر پر گولی ماری جو جان لیوا ثابت ہوئی، اگلے دن بعد نماز ظہر مولانا عبدالغنی مدظلہ مرکزی رہنما اہلسنّت والجماعت پاکستان کی اقتداء میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ابھی کچھ دن پہلے 22 فروری 2015ء کو فکر امیر عزیمت کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھا، اسٹیج پر پہنچا تو قاری غلام سرور شہید کے تین صاحبزادے اسٹیج پر موجود تھے، ہر ایک کے چہرے پر صحابہ کی پروانگی، مشن جھنگوی سے دیوانگی دیکھ کر دل نے صدا دی کہ قاری غلام سرور تو بھی زندہ اور خدا کی قسم تیری اولاد کی صورت میں تیرا مشن اور نظریہ بھی زندہ، دشمن نے ایک غلام سرور کو لیا اللہ نے قدرت کاملہ سے اس کے آٹھ نسبی اور بے شمار روحانی فرزندوں کو اس کے مشن کا وارث بنادیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CS CamScanner

عبدالفرید شہید، عبدالمقیت شہید

عبدالوحید شہید، عبدالمعید شہید (چار سگے بھائی)

اللہ اکبر کبیرا...... کراچی کی سرزمین، علاقہ نارتھ کراچی کا اور چورنگی ڈسکو موڑ کی...... یہ دیکھئے عظمت صحابہؓ پہ قربان، خاک وخون میں آلودہ، جسم گولیوں سے چھلنی، دیوانگی، وارفتگی اور قربانی کی عظیم داستان رقم کئے ایک ہی ماں کے چار لخت جگر مسلمانوں کے سامنے ڈھیر ہیں۔ ایک طرف عبدالمقیت کی لاش پڑی ہے اور دوسری طرف عبدالفرید کا لت پت جسم ہے ابھی ان کو ایمبولینس میں منتقل نہیں کیا جاتا کہ عبدالوحید بھی دارفانی سے دارِ بقاء کی طرف ہجرت کر گئے، یہ کیا ایک جوان اور بھی ہے شاید اس میں سانس باقی ہیں، چلو اس کو تو دیکھیں لیکن دنیا والوں کے دیکھنے سے پہلے ہی عبدالمعید بھی دنیا سے پردہ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ تمام ''رسول برحق ہیں...... اور بعض رسولوں کو اللہ نے دوسرے بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

تلک الرسل فضلنا بعضم علٰی بعض.

اسی قرآنی اصول کے تحت...... ''صدیقین کرام'' تمام کے تمام اونچے مقام والے ہیں...... مگر ان میں بھی بعض دوسرے بعض سے افضل ہیں...... اور صدیقین کے امام اور سردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں...... اسی طرح شہدائے کرام کے امام اور سردار پیارے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں...... اللہ رب العزت نے ہماری جماعت کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ اس میں ایثار اور شہادت کی نعمت وافر مقدار میں اتری ہوئی ہے، والحمد للہ رب العالمین...... اس جماعت کے لئے شہداء نے تقریباً ہر قسم کی شہادت مقدس نظریے کے لئے پیش کی ہے...... باپ بیٹے کی قربانی...... دودو، تین تین بلکہ چار چار سگے بھائیوں کی شہادت...... دودو، چار چار اور درجن تک شہادتیں یہ اس جماعت کا اختصاص ہے

CamScanner

اور ماشاءاللہ ان شہادتوں کا ثمرہ ہے نظریہ اپنے جوبن کی طرف بڑھ رہا ہے اور شہادت کا آب حیات اپنا اثر دکھا رہا ہے...... خوش نصیب مسلمان اس آب حیات کو پی پی کر حقیقی زندگی کو پا رہے ہیں اور مشن کی آبیاری کے لئے اپنے خون کو فراہم کر رہے ہیں۔

جس مسلمان کی شہادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے وہ شہید زندہ ہوتا ہے......اور اس کی زندگی میں شک کرنا کفر ہے......قرآن مجید نے زور دے کر فرمایا: ''بل احیاءٌ''..... یہاں اس ''بل'' کا اصل مفہوم یہ ہے کہ شہید بالکل زندہ، شہید بالکل زندہ، شہید بالکل زندہ ......ارے سمجھو یا نہ سمجھو مگر دل سے ضرور مان لو کہ شہداء بالکل زندہ ہیں......شہادت کی نعمت مل جانا بڑی نعمت ہے اور پھر اگر کسی کو شہادت میں بھی خاص مقام ملا تو یہ اللہ تعالیٰ کا اور بڑا فضل ہے۔

ہماری جماعت کے شہداء میں سرزمین کراچی کے شہداء کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور پھر شہر کراچی کے شہداء میں ایک ہی ماں کے چار لخت جگر اور ایک ہی باپ کے چار سہاروں اور سگے بھائیوں کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ ان چار بھائیوں کی منفرد شان ہے اور مسکراتا ہوا مقام ہے......ان کی شہادت مظلومانہ ہوئی تاہم جو دنیا میں جتنا دکھ سہتا ہے، آخرت میں اسی قدر اونچا مقام پاتا ہے......ان شہداء کے لئے یہ کہنا یقیناً درست ہے: ''**عاشوا سعداء وماتوا شھداً**'' کہ ان کی زندگی خوش نصیبوں والی......اور انجام شہیدوں والا۔ جی ہاں جس کے اندر سچی طلب ہو اسے راستہ بھی مل جاتا ہے اور منزل بھی...... بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ لوگ راستے اور منزل کی تلاش میں ہوتے ہیں لیکن جس کی طلب سچی ہو منزل خود اس کو تلاش کرتی ہے..... شہدائے ڈیسکو موڑ کی طلب سچی تھی جب ہی ان کو ایک خیر کے بعد دوسری خیر خود ہی ملتی چلی گئی ......انہیں اہلسنّت والجماعت جیسی جماعت ملی......علامہ عبدالغفور ندیم شہید جیسا مربی ملا..... صحابہ کے غلاموں جیسے دوست ملے......اور فاروقی صاحب جیسے قائد ملے...... پھر ان تمام خیروں سے اُن کو روشن دماغ اور پختہ شعور ملا اور بالآخر دنیا کہ یہ سارے بہاؤ، جنگل، ریگستانی طے کرتے کرتے وہ ایک بڑے خزانے تک پہنچ گئے......ان بھائیوں نے خزانے کا پتھر اٹھایا، اندر سے ایک بڑا راز مل گیا...... یہ راز بے شمار خزانوں کی چابی ہے......اس راز کے الفاظ کو ہم

سب جانتے ہیں مگر حقیقت کونہیں پہچانتے......اس لئے اس راز کے پوشیدہ خزانوں سے محروم رہتے ہیں......راز کے الفاظ یہ ہیں:

"زندگی جان میں نہیں صحابہ کی غلامی میں ہے"

ان چاروں بھائیوں نے یہ راز دل میں بٹھایا...... جان کی فکر دل سے نکالی اور صحابہ کی غلامی کے تمغے کو سینے سے لگایا......اور پھر زندگی بھراسی غلامی میں زندگی بسر کرتے رہے۔

راقم الحروف کی شناسائی ان شہداء سے اس وقت سے تھی جب یہ عاجز ابتدائی درجات کا متعلم تھا، یہ چاروں بھائی جمعہ کی نماز باقاعدہ اہتمام کے ساتھ مرکز اہلسنت جامع مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کراچی میں علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ کی اقتداء میں ادا کرتے تھے۔شکل وصورت، بودو باش میں چونکہ مماثلت و مشابہت بہت زیادہ رکھتے تھے اس لئے جب مرکز سے جمعہ پڑھ کر نکلتے تو لوگوں کی نظریں ان حضرات پر جم جاتیں اور یہ حضرات انتہائی عاجزی اور اردگرد کے ماحول سے بے پرواہ ہوکر اپنی سواری کی طرف چلے جاتے۔زمانہ طالب علمی میں طلبہ ذمہ دار اسٹوڈنٹس کے حوالے سے ان سے مالی تعاون بھی لیا کرتے جو یہ بخوشی حسب استطاعت دیا کرتے۔ پنج وقتہ نمازی، باشرع، متدین اور دینی مزاج کے حامل تھے اور مشن جھنگوی شہید کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ذریعہ معاش کے لئے ایک تعلیمی ادارہ گلشن اقبال کے علاقے میں قائم کیا تھا اور چاروں بھائی اسی کے منتظمین میں شامل تھے۔وقوعہ کے روز اسی انسٹیٹیوٹ سے واپسی گھر کی طرف روانہ ہوئے تو گھر کے بالکل قریب ملک شاپ سے دودھ لینے کے لئے بھانجا دکان کی طرف گیا تو ایرانی نسل تربیت یافتہ دہشت گرد اور ہدفی قاتل جو پہلے سے گھات لگائے موجود تھے، حملہ آور ہوئے اور ایک ایسا ظلم رقم کر گئے جس کی مثال شاید تحاریک مدح صحابہؓ میں ملنا ناممکن ہو۔

چاروں بھائی سرخ دستار سر پر سجائے سب کو چھوڑ کر چلے گئے...... جی ہاں چلتی ہوئی شاہراہ پر......روشنیوں کے شہر میں ایک ماں کے چار لخت جگروں کو گولیوں سے نوازا گیا...... گولیاں ان کو لگیں جبکہ زخم...... پوری سنی قوم کو لگا......خون ان پروانوں کا نکلا مگر دین سے محبت رکھنے والا ہر شخص درد میں تڑپ گیا۔

CS CamScanner

24 ستمبر 2011ء رات تقریباً دس بجے...... جی ہاں شہادت کا اعزاز پانے والوں کے لئے خوشیوں کی بارات کا لمحہ تھا جبکہ...... مسلمانوں اور ہماری جماعت کے لئے ایک آندھی تھی...... بہت سرخ غم والی آندھی...... اللہ گواہ ہے جب بھی ان شہداء کا تذکرہ چھیڑا تو ان کی یاد کا غم...... دل کو ہچکولے دینے لگتا ہے...... اور ان کی یادوں اور عظمتوں کے بے شمار حسین مناظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگ جاتے ہیں...... وہ تو اب چلے گئے...... اب تو ان کی یادیں اور باتیں ہیں، جو کبھی غم دیتی ہیں اور کبھی حوصلہ...... ان کی شہادت ہمارے لئے ایک خاص سبق اور اہم پیغام رکھتی ہے کہ بڑے مقاصد کے حصول کے لئے پاکیزہ مشن کی آبیاری کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑتی ہے نہ کہ مفاد پرستی کا شکار ہو کر گھر کی ٹاٹ بنا جاتا ہے۔

شہادت کے اگلے روز بعد نماز ظہر جنازے کا اعلان تھا تاہم علی الصبح ہی عوام الناس اور کارکنان کا جم غفیر شہداء کے گھر جمع ہو چکا تھا، قائد محترم علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ، برادرم مولانا اکبر سعید فاروقی ودیگر ذمہ داران بھی تشریف لا چکے تھے، تقریباً 2 بجے دوپہر قباء مسجد، ڈسکو موڑ کے باہر مین روڈ پر ہزاروں غمگین دلوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

غلام محمد (جی ایم سنی) شہید

اخلاق بھائی شہید، قاری حماد شہید، شعیب شہید، عبدالواحد شہید (تین سگے بھائی)، قاری حفیظ شہید، قاری ظفر اقبال شہید، قاری عمران مؤذن شہید، ابوطاہر جھنگوی شہید

غلام محمد عرف جی ایم سنی شہید:

انتہائی ملنسار، باکردار، پاکیزہ اخلاق، سادگی کے پیکر، مجسمہ وفا، مہمان نواز، فنافی حب الصحابہؓ، مرید جھنگوی غلام محمد المعروف جی ایم سنی شہید اہلسنت والجماعت نیو کراچی ٹاؤن کے انتہائی دلیر، متحرک، فعال اور نظریاتی وقدیم کارکنوں میں سے تھے، آپ اس اعتبار سے انتہائی خوش نصیب تھے کہ مرکز اہلسنت ناگن چورنگی کے قریب رہائش ہونے کی وجہ سے آپ کو نظریاتی و مذہبی اعتبار سے جرنیل اسلام مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی، اسی صحبت کا نتیجہ تھا کہ آپ مشن ونظریہ کے اعتبار سے انتہائی متصلب اور غیر متزلزل تھے، ہر قسم کے حالات کا مقابلہ جواں مردی سے کرتے اور کسی قسم کی مداہنت کا شکار نہیں ہوتے تھے۔

جی ایم سنی شہید کی سیرت کا ایک عمدہ باب ان کی مہمان نوازی تھی، اپنے پلے کچھ نہ بھی ہو مگر آنے والے مہمانوں کو اکرام کیے بغیر جانے نہیں دیتے، دوسروں کے کام آنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا یہ ان کی ایسی عمدہ صفات تھیں کہ جس کی گواہی آج بھی اہل محلہ دیتے ہیں۔ آپ بنیادی طور پر کپڑے کے کاروبار سے وابستہ تھے تاہم تحریکی مصروفیات کی وجہ سے کاروبار مسائل کا شکار ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ کبھی شدید معاشی مسائل کا شکار بھی ہو جاتے تاہم وہ فخریہ انداز میں فرماتے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

CS CamScanner

اجمعین نے نبی علیہ السلام کی ناموس وعظمت پر اپنا تن من دھن وار دیا تھا اگر ہمارا یہ چھوٹا سا کاروبار صحابہ کی ناموس وعظمت پر فدا ہو جائے تو شاید ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

آپ کی پوری زندگی تو ویسے عشق رسالت وصحابہ سے مخمور تھی، تاہم زندگی کے آخری ایام تو تحریکی زندگی کے عروج کے تھے اور لگتا ایسا تھا کہ آپ کئی سالوں کا کام پس چند دنوں میں نمٹانا چاہتے ہیں۔ مرکز اہلسنت کے متصل ناگن چورنگی پر منعقد ہونے والی ''سالانہ خاتم النبیین کانفرنس'' آج ملک کی بڑی کانفرنسز میں سے ایک شمار ہوتی ہے جس کے ذریعے دشمنانِ صحابہ اور ان کے ہمنوا ایک سیاسی جماعت کے دہشت گرد بڑے تلملا جاتے ہیں، پہلی مرتبہ اس کانفرنس کو تاریخ ساز بنانے میں جی ایم سی شہید کا اہم رول تھا۔

یہ یکم نومبر 2008ء کا دن تھا، آپ اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ صبح ہی سے مرکز اہلسنت میں منعقد ہونے والے جماعتی پروگرام میں شریک تھے، پورا دن صحابہ کی عظمتوں کے دفاع کی جدوجہد میں گزار کر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر آپ گھر جانے کے لئے نکلے تو دہشت گردوں نے آپ کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا، اگلے روز بعد نماز ظہر جامع مسجد صدیق اکبرؓ ناگن چورنگی کے متصل روڈ پر امام اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہید کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔

اخلاق بھائی شہید:

سنت رسولؐ سے سجا سراپا، اخلاقی بلندی، تواضع، انکساری اور خدمت خلق کے پیکر ضلع ملیر سے تعلق رکھنے والے اخلاق بھائی شہید کتنے شریف النفس، متقی اور پرہیزگار تھے اس کی گواہی ہر وہ شخص دے گا جس کا ان سے ذرا سے بھی تعلق رہا ہو۔ وہ اپنے نام کی طرح واقعی اخلاق کی اعلیٰ قدروں پر فائز تھے جس سے آج کوئی خال خال ہی معمور نظر آتا ہے۔

تحریک تحفظ ناموس رسالت وناموس صحابہ میں اخلاق شہید کا حصہ زیادہ ہی نہیں بہت زیادہ ہوا کرتا تھا۔ اہل علاقہ کو عشق رسالتؐ وغلامی صحابہؓ کے جذبے سے سرشار کرنا ان کا بہترین مشغلہ تھا جو خود ان کے عشق مصطفیٰ وحب صحابہؓ کی واضح دلیل ہے۔ اخلاق شہید ایک کم گو شخص تھے جب گفتگو کرتے تو خوب تول تول کر بولتے اور نپے تلے جملے استعمال کرتے، کبھی

CS CamScanner

بھی جذبات سے مغلوب ہوکر سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیتے اور ہر وقت تحریک کے کاموں کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی کوشش میں کوشاں رہتے۔

کسی کی مشکل گھڑی میں کام آنا اپنا فرض سمجھتے، معاشی طور پر آسودہ حال تھے اس لئے اپنی حیثیت اور حتی المقدور استطاعت کے مطابق ساتھیوں کا اکرام کرنا اور دینی اجتماعات میں بھرپور مالی تعاون کرنا یہ ان کی سیرت کا روشن باب ہے۔ 13 نومبر 2010ء کو اخلاق بھائی اپنے کارخانے جاتے ہوئے گارڈن کے علاقے میں اقلیتی ٹولے کے دہشت گردوں کے ہاتھ شہید ہو گئے۔

قاری حماد شہید، شعیب شہید، قاری عبدالواحد شہید (3 سگے بھائی):

کسی گھر سے 3 جنازوں کے اٹھنے کا منظر کتنا دردناک ہوگا، اس کا اندازہ تو قاری حماد، شعیب اور قاری عبدالواحد رحمہم اللہ کے اہل خانہ کو ضرور ہوگا لیکن وہ تمام لوگ بھی اس غم والم کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں جو دردمند دل رکھتے ہیں۔ سفاک درندہ صفت اور انسانیت سے عاری دہشت گردوں کو اس سے کیا غرض انہیں تو بس مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل کر اپنے شیطانی نفس کو تسکین دینی ہوتی ہے، نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھنے والے یہ تینوں بھائی اپنے اہل خانہ کی کفالت کے لئے گلبرگ کے علاقے میں طاہر ولا کے قریب دکان چلاتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ دینی فریضے کی ادائیگی کے لئے تحریک ناموس صحابہؓ میں بھی اپنا حصہ شامل کیا کرتے تھے، بس اسی ''جرم'' کی وجہ سے 23 نومبر 2010ء کو قاری حماد اور شعیب دونوں سگے بھائیوں کو ایک ساتھ اور اس کے تقریباً دو سال بعد 23 اکتوبر 2012ء کو ان کے تیسرے بھائی قاری عبدالواحد کو ملک وملت کے دشمنوں نے سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا۔

قاری حفیظ شہید:

قاری حفیظ شہید ان صاحب عزیمت اور اولوالعزم لوگوں میں شامل تھے جو دین کی سربلندی کے لئے ہمیشہ سرگرم عمل رہا کرتے ہیں، گلستان جوہر میں نیپا چورنگی کے نزدیک واقع زہرہ اپارٹمنٹ میں قائم مسجد میں امام کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ

CamScanner

ساتھ تحفظ ناموس صحابہؓ کا فریضہ بھی بخوبی سرانجام دیا کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے آپ نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ مسجد کے مبارک ماحول میں درس قرآن، درس حدیث کے علاوہ شانِ مصطفیٰ اور شانِ صحابہ کے حوالے سے خوبصورت پروگرامات منعقد کروا کر لوگوں کی نظریاتی تربیت کا سامان کرتے اور لوگوں میں صحابہ کرامؓ کی مقدس ہستیوں کی محبت بڑھانے کے لئے نجی مجالس ومحافل کو بھی ان پاکباز انفاس کے معطر تذکرے سے منور اور روشن کرتے جو دشمنانِ صحابہؓ کے لئے کسی بھی طور پر قابل برداشت نہ تھا چنانچہ ان کو ان کی مسجد اور گھر کے قریب چائے خانہ پر 14 نومبر 2011ء کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

قاری ظفر اقبال شہید:

قاری ظفر اقبال شہید نارتھ ناظم آباد کے رہائشی تھے، ناموسِ صحابہ کے دفاع کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شہر بھر میں عظمت رسالت و ناموس صحابہ کے حوالے سے جو بھی پروگرام ہوتا اس میں آپ اپنی شرکت کو یقینی بناتے اور صحابہ کرام سے اپنی سچی محبت کا عملی ثبوت دیتے۔ صرف اس قدر بات دشمنانِ صحابہ کو برداشت نہ ہوئی اور ان کو 21 نومبر 2011ء کو گھر کی دہلیز پر گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

قاری عمران موذن شہید:

دن میں پانچ مرتبہ لوگوں کو فلاح و کامیابی کی طرف بلانے والے قاری عمران دفاع صحابہؓ کے حوالے سے بھی سرگرم تھے اور صحابہ کرام کی عظمتوں کے دفاع کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے، وہ ہر ملنے جلنے والے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب سنا کر ان کی عظمتوں کے دفاع کے لئے تیار کرتے۔ گویا کہ قاری عمران بزبانِ حال یوں فرماتے ہے

ہم مدح صحابہؓ کی اک دھوم مچا دیں گے
یہ جذبہ ایمانی عالم کو دکھا دیں گے

شہر میں جاری ٹارگٹ کلنگ کا عفریت ان کو بھی کھا گیا اور 14 نومبر 2012ء کو مسجد نور سبحانی نشتر روڈ کے قریب ہی آپ کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

CS CamScanner

ابوطاہر جھنگوی شہید:

شہدائے کراچی میں ایک معروف نام ابوطاہر جھنگوی کا بھی ہے، جھنگوی نسبت کی وجہ سے ان کے رگ و پے میں جذبۂ جھنگوی موجود تھا جس کی وجہ سے وہ صحابہ پر مر مٹنا اپنا ایمان سمجھتے تھے۔ مقدس مشن کی ترویج واشاعت اور اس کے لئے دن رات ایک کرنا ان کی سیرت کا روشن باب ہے، وہ اپنوں کے لئے موم سے بھی زیادہ نرم اور دشمنانِ صحابہؓ کے لئے ننگی تلوار سمجھے جاتے تھے۔ جب تک زندہ رہے دلیری اور بہادری کے ساتھ صحابہ کی عظمتوں کا دفاع کرتے رہے اور بالآخر 20 نومبر 2011ء آپ کو بھی ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

CamScanner

ایک ساتھ شہید ہونے والے دو دو سگے بھائی

☆ کامران شہید، خالد شہید ☆ حافظ حمزہ عبدالحفیظ شہید، سعد عبدالحفیظ شہید ☆ ظفر شہید، فرقان شہید ☆ جبرئیل شہید، خدائے نور شہید (وقاص شہید، افنان شہید، اقبال شہید، مولانا رفیق شہید، ساجد الاسلام شہید، امیر صالح شہید)

اللہ اکبر کبیرا......اللہ اکبر کبیرا......اللہ اکبر کبیرا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کا دفاع کرنے والی جماعت اہلسنت والجماعت نے ناموس صحابہ واہل بیت کے لئے جو عظیم سے عظیم تر قربانیاں پیش کیں تاریخ اُن کی نظیر پیش کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ مرکزی وصوبائی قیادت، ڈویژنل وضلعی ذمہ داران، کارکنان وہمدرد اس کے علاوہ ایک ایک دن میں ایک ایک درجن تک شہادتیں، کہیں باپ بیٹے کا بہتا خون تو کہیں دو سگے بھائیوں کا تڑپتا لاشہ، کہیں دو دو تین تین دوست عہد ووفا کی داستان رقم کرتے نظر آئے تو کہیں تین تین چار چار سگے بھائی جام شہادت نوش کرتے ہوئے، کہیں کڑیل جوانی تو کسی جگہ سفید ریش بزرگ فدائے اصحاب رسول ہوتے ہوئے پائے گئے۔ غرضیکہ اس جماعت نے ناموس صحابہ پر ہر وہ قربانی دے کر دکھائی جو بشری طاقت سے ممکن ہو سکی، جسے تاریخ کا مصنف ومؤرخ فراموش نہیں کرسکتا اور نہ اس کے تذکرے کے بغیر تحاریک دفاع صحابہؓ کی تاریخ مکمل ہو سکتی ہے۔ آج کے کالم میں ہم ان دو سگے بھائیوں کا تذکرہ کر رہے ہیں جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت پر فدا ہو کر اپنے نام، کام اور قربانی کو رہتی دنیا تک کے لئے دوام بخش دیا، آیئے چند شہداء کا تذکرہ پڑھ کر اپنے ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔

CS CamScanner

نوٹ: ان شہداء کے ساتھ وقوعہ کے وقت اور ساتھی بھی شہید ہوئے، اس لئے ضمناً ان کا تذکرہ بھی شامل ہے۔

کامران شہید، خالد شہید:

دشمنانِ اصحابِ رسول نے شہر کراچی میں ظلم و بربریت کی جو خونخوار تاریخ رقم کی ہے، اس سے انسانیت بھی شرما جاتی ہے، ابھی 23 نومبر 2010ء کو نارتھ ناظم آباد کے علاقے میں رہنے والے کاروبار میں مصروف دو سگے بھائیوں قاری حماد اللہ اور شعیب کو شہید کیا گیا تھا اس کے چند ماہ ہی بعد 28 اپریل 2011ء کو محمود آباد میں اپنی دکان بند کر کے جانے والے دو سگے بھائیوں کامران اور خالد کو شہید کر دیا گیا۔ تحفظ ناموس رسالت و ناموس صحابہ کے جب ان دو پروانوں کے جنازے اٹھائے گئے تو کراچی شہر میں کہرام مچ گیا اور آسمان بھی رونے لگا۔ درندہ صفت درندوں کی درندگی پر ہر ایک اپنے غم و غصے اور نفرت کا اظہار کر رہا تھا اور اسے انسانیت سوز ظالموں کو کسی بھی طور پر مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

کامران اور خالد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کا دفاع اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ تحریک مدح صحابہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ ایام خلفائے راشدین ہوں یا کوئی جماعتی جلسہ وجلوس ان کی بھاگ دوڑ، دیوانگی اور جدوجہد قابل دید ہوا کرتی تھی، وہ نہ صرف خود بلکہ اہل محلہ کی بڑی تعداد کو جماعتی پروگرامات میں شمولیت پر آمادہ کرتے، لوگوں کو اپنے اخلاق سے گرویدہ بناتے اور ہر ایک کی پریشانی میں پیش پیش رہ کر ان کی مدد کرنا یہ ان کی سیرت کا روشن باب ہے۔ ہر دو حضرات نے اپنی اپنی بیویوں کو عین جوانی میں بیوگی کا غم تو دیا مگر اپنے مشن و نظریے سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔ یقیناً یہ ان ہی شہداء کی لازوال قربانیاں ہیں کہ جماعت آج مسلسل کامیابی کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

حافظ حمزہ عبدالحفیظ شہید، سعد عبدالحفیظ شہید اور وقاص شہید:

7 جولائی 2012ء کو دو سگے بھائیوں حافظ حمزہ عبدالحفیظ اور سعد عبدالحفیظ کو سرجانی ٹاؤن

سیکٹر A-7 میں ان کی آٹوز شاپ پر شہید کیا گیا، ان کے ساتھ دکان پر کام کرنے والے وقاص کو بھی شہید کیا گیا، دہشت گردوں نے بیک وقت تین نوجوانوں کو شہید تو کیا ہی کیا مگر مزید درندگی، سفاکیت اور مسلمانوں سے ازلی بغض اور نفرت کا ثبوت اس طرح دیا کہ جب شہداء کے اہل خانہ اور دوست احباب شہداء کے جسد خاکی لینے عباسی ہسپتال پہنچے تو ان پر بھی گھات لگا کر اندھا دھند فائرنگ کی جس سے شہید وقاص کی والدہ محترمہ سمیت دیگر افراد شدید زخمی ہو گئے، دنیا نے بڑے بڑے سفاک، وحشی درندے دیکھے لیکن اس یہودی نسل اقلیتی ٹولے نے یقیناً سب کو مات دے دی۔

حافظ حمزہ ایک نیک سیرت نوجوان تھے جن میں دینی غیرت وحمیت مثالی تھی، صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور مذہبی احکام وفرائض پر سختی سے کاربند، خاص دینی ماحول میسر آنے کی وجہ سے وہ تحریک مدح صحابہ سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو دفاع صحابہ کے لئے تیار کر چکے تھے، ان کے دوسرے بھائی بھی ان صفات حسنہ میں اپنے بھائی سے کسی بھی طرح پیچھے نہ تھے بلکہ دونوں بھائی جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے، جماعتی ونظریاتی تعلق کی وجہ سے دیگر جماعتی کارکنان ان کی آٹوز شاپ پر اپنی گاڑیوں کی مرمت کے لئے آجایا کرتے تھے جس کی وجہ سے باؤلا دشمن اس طرف متوجہ ہوا اور ایک ہی وار میں دو سگے بھائیوں اور ان کے ساتھ ان کی دکان پر کام کرنے والے مقامی یونٹ کے سیکرٹری اطلاعات بھائی وقاص کو بھی گولیاں مار کر بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

ظفر شہید، فرقان شہید، افنان شہید، اقبال شہید:

24 جولائی 2011ء نارتھ کراچی سیکٹر 9 میں اپنی سوئٹ مارٹ کی شاپ پر بیٹھے دو بھائیوں ظفر شہید اور فرقان شہید اور ان کے کزن افنان شہید اور ملازم اقبال شہید کو ظالموں نے ایک ہی وار میں اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

آہ! ظالموں کو ذرا سی دیر کے لئے بھی خیال نہ آیا کہ تمہاری تھوڑی سی جذباتی تسکین نے ایک ہی لمحے میں ایک ساتھ چار گھروں کے چراغ گل کر دیئے، تم نے ایک ساتھ کئی بوڑھے ماں باپ اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں سے ان کے سہارے کو چھین لیا لیکن یاد رکھو

خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، دوسروں کے سکون کو غصب کرنے والے خدا کے غضب سے انشاء اللہ محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

ظفر شہید اور فرقان شہید دینی گھرانے سے تعلق رکھنے والے خوبصورت اور خوب سیرت نوجوان تھے، ان کے اخلاق، کردار اور تواضع کا ہر ایک معترف تھا، وہ اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ دن کا کافی وقت دینی سرگرمیوں کو بھی دیا کرتے تھے، صحابہ کرام کی مقدس جماعت کا دفاع کرنے والوں سے قلبی محبت ذریعہ نجات سمجھتے تھے موقع بموقعہ دامے درمے سخنے تعاون کیا کرتے تھے۔ مداہنت اور بزدلی سے کوسوں دور تھے، حق بات کا اظہار برملا کردیا کرتے تھے، دکان پر آنے والے رافضیوں سے لین دین نہ کرتے اور ان کو دوسری دکان جانے کا بول دیتے، شاید دشمن کو اپنی یہ ذلت ورسوائی برداشت نہ ہوئی اور ان حالات میں کہ جب اہلسنّت کو چن چن کر مارا جارہا تھا ان دو سگے بھائیوں کو اپنے دو رفقاء کے ہمراہ ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنادیا گیا۔

جبرئیل شہید، خدائے نور شہید: (مولانا رفیق شہید، ساجد الاسلام شہید، امیر صالح شہید)

26 اکتوبر 2012ء کو اقلیتی ٹولے نے اس وقت ظلم و بربریت کی نئی تاریخ رقم کی جس وقت مدینہ کالونی کے چائے خانے پر اندھا دھند فائرنگ کرکے 5 معصوم ومظلوم مسلمانوں کو خاک وخون میں نہلا دیا جس میں دو سگے بھائی جبرئیل اور خدائے نور جبکہ مقامی یونٹ کے صدر مولانا رفیق، اسٹوڈنٹس ذمہ دار برادرم ساجد الاسلام اور امیر صالح جام شہادت نوش فرماگئے۔

ان پانچ شہداء میں شامل دو سگے بھائی جبرئیل اور خدائے نور اہلسنّت والجماعت کے دیرینہ اور نظریاتی کارکن تھے، جبرئیل بڑے تھے اور مقامی یونٹ کے خازن تھے جبکہ خدائے نور مقامی یونٹ کے کارکن تھے۔ تاہم دونوں بھائی دفاع صحابہؓ کی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ جلسہ، جلوس، کانفرنس اور ریلی میں ان کی شرکت یقینی ہوا کرتی تھی۔ نیوکوئٹہ ہوٹل کے نام سے اپنا ذاتی ہوٹل تھا جس کی وجہ سے آسودہ حال تھے، اس لئے جماعتی معاملات میں خوب مالی معاونت کیا کرتے تھے۔ کراچی کے ابتر حالات اور دشمن کے بدنی قاتلوں کی دھمکیوں کے باوجود وہ اپنے مشن ونظریے سے ہٹنے کے لئے قطعاً تیار نہ ہوئے بلکہ

CamScanner

دشمن کی دھمکیوں کے بعد تو وہ مشن کے حوالے سے اور فعال و متحرک ہو چکے تھے اور ہر روز جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ ان کے دوستوں کے مطابق جبرئیل کے اندر ایک نظریاتی کارکن کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں جو دیگر ساتھیوں کے لئے نمونہ اور قابل تقلید تھیں۔ وہ شہر کراچی میں مسافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو جماعتی رفقاء کی وجہ سے کبھی تنہا اور اکیلا نہیں سمجھا کرتے تھے، ان کے بے گناہ خون کی برکت سے اللہ پاک نے ان کے آبائی علاقوں پشین اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں جماعتی کاز کو ازحد تقویت پہنچائی ہے اور جماعتی ورک مسلسل ترقی کی طرف گامزن ہے۔ ان دو سگے بھائیوں کے ساتھ جام شہادت نوش فرمانے والے دیگر شہداء کا تذکرہ انشاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں کیا جائے گا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

عظمت اصحابؓ رسولؐ پہ قربان ہونے والے دودو بھائی

☆لالہ مشتاق شہید، لالہ الطاف شہید ☆محمد علی ماما شہید، شاہد ماما شہید ☆امان اللہ شہید، غفران شہید ☆مقبول شہید، مسعود شہید

''اے اصحابِ محمدؐ آپ نے نبیؐ کی ناموس پہ سب کچھ لٹادیا ہم آپ کی ناموس پہ سب کچھ لٹادیں گے، کچھ نہیں بچاکے رکھیں گے''...... حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ کے یہ الفاظ کسی قسم کی لفاظی پر مبنی یا کسی دیوانے کی بھڑک نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا اقرار حضرت جھنگوی شہید کی تحریک مدحِ صحابہ سے واقف ہر منصف مزاج آدمی ضرور کرے گا کہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت کا دفاع کرنے والے ان دیوانوں نے اپنے انجام سے بے خبر ہوکر واقعتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مبارک اصحابؓ کی عزت وعظمت وناموس پر اپنا سب کچھ لٹادیا اور کچھ نہیں بچاکے رکھا۔ گزشتہ کالم میں ہم نے ان دو بھائیوں کا مبارک تذکرہ پڑھا جنہوں نے ایک ساتھ اپنی جان ناموس صحابہؓ پروار کر کے جانِ آفریں کے سپرد کی۔ آج ہم ان دو بھائیوں کا تذکرہ کرنے جارہے ہیں جنہوں نے وقفے وقفے سے مختلف واقعات میں اپنی قیمتی جانیں امت کی قیمتی ترین ہستیوں پر قربان کیں اور انشاء اللہ آئندہ ہم ان اولوالعزم باپ اور بیٹوں کا تذکرہ زینت قرطاس کریں گے جنہوں نے دفاع صحابہؓ کے لئے اپنا تن من دھن قربان کیا۔

لالہ مشتاق شہید، لالہ الطاف شہید:

اہلسنت والجماعت سیکٹر محمود آباد یونٹ سعد بن ابی وقاصؓ کے صدر لالہ مشتاق کو 7 ستمبر 2010ء کو ٹارگٹ کر کے شہید کیا گیا، وہ ایک انتہائی فعال، متحرک اور سرگرم کارکن تھے جن کی

زندگی کا محور صرف اور صرف دفاعِ اصحابِ رسول تھا، اہلیہ اور چھ معصوم بچوں کی کفالت کی ذمہ داری کے باوجود وہ جماعتی مشن و نظریے کو اوّلیت جبکہ خانگی ذمہ داری کے ثانوی درجہ پر رکھتے تھے وہ قیادت اندھی تقلید کرنے والے ایک وفا شعار جماعتی ورکر تھے، جماعتی پالیسی آجانے کے بعد آنکھیں بند کر کے اس پر عمل کرنا ان کی فطرت ثانیہ تھا اور وہ اکثر جماعت دوستوں کی نظریاتی تربیت کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ قیادت کے حکم پر اور ان کی پالیسی پر کیوں؟ کا سوال کرنے کے بجائے بلا چوں چراں تعمیل کرنا ہی ایک فرض شناس ورکر کی علامت ہوا کرتا ہے، وہ اپنے مشن اور نظریے پر مر مٹنے کا جذبہ رکھنے والے شخص تھے۔

لالہ مشتاق شہداء کا اپنا ذاتی کاروبار تھا اور شہادت والے دن 7 ستمبر 2010ء بھی وہ روزے کی حالت میں اپنی دکان پر قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے، اصحاب رسولؐ کے ازلی دشمن خریدار بن کر آئے اور کوئی چیز مانگی، لالہ مشتاق نے قرآن پاک رکھا ہی تھا کہ کافروں نے گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ بعد ازاں حضرت قائد محترم فاروقی صاحب کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور اس کے بعد پریس کانفرنس بھی ہوئی، اسی کانفرنس سے واپس جاتے ہوئے برادرم مولانا احسان اللہ فاروقی کی شہادت ہوئی جبکہ لالہ مشتاق سے ایک دن قبل لائنز ایریا کے فعال رکن غیاث بھائی کو بھی شہید کیا گیا۔

لالہ مشتاق شہید کے برادر صغیر لالہ الطاف اہلسنّت والجماعت سیکٹر محمود آباد یونٹ سعد بن ابی وقاصؓ کے خزانچی اور پورے سیکٹر کے سرپرست تھے، اپنے برادر محترم کی شہادت تک وہ جماعت میں شامل نہ تھے، تاہم بھائی کی شہادت کے بعد ان کو مشن جھنگوی کے حوالے سے بہت کچھ سوچنے کو ملا، بالآخر انہوں نے بھائی کے چھوڑے ہوئے مشن کو مکمل کرنے کے لئے بلا خوف و خطر اہلسنّت والجماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنی انتھک جدوجہد اور کاوشوں کے ذریعے پورے سیکٹر میں ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا، سیکٹر کا ہر فرد چاہے وہ ذمہ دار ہوتا یا کارکن لالہ الطاف کی بے حد قدر کرتا اور ان کے تجربات سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور نظریاتی ترتیب کے حوالے سے ان کی طرف سے دی جانے والی ہدایات کو اپنے لئے جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا، وہ ایک انتہائی مخلص، پاکباز اور دینی غیرت

CS CamScanner

محبت سے سرشار صاحب ایمان تھے۔ اصحاب رسول کی گستاخی اوران پر تبراء بازی کے موقع پران کی غیرت ایمانی اور ہیجانی کیفیت قابل دید اور قابل تقلید ہوا کرتی تھی، وہ جب تک مجرموں کوراست سزا نہ دلوادیتے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔

9 مارچ 2014ء وہ اپنے دیگر جماعتی رفقاء مولانا عبدالقادر شہید، بھائی طیب شہیداور قاری ابراہیم شہید کے ہمراہ حملے میں زخمی ہونے والے اپنے ہردلعزیز قائد علامہ اورنگزیب فاروقی حفظہ اللہ کی عیادت کر کے واپس جارہے تھے تو راستے میں گھات لگائے سبائی النسل دہشت گردوں نے انتہائی سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان نہتے سنی مسلمانوں پر حملہ کردیا جس میں لالہ الطاف سمیت تین ساتھی موقع پر اور چوتھے ساتھی چند دن بعد جام شہادت نوش فرماگئے۔ بعدازاں فاروقی صاحب مدظلہٗ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں تدفین کردی گئی۔

محمد علی ماما شہید،شاہد ماما شہید:

گزشتہ سے پیوستہ کالم میں محمد علی ماما شہید کا تذکرہ کیا جاچکا ہے،ان کے کچھ عرصے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہد ماما کو بھی 25 دسمبر 2014ء کو پڑوسی ملک کے دہشت گردوں کے ایماء پر سرکاری فرشتوں نے بے دردی کے ساتھ شہید کردیا تھا، وہ ایک نڈر، بے باک اور غیرت مند سنی مسلمان تھے اوراپنی زندگی اوراس کی تمام تر توانائیاں دفاع اصحابِ رسولؐ کے لئے وقف کر چکے تھے۔ بھائی کی مظلومانہ شہادت کے بعد تو وہ مزید جری اور متحرک ہوچکے تھے اورلیاری وضلع ساتھ کے کونے کونے تک مشن حق نواز کو پہنچانے کا عزم مصمم کرچکے تھے۔ بھائی کی طرح ان کو بھی مشن وموقف سے برگشتہ کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کیے گئے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ جام جھنگوی جس نے ایک مرتبہ پی لیااس کا نشہ تو جام شہادت پی لینے کے بعد ہی اُترتا ہے، کچھ ایسا ہی شہید شاہد ماما کے ساتھ تھا، وہ دفاع صحابہ واہلبیت کو مقصد زندگی بنا چکے تھے اور ہر قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال ہونے کے باوجود وہ کسی طور پر مشن وکاز سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے ،ان کو دفاع صحابہؓ کے ''جرم'' میں پابند سلاسل بھی کیا گیا،شہادت سے کچھ عرصے قبل رینجرز نے اپنی تحویل میں لیا بے گناہی ثابت ہوئی تو رہا

CamScanner

کر دیا گیا، تاہم دو روز بعد دوبارہ ان کو دکان سے اغواء کر کے ماورائے عدالت قتل کر کے شہید کر دیا گیا۔

امان اللہ شہید، غفران شہید:

عظمت صحابہؓ پر قربان ہونے والے دو سگے بھائیوں میں امان اللہ شہید اور غفران شہید کے نام بھی شامل ہیں، امان اللہ شہید کا تذکرہ ہم اس سے کر چکے ہیں جبکہ غفران شہید کو حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید کے جنازے سے واپسی پر اغواء کر کے شہید کیا گیا تھا وہ حافظ قران اور علاقے کی مسجد کے مؤذن تھے، جماعتی معاملات میں کافی حد تک شرکت کیا کرتے تھے، دونوں بھائیوں نے یکے بعد دیگرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت پر اپنی جان قربان کر کے بروز قیامت اپنے والدین، اعزہ واقرباء کے لئے شفاعت کا بندوبست کر دیا، قاری امان اللہ کا یوم شہادت 26 مئی 2009ء جبکہ غفران کا یوم شہادت 15 جولائی 2009ء ہے گویا کہ 2 ماہ کے اندر ہی ان کے اہل خانہ کو ایک کے بعد دوسرے بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا مگر اللہ رب العزت نے جس قدر بڑا رتبہ ان کے اہل خانہ کو عطا فرمایا صبر بھی اسی قدر عطا فرمایا۔ 6 اپریل 2014ء شہداء ڈے کے موقع پر ان کے والد محترم نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”دو بیٹوں کی شہادت کے بعد میں ان کی اولاد دل یعنی اپنے پوتوں کو بھی دفاع صحابہؓ کے لئے وقف کرنے کا عزم کر چکا ہوں اور مجھے اپنے بیٹوں کی شہادت پر افسوس نہیں بلکہ فخر ہے۔“

مسعود احمد شہید، مقبول شہید:

مرکز اہلسنت ناگن چورنگی سے جمعہ پڑھ کر گھر کی طرف جانے والے مسعود احمد شہید اور ان کے ساتھ ان کے کزن کو یحییٰ حسن چورنگی کے قریب فائرنگ کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا۔ ۱۱ اہلسنت والجماعت سیکٹر نارتھ ناظم آباد بھٹو کالونی کے فعال ورکر تھے۔ ٹاؤن کے پروگراموں میں اکثر ان سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی، وہ بڑی پیاری مسکراہٹ لے کر آگے بڑھتے اور مصافحہ کرتے۔ میرے خیال میں کراچی ڈویژن کی طرف سے کسی بھی قسم کی ریلی، مظاہرہ یا

CamScanner

جلوس ہوتا اس میں مسعود احمد شہید کی شرکت فرض کے درجے میں لازمی ہوا کرتی تھی۔ باشرع، متدین اور دینی غیرت سے سرشار صالح نوجوان تھے جو اپنی زندگی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدس دوپٹے کی ناموس کے دفاع کے لئے وقف کر چکے تھے، ان سے تقریباً 6 ماہ قبل ان کے بھائی مقبول احمد کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا تھا، وہ بھی ایک باشرع، نمازی اور دینی غیرت وحمیت سے سرشار سنی تھے۔ مقبول شہید کافی عرصے تک قائد محترم حضرت فاروقی صاحب مدظلہٗ کے ذاتی محافظ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور شہادت سے کچھ عرصہ قبل تک وہ ایک دوسرے عالم دین کی حفاظت پر معمور تھے۔ گویا علماء کی حفاظت اپنی جان پر کھیل کر کیا کرتے تھے، شہادت سے کچھ دن قبل اچانک عصر کی نماز کے بعد ان سے ایک جگہ ملاقات ہوگئی تو خوشگوار حیرت ہوئی وہ بھی بڑے پرتپاک انداز میں ملے، علیک سلیک کے بعد رخصت ہوئے۔ بعد ازاں گرفتار ہوئے اور کچھ دن بعد ماورائے عدالت شہید کر دیئے گئے، ان کا یوم شہادت 14 نومبر 2013ء جبکہ مسعود کا یوم شہادت 18 اپریل 2014ء ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

عظمتِ صحابہؓ پر قربان ہونے والے دو دو بھائی

☆ مفتی سعود الرحمٰن شہید، مسعود الرحمٰن شہید ☆ مولانا عبد الجلیل شہید، مولانا عبد المتین شہید (کوئٹہ) ☆ مولانا ابوبکر مدنی شہید، عبد اللہ مدنی شہید ☆ سیّد عصمت اللہ شہید، سیّد فرمان اللہ شہید، (سید عبد الوہاب شہید (والد) (پشین))

مفتی سعود الرحمٰن شہید، مسعود الرحمٰن شہید:

شہید اوّل تحفظ حرمین شریفین، شہزادہ اہلسنت مفتی سعود الرحمٰن شہید کئی حوالوں سے میری زندگی کا حصہ رہے ہیں، میں نے بحثیت اسٹوڈنٹس ذمے دار نہ صرف ان کے ساتھ تنظیمی زندگی کے کئی سال ایک ساتھ گزارے بلکہ ان کی تحریکی سرگرمیوں سے اپنی زندگی کی سمت نمائی بھی کی ہے، اللہ پاک نے انہیں عوام وخواص، قیادت وکارکنان میں عجیب وغریب مقبولیت عطا فرمائی تھی، حج 2014ء پر روانگی سے قبل مدینہ منورہ سے ہمارے ایک دوست نے اُن کے حالات وواقعات پر مشتمل کتاب ''سلام اے شہید حرمین'' ساتھ لانے کو کہا، وہاں پہنچ کر ان کو وہ کتاب دینے کے لئے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے احاطے میں بیٹھا ہوا تھا، وہ کتاب میرے ہاتھ میں دیکھ کر اچانک ایک اجنبی نوجوان بے اختیارانہ میری طرف آیا اور کہنے لگا یہ کتاب مجھے دکھادیجئے، تھوڑی دیر تک وہ نوجوان کتاب میں گم رہا، اس کے بعد جب اس کی گم گشتگی کچھ کم ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم مفتی سعود الرحمٰن کو جانتے ہو؟ کہنے لگا: جی ہاں! حضرت فاروقی صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ وہ ہمارے علاقے تشریف لائے تھے، ایک دن میں اُن کے ساتھ رہا مگر اس ایک دن میں ان کی اثر انگیز شخصیت کا جو تاثر مجھ پر

CamScanner

پڑااس کے سحر سے میں آج تک نہیں نکل سکا، اس نوجوان کے اشتیاق کو دیکھ کر میں نے کتاب اس کی نذر کردی، اس نے جن نگاہوں سے میری طرف دیکھا اس کی کیفیت آج بھی مجھے یاد ہے، غالب کے الفاظ میں

دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی

میرے اندر ایک ''بری عادت'' ہے، اسے بری عادت کہیں یا طبعی کمزوری، میں ایک کتاب ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں پڑھتا اور اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے کتاب کے صفحات اُلٹ پلٹ کر رکھ دیتا ہوں مگر مفتی سعود الرحمٰن شہید کے حالات و واقعات پر مشتمل کتاب ''سلام اے شہید حرمین'' میں درجنوں مرتبہ پڑھ چکا ہوں اور اب تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھنٹوں کے مطالعہ کے بعد ذہنی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے مفتی سعود الرحمٰن رحمہ اللہ کا تذکرہ پڑھنے لگ جاتا ہوں، اللہ نے اس مردِ قلندر کو عجیب تنظیمی تحرک اور مشن کے حوالے سے توغل عطا فرمایا تھا تاہم یہ بات ایک نظریاتی کارکن کے لئے جاننا ضروری ہے کہ ایسا والدین کی بڑی محنتوں، نہایت کلفتوں، جاں گسل ریاضتوں، اساتذہ کی توجہات، قیادت کی عنایات والطافات، بقعہ نور کے انوار وتجلیات، سلسلہ لکھنوی وجھنگوی کے فیوضات وبرکات اور متواتر محنت وجدوجہد سے ممکن ہوا تھا، وہ اپنی ذات پر جماعت کو مقدم رکھنے والے تھے اور کسی بھی موقع پر مشن کے حوالے سے کسی بھی قسم کی مداہنت کا مظاہرہ نہیں کیا کرتے تھے، مجھے یاد ہے ان کی کئی ہفتوں کی اسیری اور اس دوران ان پر بے پناہ تشدد کے بعد ہم جب ان سے پہلی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو انہیں اپنے تئیں مشورہ دینے لگے کہ اب آپ کسی مسجد کی امامت وخطابت دیکھیں اور بیٹھ کر کام کریں، وہ ہماری بات خاموشی سے سنتے رہے، جب ہمارا اصرار بڑھا تو آخر میں صرف اتنا کہا کہ ''میرے سامنے میرے شہداء کے لاشے ہیں، میں نے ان کے ساتھ وفا کرتے ہوئے میدانِ عمل میں رہنا ہے، مسجد کا مولوی بن کر حجرے میں نہیں بیٹھ جانا چاہے اس کے لئے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔''

مفتی سعود الرحمٰن کی شہادت کے بعد ان کے بھائی مسعود الرحمٰن میدان عمل میں ایک مجاہد بن کر آئے، ان کے اندر بھی مفتی سعود الرحمٰن کا خون دوڑا کرتا تھا، وہی تحرک، وہی توغل، وہی

CamScanner

قیادت کی اندھی تقلید، وہی ہر ایک کارکن کی فکر اور دشمن صحابہؓ سے شدید نفرت ۔ یہ تمام چیزیں ان کو مفتی سعودالرحمٰن شہید کی طرف سے ورثہ میں ملی تھیں، وہ ان تمام صفات حسنہ میں اپنے بھائی کا عکس جمیل تھے ۔ شہر کراچی میں کہیں کسی کارکن کی شہادت ہوتی اپنے بھائی کی طرح وہ سب سے پہلے جائے وقوعہ پر یا ہسپتال پہنچے ہوئے نظر آتے اور پھر آگے کے تمام معاملات پھرتی سے نمٹاتے چلے جاتے ۔ ہمارے برادر نسبتی مفتی معاویہ کی شہادت کے وقت ہسپتال میں جماعتی رفقاء میں سے سب سے پہلے پہنچنے والے مسعود اور بھائی نسیم تھے ۔ آہ! آج دونوں دوست منوں مٹی تلے راحت وچین کی ابدی نیند سو رہے ہیں ۔

ان شہداء کی قربانیاں، ان کی جہد مسلسل، ان کی فنائیت یہ سب کچھ اس لئے نہیں کہ صرف ہم یہ پڑھ کر ان کی عظمتوں کے قائل ہو جائیں بلکہ اس سے بڑھ کر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کے روشن کردار سے اپنے لئے اپنی جماعتی زندگی کے لئے راہیں حاصل کریں، اللہ پاک ان شہداء کے درجات بلند فرماتے ہوئے مشن کی ترویج اور قبولیت کا ذریعہ بنائے ۔

مولانا عبدالجلیل شہید، مولانا عبدالمتین شہید:

عظمت صحابہؓ کے لئے قربان ہونے والے بھائیوں کی فہرست میں ایک نام کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے دو بھائیوں مولانا عبدالجلیل اور مولانا عبدالمتین کا بھی ہے ۔ ہر دو حضرات صحابہؓ کے دفاع اور ردّ رفض کے حوالے سے شدید جذبات کے حامل تھے یہی وجہ ہے کہ کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے دشمنان اصحابِ رسولؐ نے ایک سال کے مختصر عرصے میں ہر دو حضرات کو گولیاں مار کر شہید کر دیا ۔

مولانا عبدالمتین کو 31 مئی 2010ء کو شہید کیا گیا، وہ ایک جید، ذی استعداد اور حق گو عالم دین تھے، شہادت سے قبل تک توت مسجد کے امام تھے ۔ آپ اکثر خطبات جمعہ و دیگر مواقع پر عظمت صحابہ و ردّ دشمنانِ صحابہؓ کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کھل کر کیا کرتے تھے اور اس عالمگیر فتنے کی سازشوں سے اپنے حلقہ احباب اور عامۃ الناس کو مسلسل آگاہ کیا کرتے تھے ۔ کوئٹہ کے رہنماؤں مولانا محب اللہ قریشی اور مفتی کلیم اللہ حیدری کے مطابق یہ دونوں بھائی اس وقت مشن کے حوالے سے سرگرم عمل تھے جب کوئٹہ میں جماعتی

CamScanner

کام اس قدر مضبوط نہ تھا جیسا کہ آج کل عروج پر ہے، ان کٹھن اور نامساعد حالات میں یہ ہر دو حضرات بلاخوف وخطر دینی کاز اور نظریئے کے حوالے سے سرگرم عمل تھے، اگرچہ اس دور میں یہ باضابطہ کارکن نہ تھے اس لئے کہ اس وقت رکنیت سازی کا سلسلہ اس دور میں کوئٹہ میں وقوع پذیر نہیں ہوا تھا تاہم ایک کارکن سے بڑھ کر یہ فعال اور متحرک تھے جو دشمن صحابہ کے لئے قطعی ناقابل برداشت تھا چنانچہ مولانا عبدالمتین کو طوغی روڈ پر ظالموں نے اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

مولانا عبدالجلیل اپنے سے پیشرو شہید ہونے والے بھائی مولانا عبدالمتین سے عمر میں چھوٹے تھے، بڑے بھائی فاضل درس نظامی تھے جبکہ عبدالجلیل درس نظامی کے آخری سالوں میں تھے۔ قاری عبدالجلیل عیدگاہ مسجد کے امام تھے اور ان کو 23 مئی 2011ء فجر کی نماز سے قبل مسجد میں گھس کر ابولولؤ فیروز کی روحانی اولاد نے گولیاں مار کر شہید کیا۔

مولانا ابوبکر مدنی شہید، محمد عبداللہ مدنی شہید:

مولانا محمد احمد مدنی شہید کے ان دو صاحبزادوں کا تذکرہ اہلسنّت کے انہی صفحات میں قارئین کی نذر کر چکے ہیں، مولوی عبداللہ مدنی کو 17 جولائی 2005ء کو اس وقت شہید کیا گیا جب وہ والد محترم کے ساتھ مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ کے درس قرآن میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ اصل ہدف تو ان کے والد تھے، تاہم وہ معجزانہ طور پر اس حملے میں محفوظ رہے تاہم عبداللہ مدنی کنپٹی پر لگنے والی گولی سے موقع پر ہی شہید ہو گئے، وہ درجہ سادسہ کے طالب علم اور حافظ قرآن تھے اور ایک نیک سیرت اور باکردار نوجوان اور فرمانبردار بیٹے تھے۔

مولانا ابوبکر مدنی نے 2007ء میں سند فراغت حاصل کی تھی، وہ ایک جید عالم، خطیب اور حافظ قرآن تھے۔ باوجودیکہ جید الاستعداد اور پختہ نظریاتی عالم تھے تاہم والد محترم کی خدمت کی نیت سے ان کے ڈرائیور گن مین کے فرائض بیک وقت سرانجام دیتے رہے اور بالآخر 5 مارچ 2011ء کو والد محترم کے ساتھ ہی ان کو الحمید اسکول نارتھ کراچی کے قریب گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

CS CamScanner

سیّد عصمت اللہ شہید، سیّد فرمان اللہ شہید (سید عبدالوہاب شہید):

اللہ اکبر کبیرا! اس قدر ظلم و بربریت کی انتہاء جسے دیکھ کر انسانیت بھی شرما گئی ہوگی جب کراچی کے علاقے ملیر میں مسجد سے نماز پڑھ کر باہر نکلنے والے باپ اور ان کے دو بیٹوں کو ظالموں کافروں نے ایک ساتھ آناً فاناً اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

شہید ہونے والوں میں سیّد عبدالوہاب اور ان کے دو بیٹے سیّد عصمت اللہ اور سیّد فرمان اللہ شامل تھے، ان کو صرف اس جرم کی پاداش میں شہید کیا گیا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کی عظمتوں کا دفاع اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے، شہداء کا تعلق بلوچستان کے علاقے ضلع پشین سے تھا جہاں سے تعلق رکھنے والے دیگر جانثار بھی صحابہ کے دفاع پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں، اس قدر عظیم قربانی کے بعد یقیناً ان ہر سہ حضرات کی بارگاہِ الٰہی میں خوب سرخروئی ہوئی ہوگی اور بڑے بڑے اعزازات و اکرامات سے نوازا گیا ہوگا، ان شہداء کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ آج ان کے آبائی علاقوں میں بھی مشن جھنگوی رحمہ اللہ مسلسل ترویج حاصل کرتا جا رہا ہے اور لوگ جوق در جوق قافلۂ حقہ میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں جس کا مشاہدہ راقم الحروف کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے کر چکا ہے، یقیناً یہ ان عظیم المرتبت شہداء کی قربانیاں ہیں کہ جماعت کی فتوحات کی آئے روز خبریں آتی چلی جا رہی ہیں، ابھی یکم محرم الحرام کی تعطیل سے دل نہال تھا کہ جھنگ اور کراچی کے بلدیاتی الیکشن میں راہِ حق پارٹی کی کامیابیوں نے دلوں کو مزید نہال کر دیا اور انشاء اللہ رب کریم کی ذات مہربان سے مزید فضل و کرم کی امید ہے کہ آئندہ دنوں میں قائد ملت اسلامیہ کی این اے 89 سے جیت اور قائد اہلسنت کی باعزت رہائی کی خوشخبریاں بھی شہداء کے پاک خون کی برکت سے اہلسنت کو فرحت و مسرت اور شادمانی بخشیں گی۔ اللہ پاک تمام شہداء کے درجات بلند فرمائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

ایک ساتھ شہید ہونے والے دوست

☆محمد علی ماما شہید، نعمان شہید　☆نعمان شہید، نبیل شہید، انصار شہید☆ ساجد شہید، عبدالحفیظ شہید☆ قاری جلال احمد شہید، عرفان محمود بابر شہید　☆عتیق شہید، شبیر شہید

محمد علی ماما شہید، نعمان شہید:

کراچی کے قدیم علاقے لیاری سے ملک کا تقریباً ہر وہ شہری واقف ہوگا جو کسی نہ کسی سطح پر پرنٹ، الیکٹرانک یا سوشل میڈیا سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتا ہے، اس لئے کہ کراچی کا یہ علاقہ کھیل، سیاست، مذہبی سوچ اور آئے روز کے سرچ آپریشن کے حوالے سے خبروں میں رہتا ہے، اسی معروف و مشہور علاقے کے رہائشی اہلسنت والجماعت کراچی ڈویژن کے معروف، ہر دل عزیز ساتھی بھائی محمد علی ماما بھی تھے جو تحریک تحفظ ناموس صحابہؓ کے ان معروف ترین افراد و کارکنان میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کی صبح و شام دین اسلام کے تحفظ اور سربلندی کے لئے وقف کر رکھے تھے۔ محمد علی ماما کراچی کی میمن کمیونٹی میں ایک خاص الخاص مقام رکھتے تھے اور چھوٹے ہوں یا بڑے سب ہی انہیں محبت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، وہ بنیادی طور پر گارمنٹس کے کاروبار سے وابستہ تھے تاہم ان کا زیادہ تر وقت جماعتی امور میں صرف ہوتا تھا اور زندگی کے آخری سال تو وہ عدالتی معاملات میں واقفیت رکھنے کی وجہ سے کراچی کورٹ کمیٹی کی ذمہ داری پر فائز تھے اور اپنی کمال مہارت اور انتھک محنت کی بدولت درجنوں اسیروں کو جیل کی کال کوٹھڑیوں سے آزاد فضا میں لا چکے تھے۔ عدالتی معاملات میں ان کے معاون خصوصی لیاری سے تعلق رکھنے والے ایک اور باوفا، صاحب عزیمت ساتھی محمد نعمان بھی تھے جنہوں نے اپنی زندگی مشن جھنگوی کے لئے وقف کر رکھی تھی چنانچہ 24 جنوری 2012ء یہ

دونوں حضرات اپنے فرائض منصبی سے فارغ ہو کر سٹی کورٹ سے گھر کی طرف روانہ ہو رہے تھے کہ نانک واڑہ کے قریب ان کو اس وقت گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا جب وہ رکشے میں سوار ہو چکے تھے۔ بعدازاں ان کی نعش کے ہمراہ طویل دھرنا دیا گیا، تاہم مذاکرات کی کامیابی اور مطالبات کی منظوری کی یقین دہانی کے بعد مولانا تاج محمد حنفی صاحب کی امامت میں نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

محمد علی ماما نے دفاع صحابہؓ کی پاداش میں اپنی زندگی کے کئی سال پس دیوار زنداں بھی گزارے اور غالباً راقم الحروف ان کے نام سے اسی دن واقف ہوا تھا جب ان کو گرفتاری کے بعد میڈیا کے سامنے پیش کیا گیا، ان کو ایک بڑا مجرم بنا کر پیش کیا گیا تاہم پھر وقت نے بتا دیا کہ ان پر لگائے گئے سارے الزامات بے بنیاد اور غیر حقیقی تھے، وہ انتہائی ثابت قدم، مشن کے پکے اور نظریئے کے سچے انسان تھے، ان سے باضابطہ پہلی ملاقات ماڑی پور کے ایک جلسے میں بیان کے بعد ہوئی، وہ اسٹیج کے عقب میں کھڑے تھے اور بیان کے حوالے سے حوصلہ افزائی فرمانے لگے، اس پہلے تعارف کے بعد پھر ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور پھر مفتی سعود الرحمٰن شہید کے ہمراہ کورٹ کمیٹی کے دفتر میں وہ یادگار ملاقات بھی تھی جس میں یہ دونوں شہزادے خوب ہنسی مذاق کر رہے تھے اور ہم ان کی گفتگو سے محظوظ ہو رہے تھے، دشمن نے انہیں شہید کر کے یہ سوچا کہ محمد علی ماما اور محمد نعمان کو شہید کر کے حق کی آواز کو دبا دے گا مگر یہ اس کی خام خیالی تھی اس لئے کہ شہداء کا مشن جاری رہا کرتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ترقی کرتا ہے، اس کا حق الیقین اس وقت ہوا جب ان کی شہادت کے کچھ ہی روز بعد کھڈہ مارکیٹ کے تاریخی جلسے میں شرکت کا موقع ملا۔ یہ کراچی کے چند تاریخی اور کامیاب ترین جلسوں میں سے ایک جلسہ ہوا کرتا ہے تاہم اس روز اس مجمع کی کیفیت، جذبات، غیرت ایمانی، تعداد سب کچھ ہی عروج پر تھی، اسٹیج کے اردگرد کافی آشنا چہرے نظر آ رہے تھے تاہم جلسے کے روح رواں محمد علی ماما آج نظروں سے اوجھل نظر آ رہے تھے مگر پہلے وہ اپنے پسینے کے ذریعے اس جلسے کو کامیاب کیا کرتے تھے اور اب اپنا خون دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کانفرنس کو کامیاب کروا گئے۔

اللہ رب العزت محمد علی ماما اور محمد نعمان کی شہادتوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

CamScanner

نعمان شہید، نبیل شہید، انصار شہید:

عظمت ناموس رسالتؐ و ناموس صحابہؓ پر جان نچھاور کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں، ان ہی میں سے ایک نام بھائی نعمان شہید کا بھی ہے۔ مرکز اہلسنت جامع صدیق اکبرؓ کے قریب رہائش ہونے کی وجہ سے شعوری زندگی کے آغاز ہی سے آپ علامہ عبدالغفور ندیم شہید کے عقیدت مندوں میں شامل ہوگئے تھے اور تحریک دفاع صحابہ کے حوالے سے ہر سرگرمی میں بھرپور حصہ لیتے، دوست احباب سے خندہ روئی سے ملنا اور ہر ایک کے دکھ درد کو اپنا سمجھنا یہ ان کی سیرت کا روشن باب تھا۔ جب تک علامہ ندیم رحمہ اللہ حیات تھے نعمان بھائی ان کی خدمت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ راقم الحروف کو ان کے ساتھ زمانہ طالب علمی میں ایک ہی جامعہ میں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی تاہم وہ گھریلو اعذار کی بناء پر تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے تاہم وہ ایک متدین، متشرع اور پختہ نظریاتی مسلمان تھے، ان کے ساتھ شہید ہونے والے ان کے گہرے دوست انصار، اور نبیل بھی تھے، نبیل حافظ قرآن اور دینی مدرسے کے طالب علم تھے، دشمنانِ صحابہؓ نے ان شریف النفس، صالح اور متقی نوجوانوں کو اس وقت اپنی بربریت کا نشانہ بنایا جب وہ مسلم ٹاؤن میں اپنے گھر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے، اس طرح ملعون اقلیتی ٹولے نے اپنے خونی جذبات کی تسکین کے لئے ایک ہی ساتھ ایک گھر کے تین چراغ گل کردیئے جس سے اہل علاقہ میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور اسی تبرائی گروہ کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ بعدازاں علامہ فاروقی مدظلہٗ کی اقتداء میں نماز جنازہ کے بعد مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ساجد شہید، عبدالحفیظ شہید:

کراچی کے مرکزی علاقے گلبہار سے تعلق رکھنے والے ساجد بھائی بھی عشق مصطفیٰؐ و عشق صحابہؓ سے سرشار تھے، اپنے محلے میں تحریک کا جو بھی پروگرام ہوتا ان میں ساجد بھائی کا بھی بہت زیادہ حصہ شامل ہوتا، علامہ حق نواز جھنگوی شہید نے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے لئے تینوں مسالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا فلسفہ پیش کیا تھا، بھائی ساجد شہید اس فلسفے

CamScanner

پر زندگی بھر کار بند نظر آئے اور انہوں ؒ نے دیوبند مکتبہ فکر کے ساتھ ساتھ بریلوی مسلک کے نوجوانوں میں بھی عظمت صحابہؓ ودفاع صحابہؓ کے وہ گہرے نقوش چھوڑے جس کا نظارہ آج بھی ماہ ربیع الاوّل میں وہاں جا کر لگایا جا سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ساجد بھائی کے جنازے میں دیوبندی افراد کے علاوہ بریلوی اور اہلحدیث حضرات کی ایک بڑی تعداد شریک تھی۔ اللہ رب العزت نے ساجد بھائی کو بلند قد وقامت اور ایسی وجاہت عطا فرمائی تھی کہ باطل پر ہر وقت خوف طاری رہتا جبکہ اپنوں کے لئے ساجد بھائی ایک ڈھال کی مانند تھے۔ ساجد بھائی کو راستے سے ہٹانے کے لئے ان پر دو مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے لیکن وہ محفوظ رہے، تاہم تیسرا حملہ شہادت کے سچے طلب گار کو ان کی منزل مقصود تک پہنچا گیا۔ 18 جولائی 2011ء کی رات جب وہ اپنے دوست کے ہمراہ ملازمت سے واپس آ رہے تھے تو پٹیل والی گلی میں دہشت گردوں نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ساجد بھائی اپنے دوست عبدالحفیظ کے ہمراہ شہید ہو گئے۔

قاری جلال احمد شہید، عرفان محمود بابر شہید:

سرجانی ٹاؤن خدا کی بستی میں ''مقصد آمد رسولؐ'' کے عنوان سے ''سیرت النبیؐ'' کے حوالے سے سالہا سال سے جلسہ معمول کا حصہ ہے، 9 فروری 2012ء کی سالانہ کانفرنس میں راقم کو بھی گفتگو کا موقع ملا، جلسے سے فراغت کے بعد گھر پہنچ کر ابھی آرام کے لئے لیٹا ہی تھا کہ اطلاع ملی کہ جلسے سے گھر واپس جاتے ہوئے دو ساتھیوں کو جب وہ بفرزون پہنچے تو تعاقب میں آنے والے سفاک قاتلوں نے ہدفی قتل کا نشانہ بنا کر ان پر گولیاں کی بوچھاڑ کر دی جس سے قاری جلال موقع پر اور عرفان ہسپتال میں شہید ہو گئے۔ بعدازاں میت آبائی علاقہ روانہ کر دی گئی۔

عتیق شہید، شبیر شہید:

کراچی غلامان محمدؐ وصحابہؓ کا شہر کہلاتا ہے، اس شہر میں دین کی خاطر تن من دھن قربان کرنے والوں کی کمی نہیں، کراچی کے علاقے گلبہار سے تعلق رکھنے والے عتیق شہید اور شبیر

CamScanner

شہید بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے جن کی ساری زندگی نبیؐ سے عشق اور صحابہؓ سے وارفتگی میں گذری، عتیق بھائی مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے، اہل محلہ کے دکھ سکھ میں کام آنا ان کا وطیرہ تھا، بناء بریں وہ اہل علاقے کے لئے ہر دل عزیز تھے، تحریک ناموس صحابہ سے ان کی وابستگی بہت قدیم تھی، علاقے میں سیرت النبیؐ وعظمت صحابہؓ کے لئے جلسے کروانے میں پیش پیش رہا کرتے اور کہیں کسی ماتمی تبرائی جلوس، جلسے میں مقدس شخصیات پر تبرا کیا جاتا تو ان کی بے چینی قابل توجہ ہوا کرتی تھی۔ مجرم کو قانونی گرفت میں لانے کے لئے خوب بھاگ دوڑ کرتے، درخواستیں دیتے، اہل محلہ کو بیدار کرتے اور جب تک قانون حرکت میں نہ آجاتا چین سے نہ بیٹھتے۔ علاقے میں غرباء و مساکین کی کفالت کرنا ان کا خاصہ تھا، یتیم بچیوں کی شادی کے اخراجات پورے کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا، نیکی کے ان کاموں میں ان کے ہمدم شبیر بھائی ان کے دست بازو ہوا کرتے تھے۔ 14 فروری 2012ء کو کسی کام کے سلسلے میں ناظم آباد گئے تھے، واپسی پر ناظم آباد ایک نمبر کے قریب دہشت گردوں نے جو کافی عرصے سے ان کی جان کے درپے تھے ان دونوں دوستوں کو ایک ساتھ فائرنگ کر کے شہید کر دیا، اس واقعہ کے بعد اہل علاقہ کے دلوں میں اس اقلیتی ٹولے کی نفرت مزید بڑھ گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

انجینئر عبدالجبار شہید

عرفان اعظم شہید، عبدالحنان شہید، عبدالحمید شہید، شہزاد شہید، مولانا مدثر شہید، جبران شہید، عرفان شہید

انجینئر عبدالجبار شہید:

کچھ لوگ وہ ہوا کرتے ہیں جن کی عالی اقدار کے سامنے دنیاوی انعامات واعزازات بہت چھوٹے نظر آتے ہیں اور خالق کائنات ان کو پھر اپنی شایان شان انعام واکرام سے نوازتے ہیں انہی خوش نصیب اور عظیم لوگوں میں سے ضلع ملیر کے رہنما کورنگی سے تعلق رکھنے والے انجینئر عبدالجبار بھی تھے، وہ دن بھی عجیب تھا بھائی عبدالجبار جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں تقریب انعامات میں مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر اپنے ضلع کے رفقاء کے ساتھ تشریف فرما تھے اور دوستوں کے سنگم میں ان کا نورانی چہرہ الگ تھلگ ہی نظر آ رہا تھا، شاید اُس دن ان کے چہرے پر خصوصیت کے ساتھ نورانیت کا نزول ہو رہا تھا، اس تقریب میں ان کو کئی دفعہ حسن کارکردگی پر انعام کے لئے زحمت دی گئی، ہر مرتبہ وہ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ بڑے خوبصورت انداز سے انعام وصول کر کے دوستوں کے جھرمٹ میں جا کر انعام ان کے حوالے کر دیتے اور دوست احباب ان کو چومنے لگ جاتے ان کو کیا معلوم تھا کہ بس اب رفاقت کی گھڑیاں ختم ہونے کو ہیں اور ان کے پسندیدہ ساتھی اپنی پسندیدہ تمغا کے حصول کے بعد شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہونے والے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا 30 اکتوبر 2011ء جب وہ تقریب سے فارغ ہو کر اپنے رفقاء کے ہمراہ واپس جا رہے تھے تو خطرناک منصوبہ بندی پر عمل کرتے ہوئے صحابہ دشمنوں نے جوہر موڑ فلائی اوور پر ان کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا ان کی نماز جنازہ میں مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے خصوصی شرکت کی، جنازہ

میں ہزاروں شہریوں اور کارکنوں نے شرکت کی اور بعدازاں اپنے اس محبوب ذمے دار کو کورنگی کے قبرستان میں سپردِ خاک کردیا گیا۔

عرفان اعظم شہید:

بااخلاق، ملنسار، دوسرے کے کام آنے والے، مشن وکاز کے فروغ کے لئے ہمہ تن مصروفِ عمل، سنجیدگی ومتانت کے پیکر، متحرک وفعال اہلسنّت والجماعت سیکٹر سیّدنا امیر معاویہؓ نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے ذمے دار عرفان اعظم کو 10 نومبر 2011ء کو عرفات ٹاؤن میں منعقد ہونے والی کانفرنس کی تیاری کے آخری مراحل مکمل کراکر گھر جاتے ہوئے گولیاں مار کر شہید کیا گیا، اگلے روز میں ضیاء الدین روڈ پر قائد کراچی علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ کی ادا کی گئی۔

عرفان اعظم نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے بنیادی اراکین میں سے تھے جنہوں نے اپنے ہردلعزیز ذمے دار مفتی سعود الرحمٰن شہید کے ساتھ مل کر ایک یونٹ سے قائم ہونے والے ٹاؤن کو اپنی شبانہ روز محنتوں وکاوشوں کے ذریعے بارہ یونٹوں تک پہنچایا اور مفتی سعود الرحمٰن و دیگر شہادتوں اور گرفتاریوں کے باوجود اجتماعی کام میں کسی قسم کی کمی اور کمزوری نہیں آنے دی، آپ انتہادرجے کے نظریاتی اور فنافی المشن تھے، آپ کی زندگی کے صبح وشام مشن جھنگوی کی ترویج واشاعت میں صرف ہوتے تھے، آپ مقامی یونٹ مجاہد کالونی کے صدر ہونے کے ساتھ ٹاؤن کے خازن اور تادم شہادت سیکرٹری اطلاعات کے عہدوں پر کام کرتے رہے، سینئرز کے ساتھ حد درجہ احترام اور جونیئر کے ساتھ حد درجہ محبت وشفقت آپ کی سیرت کا روشن باب ہے۔

عرفان اعظم سے میرا قلبی ونظریاتی تعلق تھا، عموماً نارتھ ناظم آباد ٹاؤن میں ہونے والے پروگرامات واجلاسات میں ان سے ملاقات ہوجایا کرتی تھی، وہ بے انتہاء محبت وعقیدت سے پیش آتے تھے، میں نے تقریباً ہر ملاقات میں ان کے چہرے پر مشن کے حوالے سے فکرمندی اور گہری سوچ نمایاں دیکھی وہ کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے اور حیات موعود میں وہ بہت کچھ کر کے بھی گئے، اللہ نے ان کو دو بیٹیوں اور شہادت کے بعد ایک بیٹے سے نوازا، اللہ رب العزت

CamScanner

سے دعا ہے کہ ان کی شہادت کو اعلیٰ درجے میں قبول فرما کر اولاد کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔

عبدالحنان شہید:

مئی 2011ء میں نارتھ ناظم آباد کے صدر مفتی سعود الرحمٰن کو شہید کر کے اصحاب رسول مطمئن ہو چکے تھے کہ اب کم از کم نارتھ ناظم آباد میں ہمارے کفر سے پردہ چاک کرنے والے خاموش ہو کر یا دب کر بیٹھ جائیں گے لیکن یہ ان کی بھول تھی اس لئے کہ شہداء کے خون سے مشن میں کمزوری نہیں بلکہ قوت پیدا ہوتی ہے اور اللہ شہداء کے مشن سے اس کے وارثوں کو پیدا فرماتے ہیں، چنانچہ صدر ٹاؤن کی شہادت کے باوجود جب مشن جھنگوی کے پروانے کسی بھی طور پر نظریہ چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور آئے روز ترقی کی طرف گامزن نظر آئے تو اب دیگر کارکنوں کو ٹارگٹ کا نشانہ بنانا شروع کر دیا گیا چنانچہ اسی سازش کے تحت 15 نومبر 2012ء کو عبدالحنان کو شہید کر دیا گیا۔

عبدالحنان شہید نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کوثر نیازی یونٹ کے خزانچی تھے اور انتہائی سادہ طبیعت مگر مشن کے حوالے سے فعال و متحرک تھے، آپ کا آبائی علاقہ مانسہرہ تھا اور کچھ عرصے بعد ہی آپ نے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا تھا تاہم خالق کائنات کو شاید آپ کی شادی حوروں سے کرانی تھی اسی لئے جب آپ روزگار کے سلسلے میں دوکان پر کام میں مصروف تھے تو ظالموں نے دن دھاڑے آپ کو گولیاں مار کر شہید کر دیا بعد ازاں علامہ رب نواز حنفی کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔

عبدالحمید شہید:

لمبا قد، معتدل جسم، باوقار چہرہ اس پر مستزاد سنجیدگی، ڈاڑھی سفیدی مائل، مشن پر فدا، نظریئے کے پکے، صحابہ کے سچے غلام بھائی عبدالحمید کو 15 نومبر 2013ء کو اس وقت شہید کیا گیا جب وہ صبح اپنی دوکان کھول کر تلاوت و ذکر اذکار میں مشغول تھے، ظالموں کو تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی سے تر یہ زبان بھی اچھی نہ لگی اور ان کو دن کی روشنی کے ہوتے ہی بے دردی

CS CamScanner

سے شہید کردیا۔ عبدالحمید شہیدؒ نارتھ ناظم آباد کوثر نیازی کالونی یونٹ کے خزانچی تھے، آپ کو عبدالحنان کی شہادت کے بعد اس عہدے پر مقرر کیا گیا تھا، اتفاق سے عبدالحنان کی شہادت کے پورے ایک سال بعد 15 نومبر 2013ء کو آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، ٹاؤن کے کارکنوں میں عمر رسیدہ ہونے کے باوجود آپ میں جذبہ جواں تھا اور مشن کے حوالے سے جو کام بھی ذمے لگایا جاتا، آپ اسے بحسن وخوبی سرانجام دیتے، آپ کا علمی مطالعہ بھی قابل رشک تھا جس کا اندازہ راقم کو اس وقت ہوا جب آپ میرے پاس تشریف لائے اور مختلف کتب پر تبصرہ کرنے لگے، آپ انتہائی باہمت، وفا شعار اور نظریاتی کارکن تھے، خوف، ڈر سے کوسوں دور اور مداہنت کو حرام قطعی سمجھتے تھے۔ آپ کی جماعتی زندگی اور جدوجہد تاریخ تحریک دفاع صحابہؓ میں سنہرے حروف سے لکھی جائے گی۔

شہزاد شہید:

اہلسنت والجماعت کے شہداء میں ایک نام شہزاد شہید کا بھی ہے، جن کا تعلق نارتھ ناظم آباد ٹاؤن سے تھا، آپ کو 24 اکتوبر 2012ء کو شہید کیا گیا، جذبۂ دفاع صحابہ آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور اکثر آپ مشن جھنگوی پر مر مٹنے کے جذبے کا اظہار کیا کرتے تھے اللہ رب العزت نے آپ کی آرزو کو شرف قبولیت بخشا، مولانا رب نواز حنفی کی اقتداء میں جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان مین تدفین کردی گئی۔

مولانا مدثر شہید:

مسکراتا ہوا چہرہ، ہنسنا اور ہنسانا، کسر نفسی، سادگی اور انکساری، جذبہ جہاد سے مخمور، علماء کے خدمت گار، صحابہ کے غلام، اعمال و کردار میں سنت و شریعت کے پابند، جید عالم، بہترین منتظم، صف اوّل کے نمازی، کردار کے غازی یہ تھے مولانا مدثر شہید جن کو اس وقت ظالموں نے گولیوں کا نشانہ بنایا، جب وہ ظہر کی نماز باجماعت ادا کر کے اپنے گھر کی دلہیز پر پہنچ کر دستک دینے لگے تھے تاہم دستک دینے سے پہلے ہی ظالموں نے گولیاں ماردیں اور بیٹے کی دستک پر دروازہ کھولنے والی ماں نے آج گولیوں کی تڑتڑاہٹ سن کر دروازہ کھولا تو سامنے

CS CamScanner

اپنے پیارے لخت جگر کا لہو میں سرخ لاشہ نظر آیا۔

مولانا مدثر شہید مقامی امام مسجد کی ترغیب پر صراط مستقیم کی طرف آئے تو ایسے آئے کہ مجاہد، عالم اور شہادت کے مراتب علیا پر فائز ہو گئے، آپ نے درس نظامی کے تمام درجات جامعہ عربیہ احسن العلوم میں پڑھے، راقم الحروف درجہ خامسہ میں اور وہ درجہ ثالثہ میں تھے مولانا مدثر شہید اور مفتی معاویہ شہید یہ دونوں حضرات درجہ ثالثہ والے سال مقامی مسجد میں اصول الشاشی کے اسباق مجھ سے پڑھا کرتے تھے اور ایک معتدبہ حصہ ترجمہ قرآن کا بھی سبقاً پڑھ چکے تھے تاہم یہ ہر دو حضرات مجھ سے آگے اور بہت آگے نکل کر کامیابی اور فلاح کی منزل پا گئے، اللہ ان شہداء کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔

جبران شہید:

اہلسنت کے گزشتہ شمارے میں آپ دو کالموں میں جبران شہید کا تفصیلی تذکرہ پڑھ چکے ہیں، وہ مسکراتا حسین چہرہ آج بھی، میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب مفتی سعود الرحمٰن شہید کے حکم پر لیاقت آباد میں درس قرآن کے لئے حاضری تھی بعدازاں طعام کا انتظام بھائی جبران کے گھر پر تھا، دستر خوان پر وہ مجھ سے بے حد عقیدت کا اظہار فرما رہے تھے تو مفتی سعود الرحمٰن اپنی عادت کے مطابق مزاحاً فرمانے لگے کہ جبران بھائی ''خیر تو ہے آج مولانا کلیانوی سے بڑی عقیدت ہو رہی ہے کہیں انہوں نے آپ کے رشتے کی بات تو نہیں کر رکھی کہیں؟'' اس پر جبران کہنے لگے: نہیں نہیں سعود بھائی ہماری قسمت میں شادی کہاں؟ بس علماء کی خدمت کر کے نجات کا حصول چاہتے ہیں، اللہ اکبر کبیرا۔ آج اس مجلس کے دو ساتھی شہید، دو اسیر اور ایک زخمی ہو چکا اور یہ ناکارہ ان کا تذکرہ لکھنے کے لئے اور اپنے دیگر شہداء کی روشن زندگی کو زیب قرطاس کرنے کے لئے اپنی زندگی کے بقیہ ایام گزار رہا ہے۔ اے اللہ! جب تک زندہ رکھ دفاع صحابہؓ کرتے کرتے زندہ رکھ اور موت دے تو دفاع صحابہ کرتے کرتے شہادت کی موت عطا فرما۔

14 نومبر 2014ء کو جبران شہید کو خاک وخون میں نہلا کر 32 سال کی کڑیل جوانی کے عالم میں اس دنیا سے رخصت کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرما کر مشن حق کی

CS CamScanner

کامیابی کا اعلیٰ ذریعہ بنائے۔

عرفان شہید:

اہلسنّت والجماعت نیوکراچی ٹاؤن ملت عثمانیہ سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان بھائی عرفان شہید بھی تھے جن کو 9 نومبر 2012ء کو بے دردی کے ساتھ گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ عرفان شہید کا تعلق اہلحدیث مسلک سے تھا، تاہم وہ اکثر مرید جھنگوی ہونے پر فخر کا اظہار کیا کرتے تھے اور مسلک پر اعتراض کرنے والے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ میں ان چیزوں کو ثانوی درجہ دیا کرتا ہوں جبکہ میری اوّلین ترجیح دفاع اصحاب رسولؐ کی محنت وجدوجہد ہے، آپ ملت عثمانیہ یونٹ کے صدر اور نیوکراچی ٹاؤن کے سیکرٹری اطلاعات تھے۔

عرفان شہید کے دوستوں کے مطابق وہ ایک انتہائی ملنسار، بااخلاق اور دوسروں کے کام آنے والے تھے، جماعتی یا غیر جماعتی ساتھی کسی بھی قسم کی پریشانی میں نظر آتا تو اس کے حل کے لئے آپ دیوانہ وار بھاگتے دوڑتے نظر آتے اور حتی الامکان اس کی مدد واعانت کرتے، آپ کی زندگی کا محور مشن جھنگوی کی ترویج واشاعت کے گرد گھومتا تھا اور وہ ایسی مشن حق کی آبیاری کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر گئے اور زندگی بھر جرأت وبہادری سے باطل کا مقابلہ کرتے ہوئے دلیری کے ساتھ جام شہادت نوش فرما گئے۔

9 نومبر 2012ء آپ ملت عثمانیہ مسجد سے مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد گھر کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے سے گھات لگائے سبائی نسل قاتلوں نے آپ پر گولیاں برسا کر شہید کر دیا، بعد ازاں قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ جو کہ شوریٰ اجلاس کی وجہ سے اپنی کابینہ کے ہمراہ کراچی تشریف لائے ہوتے تھے کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں خلیفہ عبدالقیوم، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالغنی اور چاروں صوبائی قائد سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

علاؤالدین شہید، قاری امان اللہ شہید

اہلسنت والجماعت کا ہر ایک کارکن فنائی الصحابہؓ صحابہ کرامؓ کی مقدس و مطہر جماعت پر مر مٹنے کا جذبہ رکھنے والا اور اپنی قیادت کا اندھا مقلد اور ان کے ہر ایک حکم بلکہ ایک ایک اشارے پر اپنی جان نچھاور کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور یہ کوئی مبالغہ آرائی یا عقیدت میں توغل نہیں بلکہ ایک حقیقت کا اظہار ہے، جہاں تک بات فنائی الصحابہؓ اور ان کی ناموس پر مر مٹنے کی ہے اس کی تو ساری دنیا گواہ ہے کہ غلامانِ صحابہؓ نے صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت و ناموس کے تحفظ و دفاع کی خاطر قربانیوں کی جو لازوال داستانیں رقم کیں دنیا ان کی نظیر لانے سے قاصر ہے، بانی جماعت سے لے کر آدھی درجن مرکزی لیڈرشپ سمیت صوبائی ڈویژنل و ضلعی قیادت کی جان نچھاوری، ایک ایک وقت میں چالیس چالیس جنازوں سے لے کر ایک ایک گھر سے دو دو تین تین جنازے، باپ بیٹے سمیت دو دو تین تین چار چار سگے بھائیوں کی جانثاری، دو دو تین تین دوستوں سمیت معصوم بچوں کی شہادت، علماء، طلباء، وکلاء سمیت جماعت ترجمانوں کی شہادت، غرض وفا اور عشق و محبت کی ایک عجیب تاریخ ہے جسے ہمیشہ سنہرے حروف میں لکھا جائے گا اور تاریخ کا منصف نظر قاری اور ایک معتدل متدین مسلمان ان وفاؤں کی کہانیوں کو پڑھ کر حیرت و استعجاب کی کیفیت میں انگشت بدنداں نظر آئے گا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قیادت کی اندھی تقلید، ان کے نہ صرف ایک ایک حکم بلکہ اشارے پر لبیک کی صدا لگانے والے کارکنوں کی اطاعت، قیادت سے عقیدت اور اتباع کی انتہاء دیکھنی ہو تو اس کا نظارہ آپ کسی جماعتی پروگرام میں آ کر کر سکتے ہیں کہ جذبات سے بھرا ہوا، غم و غصہ میں بپھرا ہوا اور

CamScanner

کنٹرول سے باہر چلے جانے والا مجمع جب اپنے قائد لدھیانوی و فاروقی کی خاموش کرانے والی ایک آواز سن لے تو مجمعے میں ایسا سناٹا چھا جاتا ہے کہ وہ مجمع جس میں ابھی کان پڑی آواز سنائی نہیں دی جارہی تھی اب اگر وہاں ایک سوئی اوپر سے پھینک دی جائے تو اس کی آواز بھی صاف طور پر سماعتوں سے ٹکرا جائے۔

ملک پاکستان میں اس وقت حرمین شریفین کے خلاف ایرانی سازشوں اور سعودی حکومت کی حمایت میں سیاسی و مذہبی سرگرمیاں عروج پر ہیں، چھ مذہبی (اہلسنت والجماعت پاکستان، جمعیت علمائے اسلام سمیع الحق گروپ، انصار الامہ، پاکستان شریعت کونسل، مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء و مشائخ) پر مشتمل تحریک دفاع حرمین شریفین کے عنوان سے ایک ملک گیر سب سے بڑا اتحاد بھی معرض وجود میں آچکا ہے جس کے زیر انتظام ملک بھر میں جلوس، ریلیاں، سیمینارز، کانفرنسز بھرپور انداز میں جاری ہیں۔گزشتہ دنوں 8 مئی کو لسبیلہ تا تبت سینٹر ایک تاریخ ساز جلوس نکالا گیا جس کی قیادت اتحاد کے مرکزی قائدین نے فرمائی۔

آمدم برسر مطلب! 8 مئی کے جلوس کی میزبان اہلسنت والجماعت پاکستان نے جلوس کی تیاریوں کے سلسلے میں اتحادی جماعتوں کا مشاورتی اجلاس 4 مئی بروز پیر کو علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ کی رہائش گاہ پر مدعو کیا، جس میں راقم الحروف کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔بعض شرکائے اجلاس کو 8 مئی کی تاریخ پر تحفظات تھے کہ اس قدر عجلت میں جلوس کی کامیابی کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ جبکہ اکثر جماعتیں اور افراد 8 مئی کے حوالے سے متفق تھے، اسی دوران جمعیت علماء اسلام کے سینئر بزرگ رہنما مولانا اقبال اللہ صاحب مدظلہٗ اہلسنت والجماعت کے علاوہ دیگر جماعتوں کے قائدین کو غصے میں آکر فرمانے لگے کہ 8 مئی کے جلوس کے انعقاد کی بات تم کس منہ سے کر رہے ہو، تم اس کے لئے کتنی تیاری کروگے؟ مجھے بتاؤ تم کس قدر گاڑیاں اور کتنا مجمع لے کر آؤ گے؟ مجھے معلوم ہے تم سب کا دارومدار اہلسنت والجماعت پاکستان پر ہے کہ اس کے کارکن تین چار دن کے نوٹس پر بھی آجائیں گے، تم ان کی بات کیا کرتے ہو تم اپنی بات کرو مجھے معلوم ہے کہ یہ میرا بیٹا اورنگزیب فاروقی اپنے کارکنوں کو جمع کرنے کا ایک میسج چلادے گا اور ہم ابھی اجلاس سے باہر نکلیں گے تو باہر اس کے کارکنوں کی

CamScanner

گاڑیاں قطار در قطار اس کے ایک میسج پر نظر آئیں گی۔ اللہ اللہ! ایک دوسری جماعت کے لیڈر کی زبان سے جھنگوی کے پروانوں کی اطاعت کی گواہی سن کر میرا یقین حق الیقین میں تبدیل ہوگیا کہ اہلسنّت والجماعت کے علاوہ کسی جماعت کے ورکروں میں اس قدر اطاعت دوفائیں جس قدر اللہ رب العزت نے ان صحابہ کے غلاموں کے دلوں میں ودیعت کر رکھی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انہی پروانوں، جھنگوی شہید کے دیوانوں میں سے بھائی علاء الدین اور قاری امان اللہ شہید بھی تھے جن کو صحابہ دشمنوں نے عشق صحابہ کے جرم میں آج سے چھ سال قبل اسی مئی کے مہینے میں شہید کر دیا تھا۔

علاء الدین شہید: کراچی شہر کے مرکزی اور قدیم علاقے لائنز ایریا کے رہائشی علاء الدین ولد شجاع الدین جو دوستوں اور ساتھیوں میں ''مولوی صاحب'' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ لائنز ایریا کے علاقے دھوبی گھاٹ جٹ لائن میں 1972ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی ناظرہ و میٹرک علاقائی اداروں سے کیا، آپ دس بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھے، والد صاحب کا تعلق سوادِ اعظم اہلسنّت سے رہا تھا اس لئے آپ بھی تحریک سپاہ صحابہؓ سے وابستہ ہوگئے اور بہت جلد آپ اپنے ورک کی وجہ سے کراچی کی قیادت کے منظورِ نظر بن گئے تھے۔ ندیم عباس کی شہادت کے بعد آپ نے العباس سیکٹر میں کارکنوں کو منظم رکھا، بالخصوص پابندی کے بعد ساتھیوں کو بڑا حوصلہ دے کر اکٹھے رکھا۔ اپنی زندگی تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ ودفاع صحابہؓ کے لئے وقف کر چکے تھے، اپنے اس نظریے کے فروغ اور اشاعت کے لئے وہ دوسرے لوگوں کی بھی نظریاتی ذہن سازی کیا کرتے تھے اور بالخصوص اپنے تحریکی نوجوانوں کو دینی اعمال سے جوڑنے کی انتھک محنت انہی کا خاصہ تھا جس کی وجہ سے پورا محلہ ان کی عزت کیا کرتا تھا۔

آپ کے بڑے کارناموں میں ایک بڑا کارنامہ شیعہ کے موٹو ''علی وارث'' کے مقابلے میں اہلسنّت کے موٹو ''اللہ وارث'' کا فروغ تھا، آپ نے اس عنوان سے لاکھوں اسٹیکر چھپوا کر پورے ملک میں تقسیم کئے تھے، آپ نے اپنی ذاتی دلچسپی سے مظہر الحسن ایڈووکیٹ اور دیگر اسیران کو رہا کروایا تھا۔

CS CamScanner

علاء الدین شہید ان لوگوں میں سے تھے جو غرباء، مساکین کی ایسے امداد کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ تم انفاق فی سبیل اللہ ایسے کرو کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ وہ نام ونمود اور دکھلاوے کے بغیر محلے بھر کے غرباء اور ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ شہید علاء الدین نے دفاع صحابہ کے مشن کو اپنانے کے بعد بہت تکالیف برداشت کیں لیکن مصائب و آلام انہیں اپنے مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹا سکے، ان کی دعوت محنت وفکر کی بدولت آج لائنز ایریا جو راقم الحروف کا آبائی و پیدائشی علاقہ ہے میں سینکڑوں کی تعداد میں نوجوان تحریک دفاع صحابہؓ سے وابستہ ہیں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب شہر کراچی میں جی ایم سی اور مظہر الحسن ایڈووکیٹ جیسے فعال اور متحرک جماعتی قیمتی سرمایہ سمجھے جانے والے ساتھیوں کو شہید کیا جا چکا تھا اور ایرانی ایجنٹ اور ملک وملت کے دشمن مزید اہلسنّت کارکنان کے خون کے پیاسے بنے ہوئے پاگل کتوں کی طرح گلی کوچوں میں مسلح ہو کر سرکاری آشیرباد میں دندناتے پھر رہے تھے۔ 26 مئی 2009ء کو بھائی علاء الدین فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اپنی دکان پر موجود تھے کہ دین دشمن رافضی دہشت گردوں نے ان کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ ظہر کی نماز کے بعد پریڈی اسٹریٹ نزد پارکنگ پلازہ صدر کے علاقے میں اہلسنّت والجماعت کے مرکزی رہنما علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ نے ہزاروں افراد کی موجودگی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں مقامی قبرستان میں ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

قاری امان اللہ شہید:

ایک دن قبل ہی اہلسنّت علاء الدین شہید کی تدفین سے فارغ ہوئے تھے اور ابھی ان کی قبر کی مٹی سوکھی بھی نہیں تھی کہ ظالم دہشت گردوں نے گلشن ٹاؤن کے کارکن قاری امان اللہ کو گولیاں کا نشانہ بنا کر بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاری امان اللہ شہید رحمہ اللہ اپنے سے پیشرو شہید ہونے والے علاء الدین شہید کے جنازے میں پیش پیش تھے اور ان کی تحریک دفاع صحابہؓ کے ساتھ وابستگی بھی کافی عرصے سے تھی، انہوں نے اپنے حلقہ احباب میں تحریک ناموس رسالتؐ و ناموس صحابہؓ کے لئے گراں

CS CamScanner

قدر خدمات سرانجام دیں، ان کو اس وقت بربریت کا نشانہ بنایا گیا جب وہ اپنے تین سالہ معصوم بیٹے سفیانؒ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ صحابہؓ دشمنوں نے اس قدر کمینگی اور درندگی کا مظاہرہ کیا کہ جس سے انسانیت کانپ اٹھی کہ قاری صاحب کے تین سالہ معصوم بچے کو بھی اپنے مذموم مقاصد کا نشانہ بنانے سے پیچھے نہیں ہٹے اور اسے بھی گولیوں کا نشانہ بنایا چنانچہ 26 مئی 2009ء صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا یہ پہریدار اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد آبائی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

مظہر الحسن ایڈووکیٹ شہید، نثار شہید، شہزاد شہید، محمود الحسن شہید

مظہر الحسن ایڈووکیٹ شہید:

اللہ رب العزت نے حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کو جو درد اور خلوص عطا فرمایا تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کے پروگرام اور آپ کی دعوت کو جو قلب سلیم کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتا وہ ضرور قائل ہو کر اس کی تصدیق کرتا، یہی وجہ ہے کہ صرف ایک مخصوص طبقہ آپ کی جماعت کا ورکر نہیں بنا بلکہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر، انجینئرز، وکلاء، صحافتی حضرات، علماء، طلباء، تاجر ہر ذی شعور انسان نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ بات کی جائے وکلاء برادری کی تو اس میں حضرت جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے مرید مظہر الحسن ایڈووکیٹ کا نام نمایاں اور روشن نظر آتا ہے جن کی زندگی کا بڑا حصہ تحریک مدح صحابہ کی خاطر قربانیوں سے عبارت ہے۔

شاہ فیصل کالونی کے ایک لوئر کلاس گھرانے سے تعلق رکھنے والے مخلص اور وفا شعار مظہر الحسن دعوتی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہتے کیونکہ ان کا شعبہ وکالت تھا اس لئے وہ غریب و نادار لوگوں کے مسائل اور کیسز بلا معاوضہ دیکھا کرتے تھے اور اپنی خدمات پیش کرتے، اپنے علاقے میں انہوں نے تحریک تحفظ ناموس رسالت و ناموس صحابہ کی ترویج و اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ گھر سے نکلنے سے لے کر واپسی تک ان کا پورا دن دینی کاموں کی انجام دہی میں صرف ہوتا، وہ کم گو تھے اور فضول گفتگو سے اجتناب برتتے اور ضروری کام کی بات کے علاوہ گفتگو سے پرہیز کرتے، مسکراہٹ سے چہرہ مزین رہتا اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے۔

مظہر الحسن ایڈووکیٹ نے بہت مختصر عرصے میں وکالت کے شعبے میں بہت زیادہ شہرت

حاصل کی اور بہت جلد ہی شہر کراچی کے معروف وکلاء میں آپ کا شمار ہونے لگا اس کی وجہ ان کی ایمانداری اور صداقت تھی، ان کی شہادت کے موقع پر وکلاء برادری یہ کہتے ہوئی پائی گئی کہ اتنی کم مدت میں اس قدر شہرت بہت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے......شہادت سے کچھ عرصہ قبل ہی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے، ان کے واحد فرزند کی ولادت ان کی شہادت کے بعد ہوئی، اللہ اللہ ایسی عالی نسبت نصیب والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ وہ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ غریبوں اور ناداروں پر خرچ کرتے یا دینی کاموں پر خرچ کرتے بلکہ اپنے اخراجات کے ذریعے دینی پروگرامات کا انعقاد کرواتے، دعوتی وفلاحی خدمات کی وجہ سے اہل محلہ ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ مولانا عبدالغفور ندیم شہید سے ان کا خاص تعلق تھا اور اکثر ان کو اپنے علاقے میں بلاتے، نشستوں میں شریک ہونے والے دوستوں کے مطابق اس قدر شہرت و عزت ملنے کے باوجود وہ انتہائی سادگی کو پسند کرتے اور پروگرام میں آنے والوں سے بھرپور تبسم اور پرتپاک طریقے سے ملتے۔

مظہر الحسن شہید کی زندگی کا ایک اہم باب ان کی سات سالہ اسیری ہے، اصحاب رسولؐ کے دفاع میں ان کو یہ سعادت بھی ملی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت ہمارے اسلاف وقائدین کو بھی ملی۔ دین کی راہ میں تکالیف و پریشانیوں کا آنا یقیناً درجات کی بلندی کا ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ مظہر شہید نے اسیری کے یہ سات سال انتہائی استقامت اور ہمت و بہادری کے ساتھ گذارے اور اپنے پسماندہ دوستوں کے لئے یہ پیغام چھوڑ گئے کہ حالات جیسے بھی مشکل ہوں مصائب وآلام کا مقابلہ جوانمردی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس پروانے کو اس وقت نشانہ بنایا گیا جب وہ ہسپتال میں زیر علاج اپنے والد گرامی کی مزاج پرسی کر کے واپس گھر جا رہے تھے کہ راستے میں پاکستان چوک کے قریب شاہ فیصل کالونی سے تعلق رکھنے والے اس نوجوان وکیل کو خاک وخون میں نہلا دیا گیا۔ مظہر شہید نے پسماندگان میں ایک بیوی، بیٹا، بوڑھے بیمار والد سمیت ہزاروں دوستوں کو سوگوار چھوڑا بعد ازاں جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی میں شیخ الحدیث مولانا منظور احمد مینگل کی امامت میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

CS CamScanner

نثار شہید:

31 مارچ 2010ء کا وہ دن اچھی طرح مجھے یاد ہے مفتی سعود الرحمٰن شہید اپنے دو رفقاء کے ہمراہ میرے گھر کی بیٹھک میں تشریف فرما تھے اور ہاتھ میں مشروب کا گلاس، اچانک ایک کال سنتے ہی ان کا چہرہ متغیر اور پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے، استفسار پر بتایا کہ گودھرا کالونی کے ساتھ بھائی نثار کو شہید کر دیا گیا ہے، مشروب کا گلاس ایسے ہی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے چلو ہسپتال میں نے کہا کولڈ رنک تو پی لو! کہنے لگے نہیں اب نہیں پی جائے گی، آناً فاناً عباسی ہسپتال پہنچے، تو دیکھا مردہ خانے میں دبلے پتلے اور لمبے دراز قد کے مالک نثار شہید تھک ہار کر ابدی نیند سو رہے تھے۔

نثار شہید کا تعلق گودھرا کالونی سے تھا، انہوں نے اپنی زندگی کو تحریک ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے وقف کر رکھا تھا، وہ ایک سچے عاشق رسولؐ اور صحابہؓ کی مقدس جماعت کے پاکباز سپاہی تھے، ان کا اوڑھنا بچھونا صحابہ کی عظمتوں کا دفاع تھا اور اسی کے لئے وہ آخری سانس تک کوشاں رہے، وہ ایک ملنسار اور وفا شعار، غریب پرور اور کھلے دل کے انسان تھے، کسی بات پر دستوں سے خفا ہو جاتے تو یہ بول کر یاروں کی محفل چھوڑ کر چلے جاتے کہ آئندہ کوئی مجھ سے بات نہ کرے اور پھر تھوڑی دیر بعد خود ہی واپس آ کر محفل کا حصہ بن جاتے اور ایسے ہو جاتے کہ کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ کئی خواتین ان کی شہادت کے بعد یہ کہتے ہوئے سنی گئیں کہ ہمیں تو نثار کا گھر تک معلوم نہیں تھا لیکن ہم کئی سالوں سے ان کا دیا ہوا وظیفہ لے کر اپنا گزر بسر کر رہی تھیں، اس کے علاوہ بھی ان کی فلاحی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا، ایسے مخلص اور سچے عاشق رسول گو دہشت گردوں نے شہید کر کے اپنے سیاہ کارناموں میں اضافہ تو کر لیا لیکن نثار کے خون کی برکت سے گودھرا سے تعلق رکھنے والے کتنے ہی نوجوان تحریک مدح صحابہؓ سے منسلک ہو گئے جس کے بعد دشمن بھی یہ سوچتا ہوگا کہ کاش ہم ایک نثار کو شہید نہ کرتے تو آج اس قدر نوجوان ہمارے باطل عزائم کے مقابلے کے لئے میدانِ عمل میں نہ آتے، یہ یقیناً دشمنانِ اصحابِ رسول کی شکست خوردگی اور اہل حق کی فتح مبین ہے۔"

نثار شہید کو اقلیتی ٹولے نے اس وقت اپنی بربریت کا نشانہ بنایا جب وہ گودھرا کالونی

CamScanner

میں اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے، وہ موقع پر جام شہادت نوش فرما گئے، بعدازاں گودھرا کالونی کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں ایک جم غفیر کی موجودگی میں قائد اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی حفظہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی، شہید نثار نے پسماندگان میں ایک بیٹا، چار بیٹیاں، بیوہ اور سینکڑوں ساتھیوں کو سوگوار چھوڑا۔

شہزاد شہید:

شریف النفس، ملنسار اور لوگوں کے دکھ سکھ میں کام آنے والے شہزاد شہید کا تعلق گلبہار سے تھا۔ دفاع صحابہؓ کے لئے فنائیت کے درجے پر فنا ہونے والے کسی شخص کی مثال دینی ہو تو بلا مبالغہ شہزاد شہید کا نام پیش کیا جاسکتا ہے۔ وہ دینی وجماعتی پروگرامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور دوستوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، اپنے گھر کے قریب ہی ان کا ذاتی میڈیکل اسٹور تھا اس حوالے سے بھی وہ کافی معروف تھے، ظالموں نے اسی میڈیکل اسٹور میں گھس کر 4 جون 2010ء کو ان کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کردیا۔

محمود الحسن شہید:

کراچی کے علاقے ناظم آباد سے تعلق رکھنے والے اہلسنت والجماعت ضلع سینٹرل کے انتہائی فعال، جانثار کارکن وذمے دار محمود الحسن شہید کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، تقویٰ، پرہیزگاری اس پر مستزاد ان کا عشق رسالت و صحابہ ان عناصر ترکیبی نے ان کی شخصیت کو نکھار اکر دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مقدس جماعت کی تنقیص کے وقت کڑھنا اور اس کے سدباب کی کوشش کرنا ان کی سرشت بن چکا تھا، تحریک مدح صحابہؓ کی جدوجہد کے لئے وہ اپنی صحت، کاروبار سب کچھ حتی کہ بالآخر ایک جان جو باقی تھی وہ بھی مشن پر وار چکے تھے، انہوں نے حقیقی معنوں میں تحریک کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا تھا۔

محمود الحسن شہید ان خوش نصیب لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے مولانا محمد اعظم طارق شہید سے خصوصی فیضان حاصل کیا اور ان کی خصوصی تربیت نے انہیں ہیرے جواہرات کی

CamScanner

طرح چمکا کر کندن بنا دیا تھا، وہ بنیادی طور پر چھوٹے سے کاروبار کے مالک تھے مگر اس کاروبار کو بھی جماعت پر قربان کر چکے تھے لیکن ان کے پایہ استقلال میں ہرگز کمی نہیں آئی، سادگی کے پیکر محمود بھائی چھوٹوں کی تربیت انتہائی شفقت سے فرماتے اور بڑوں کی عزت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے، یہی وجہ ہے کہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک ان کی فکر انگیز گفتگو کو توجہ سے سنتا اور ان کے مشوروں اور قیمتی تجاویز کو جماعتی ترقی کے لئے لائحہ عمل بناتا۔

محمود بھائی کی مثال بنیاد کے اس پتھر کی تھی جو نظر تو نہیں آتا مگر پوری عمارت اس پر کھڑی ہوتی ہے، وہ تحریک سے طویل وابستگی کے باوجود کبھی بھی اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرتے تھے، دوستوں اور ساتھیوں کے ایسے کام آتے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی، خصوصاً شہداء کے اہل خانہ کے دکھ سکھ میں شریک ہونا، ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنا، وظائف کی بروقت تقسیم کرنا اور اس کے لئے طویل سفر پیدل کرنا، یہ ان کی سیرت کے نمایاں پہلو ہیں۔ کراچی کے کسی بھی علاقے میں جماعتی پروگرام منعقد ہوتا محمود بھائی اس میں بھرپور طریقے سے شرکت فرماتے خود تو جاتے ہی تھے اپنے ساتھ کئی دوستوں کو بھی پروگرام کی اہمیت وفضیلت بتا کر ہمراہ لے جاتے۔

حضرت جھنگوی شہید کے اس باصفا مرید کو 11 جون 2010ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے گھر سے مسجد جاتے ہوئے گولیاں مار کر شہید کیا گیا، نماز عصر کے بعد مرکز اہلسنّت کے باہر مین روڈ پر نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد پاپوش نگر کے قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔ اللہ پاک ہمارے تمام شہداء کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

شہدائے گودھرا کالونی

زین العابدین شہید، حافظ شعیب شہید، محمد فیصل شہید،
سرفراز شہید، عبدالقادر شہید، محمد توفیق شہید

وہ 2009ء کے دسمبر کی 27 تاریخ تھی، ایک شمسی سال ختم ہونے جا رہا تھا، راقم گودھرا کالونی ''شانِ فاروق اعظم کانفرنس'' میں بطور مقرر تھا، صحابہؓ کے غلاموں کا ایک جم غفیر تھا، جو جذبوں کا تلاطم لئے رحمانیہ مسجد میں فلک شگاف نعروں سے اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کر رہا تھا۔ نثار، فیصل، سرفراز، زین العابدین سب ہی موجود تھے اور آج پھر دسمبر کا مہینہ اور اس کی 25 تاریخ ہے مگر شمسی سال 2015ء کا ہے، 2009ء سے 2015ء تک ان چھ سالوں میں وقتاً فو قتاً گودھرا کالونی سے شہادتوں کی اطلاع آتی رہی، کبھی نثار و فیصل کی تو کبھی سرفراز اور عبدالقادر کی، کسی چوک پر توفیق اور سرفراز نے اپنا خون عظمت صحابہؓ کے لئے قربان کیا تو کہیں طاہر، اقبال اور دوسرے شہداء اپنے ورثاء کو سوگوار چھوڑ کر چلے گئے، ایک درجن کے قریب شہادتیں، درجنوں گرفتاریاں، دھمکیاں، تشدد اپنوں کے زخم یہ سب کچھ سہنے کے بعد تو گودھرا کالونی میں عظمت صحابہؓ کے نعرے لگانے والے معدودے چند ہی رہ گئے ہوں گے، انہی سوچوں میں گم تھا کہ گاڑی دارالعلوم رحمانیہ کی حدود میں آ رکی، جن کی نظر پڑی انہوں نے مصافحہ کیا اور آگے بڑھ کر استقبال تھوڑی دیر بعد دارالعلوم کے متصل رحمانیہ مسجد لے جایا گیا جہاں ''نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم وشہدائے اسلام کانفرنس'' کے خوبصورت عنوان سے پروگرام انعقاد پذیر تھا جیسے ہی مسجد کی حدود میں داخل ہوا، ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا یہ کیا؟ وہی 2009ء کی طرح ایمانی جذبات سے لبریز مجمع وہی نعرے وہی جذبے، مسجد میں تل دھرنے کی بمشکل جگہ نظر آ رہی تھی، کچھ چہرے پرانے تو کچھ نو وارد نظر آ رہے تھے مگر ہر ایک

CamScanner

کے چہرے پر مشن، نظریئے اور کاز سے جذباتی لگاؤ نے ایک مرتبہ پھر اس نکتے کی تجدید پر مجبور کر دیا کہ شخصیات کے جانے سے مشن ختم نہیں ہوا کرتا بلکہ نظریئے کو اور تقویت ملتی ہے بلکہ شہید کے خون سے تو اللہ پاک اس کے وارث پیدا کر دیتے ہیں، بے شک نثار موجود نہیں تھا مگر اس کا بھائی اس کے مشن کا وارث بن کر آیا ہوا تھا، زین العابدین یقیناً نظروں سے اوجھل تھا مگر اس کا چھوٹا بھائی اسی کی غیرت ایمانی لے کر ہم جیسے کمزوروں کو بزدلی چھوڑ دینے کا سبق دے رہا تھا۔ حالیہ بلدیاتی الیکشن میں متاثر کن کارکردگی دکھانے والے اور ہزاروں ووٹ لے کر دشمنانِ صحابہؓ کی نیندیں حرام کر دینے والے اہلسنت والجماعت کے مقامی ذمے دار بھائی عبدالغفار کی خوبصورت اور خوب سیرت شخصیت بھی ان کی پوری کابینہ اور ٹیم کے ہمراہ اس بات کا واضح پیغام دے رہی تھی کہ ہمارے دوستوں کو ہم سے جدا کرنے والوں کی یہ بھول تھی کہ ان کو ہم سے چھین کر ہمیں مشن حق نواز سے برگشتہ کر دیا جائے گا نہ نہ ہمارا صاف اعلان ہے صحابہؓ کے غلام تھے، صحابہ کے غلام ہیں اور جب تک جسم میں خون کا آخری قطرہ باقی ہے ان شاء اللہ صحابہؓ کی غلامی کرتے رہیں گے۔

آئندہ سطور میں ہم گودھرا کالونی کے شہداء میں سے چند کا تذکرہ ''اہلسنت'' کے قارئین کے لئے کر رہے ہیں۔

زین العابدین شہید:

25 دسمبر 2015ء کو گودھرا کالونی میں منعقد ہونے والی ''نبی رحمتؐ و شہدائے اسلام کانفرنس'' بھائی زین العابدین کی یاد میں منعقد تھی جس سے ابن قائد حضرت علامہ ریحان محمود ضیاء فاروقی مدظلہ، برادر عزیز مفتی کلیم اللہ حیدری کے علاوہ راقم الحروف نے بھی گفتگو کی، زین العابدین کو 25 دسمبر 2012ء کو اس وقت شہید کیا گیا جب وہ قائد اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی حفظہ اللہ پر گلشن اقبال میں ہونے والے حملے کے خلاف سراپا احتجاج تھے، انہیں نہتا پا کر بدطینت پولیس نے بدترین تشدد کا نشانہ بنا کر بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا تھا۔

زین العابدین شہید اہلسنت والجماعت گودھرا کالونی الیون جی یونٹ کے نائب صدر چہارم تھے، غیر شادی شدہ تھے، عنقریب رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والے تھے تاہم شاید

CamScanner

قدرت کو ان کی شادی دنیا کی عورت نہیں بلکہ جنت کی حور سے منظور تھی، اسی لئے عین شباب کے عالم میں ان کی جان کو عظمت اصحاب رسولؐ پر نچھاور کروا کے ان کا بیاہ جنت کی حور سے کر دیا گیا، وہ ایک پاکباز، جانثار اور مخلص نظریاتی کارکن تھے جن کی زندگی کے شب و روز اصحاب رسول کے دفاع کے لئے وقف تھے یہی وجہ ہے کہ وہ ذاتی کاموں کو بہت کم اور جماعتی کاموں کو بہت زیادہ وقت دیا کرتے تھے، ان کا یہی کہنا تھا کہ یہ مختصری زندگی ایک بار ہی ملی ہے اگر اسے غفلت میں گزار کر قبر میں چلے گئے تو ہمیشہ ہمیشہ کی ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر اس کو اپنے رب کی مرضیات کے مطابق بسر کر کے رب کے دین، اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور آقا کے یاروں کے دفاع میں گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے تو اس میں ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی کی ضمانت ہے، وہ خود بھی اور اپنے ملنے جلنے والوں کو اسی نظریئے کی دعوت دیا کرتے تھے۔

زین العابدین شہید ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے، اس کا اندازہ ان کی یاد میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں ان کے حلقہ احباب سے ملاقات کے وقت ہوا، ہر ایک ان کی مسحور کن شخصیت کے سحر میں گرفتار اور ان کے اخلاق، ایثار اور ایمانی غیرت سے رطب اللسان نظر آیا جو یقیناً غلامانِ صحابہؓ کے لئے قابل تقلید مثال ہے کہ ہمارے لئے صرف اتنا کافی نہیں کہ ہم اپنی جانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس پر قربان کر دیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارا کردار، اخلاق اور ہماری زندگی ایسی ہو جو دوسروں کے لئے متاثر کن اور قابل تقلید ہو۔ اللہ رب العزت زین العابدین کی شہادت کو اعلیٰ درجے میں قبول فرما کر مشن کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔

حافظ شعیب شہید:

درمیانہ قد، خوبصورت چہرہ اور دبلے جسم کے مالک حافظ شعیب شہید کا تعلق گودھرا برادری اور رہائش نیو کراچی الیون ایف کی تھی، اللہ رب العزت نے کم عمری میں ہی حفظ قرآن کی عظیم دولت سے نواز دیا تھا جبکہ اس کے ساتھ عشق رسالت اور محبت صحابہ جیسی لازوال نعمت سے بھی وہ مالا مال تھے، بائیس سالہ حافظ شعیب شرافت، اخوت، حیا، ہمدردی اور تقویٰ کے

CamScanner

پیکر اور اعلیٰ نمونہ تھے۔ والد کے کاروبار میں ہاتھ بٹانا اور پھر عظمت رسولؐ ودفاع صحابہؓ کے لئے تنظیمی سرگرمیوں میں شریک ہونا ان کا روزمرہ کا معمول تھا، ان کی دینی غیرت وحمیت اور پرخلوص دعوت کے ذریعے علاقے کے کئی نوجوان طلبہ بھی مقدس تحریک کا حصہ بن گئے تھے جو آج بھی جماعتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ وہ اپنی مختصر سی زندگی میں بہت اور بہت کام کر گئے۔ 27 دسمبر 2010ء کو اپنے والد کی دکان پر بیٹھے تھے کہ اقلیتی ٹولے کے درندہ صفت دہشت گردوں نے انہیں گولیاں مار کر بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ بوقت شہادت زبان پر کلمہ طیبہ اور آیت الکرسی کا ورد جاری تھا جوان کے حسن خاتمہ کی واضح دلیل ہے۔ اللہ پاک ان کی قبر پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

فیصل شہید:

خوبصورت چہرہ، خوب سیرت کردار، ملنسار، بااخلاق، دینی غیرت وحمیت سے سرشار فیصل شہید کا تعلق بھی گودھرا کالونی سے تھا، قدرت نے مہمان نوازی کا وصف ان میں کوٹ کر بھر دیا تھا، یہی وجہ ہے کہ جو بھی ان کا مہمان بنتا اس کی مہمان نوازی میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے، وہ گفتگو بھی بڑے خوبصورت انداز میں کیا کرتے تھے۔ بنیادی طور پر وہ الیکٹریشن کے پیشے سے منسلک تھے مگر اکثر کہا کرتے تھے کہ میں روزگار کے سلسلے میں تھوڑی دیر ہی کام کرتا ہوں مگر مشن جھنگویؒ سے وابستگی کی برکت سے اللہ پاک میرے کام میں بے حد برکتیں پیدا کر دیتے ہیں اور گھر کے اخراجات بحسن وخوبی پورے ہو جاتے ہیں۔

30 جون 2011ء کو دہشت گردوں نے انہیں بے دردی کے ساتھ گولیاں مار کر شہید کر دیا، انہوں نے سوگواروں میں بوڑھے بیمار باپ، 2 بیٹیوں اور ایک بیٹے واہلیہ کو چھوڑا۔ اللہ پاک ان کی اس قربانی کو قبول فرما کر مشن کی ترویج واشاعت کا ذریعہ بنائے۔

سرفراز شہید:

فیصل شہید کی شہادت کی اطلاع جنگل میں آگ کی طرح آناً فاناً پورے شہر میں پھیل چکی تھی۔ بڑی تعداد میں لوگ گودھرا کالونی کا رخ کر رہے تھے، خونخوار درندے ایک جان

CS CamScanner

لے کر بھی چین سے نہیں بیٹھے تھے چنانچہ انہوں نے اہلسنت عوام کو مزید اشتعال میں لانے کے لئے جنازے کے شرکاء پر بھی اندھا دھند فائرنگ کردی جس سے کئی مسلمان زخمی اور سرفراز شہید ہوگئے۔ اس قدر بربریت کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی جس کا اظہار سبائی نسل ٹولے کی طرف سے کیا گیا۔ بوقت شہادت سرفراز 26 سال کے کڑیل نوجوان تھے اور تحریک ناموس صحابہؓ سے وابستگی کو بمشکل تین ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ انہوں نے جام شہادت پی لیا، گویا کہ صحابی رسولؐ حضرت اصیرم رضی اللہ عنہ کی طرح عمل قلیل واجر کثیر کا مصداق بن کر اس دار فانی سے رخصت ہوکر خلد بریں کے مکین بن گئے۔ انہوں نے ورثاء میں بوڑھے والدین، بہن بھائی کے علاوہ بیوہ اور ایک بچے کو سوگوار چھوڑا۔

عبدالقادر شہید، توفیق شہید:

2009ء سے جو دہشت گردی کا عفریت بے قابو ہوا تھا وہ تا حال قابو میں نہیں آیا تھا، ہدفی قتل وغارت گری کا سلسلہ زور وشور سے جاری تھا بالخصوص اقلیتی ٹولے کے خونخوار درندے مسلسل اپنی درندگی کا مظاہرہ کررہے تھے۔ اہلسنت والجماعت کے بے گناہ، معصوم اور نہتے نوجوانوں کو مسلسل دہشت گردی کا نشانہ بنا کر ملک ووطن سے باغی کرنے اور مسلح جدوجہد پر مجبور کرنے کی ناکام کوشش کی جاری تھی مگر قربان جایئے قائدین اہلسنت کی پرامن اور محب وطن قیادت پر جو ہمیشہ سے اپنے کارکنوں کو امن وامان پر مبنی پالیسی اور صبر واستقامت کا درس دیتی رہی اور آج تک دے رہی ہے تاہم دوسری طرف اس پرامن پالیسی کو بزدلی سمجھ کر ایک تسلسل کے ساتھ اہلسنت کارکنان کو ہدفی قتل کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ گودھرا کالونی سے تعلق رکھنے والے عبدالقادر شہید کو محمد توفیق شہید کو بھی ایرانی النسل دہشت گردوں نے ایک منظم سازش اور گہرے منصوبے کے تحت اپنے ناپاک عزائم کا نشانہ بنایا اوّل الذکر عبدالقادر بھائی کا یوم شہادت 21 جون 2011ء جبکہ ثانی الذکر محمد توفیق کا یوم شہادت 17 اگست 2011 ہے۔

اللہ پاک ان تمام شہدائے گودھرا کی لازوال قربانیوں کو اعلیٰ درجے میں قبول فرمائے اور یقیناً میرے رب نے ان کے خون کو شرف قبولیت بخشا ہے جب ہی تو پے در پے شہادتوں کے بعد مشن اور نظریے کو مسلسل فروغ مل رہا ہے، حالیہ بلدیاتی الیکشن اور سابقہ صوبائی الیکشن

CamScanner

میں صحابہؓ کے غلاموں عبدالغفار اور محمد انور کا ہزاروں ووٹ حاصل کر لینا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ شہداء کا خون رنگ لا رہا ہے اور ان کی قربانیوں کو دیکھ کر لوگ جوق در جوق قافلہ حقہ میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں اور ایک وقت انشاءاللہ ضرور آئے گا کہ ان شہداء کے پاک خون کی برکت سے اس ملک میں خلفائے راشدین کا پاکیزہ نظام نافذ ہوگا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

شہدائے یوم آزادی

1994ء، 1996ء

اللہ رب العزت کی عظیم نعمتوں میں سے ایک آزادی کی نعمت بھی ہے جس کی قدر و قیمت کسی غلام سے معلوم کی جاسکتی ہے، دنیا کی ہر نعمت اپنے پیچھے ایک قربانی رکھتی ہے جس قدر بڑی نعمت ہو اس کے لئے اسی قدر بڑی قربانی کا ہونا بھی ناگزیر ہے۔

دنیا کے نقشے پر ملک پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جو اللہ تعالیٰ نے لاکھوں افراد کی جانی، مالی قربانیوں کے صدقے عطا فرمایا جس میں اکابر اہلسنّت و مشائخ اہلسنّت نے بھرپور کردار ادا کیا جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد کراچی اور مشرقی پاکستان میں سب سے پہلے پرچم کشائی کی سعادت اہلسنّت کے دو فرزندوں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور شیخ المحدثین علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں ہوئی۔

پاکستان کا قیام کسی ایئر کنڈیشنر کمرے کی مشاورت کے نتیجے میں نہیں ہوا بلکہ پاکستان کے قیام کی طویل تاریخ ہے۔

1857ء کی جنگ آزادی سے جو حریت کا ولولہ اجاگر ہوا، اس نے بالاکوٹ کے معرکے میں ایک نئی روح پھونکی، پھر مسلمانانِ ہند نے قیام پاکستان کے بنیان مرصوص بن کر جو کاوشیں کیں اسی کے نتیجے میں دنیا کے نقشے پر پہلا اسلامی ملک پاکستان معرض وجود میں آیا۔

قارئین کرام! پاکستان اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، جو مادی وسائل سے بھی مالا مال ہے اور ارضی و سماوی اعتبار سے بھی دنیا کے اہم ترین علاقے میں واقع ہے، ہم اس نعمت کو نعمت سمجھیں، اس کی قدر کریں اور ٹوٹ کر اس سے محبت کریں، ویسے بھی وطن کی محبت کو حدیث شریف میں ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اہلسنّت والجماعت ایک محب وطن مذہبی تنظیم ہے، جو دفاع صحابہؓ کے فریضے کے ساتھ

CamScanner

ساتھ دفاع پاکستان کو بھی اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ 23 مارچ یوم قرارداد پاکستان ہو یا 6 ستمبر یوم دفاع پاکستان یا پھر 14 راگست یوم آزادی پاکستان ان تمام ایام کو اہلسنت والجماعت ایک قومی اور ملی جوش و جذبے کے ساتھ مناتی ہے، ان ایام میں عوام اہلسنت میں شعور وآگہی کو بیدار کرنے کے لئے مختلف قسم کی ریلیاں، سیمینارز اور دیگر عوامی پروگرامات منعقد کرتی ہے۔

14 راگست 1994ء کا یوم آزادی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غلاموں کے لئے شہادتوں کا سورج لے کر طلوع ہوا، بے نظیر حکومت نے قومی اسمبلی کے سامنے گرینڈ شو کی تقریب کا اہتمام کیا جو بے حیائی، عریانی، فحاشی اور مادر پدر آزاد ہو کر غل غپاڑہ مچانے کی ایک بدبودار تقریب تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں، جب یہ تقریب اپنے عروج پر تھی اور وزیر اعظم اسٹیج پر براجمان، تو آسمان سے ایسا بادل اٹھا کہ جس نے زوردار بارش سے نہ صرف پوری تقریب کو الٹ دیا بلکہ وزیر اعظم صاحبہ کے میک اپ کو دھو کر ان کا اصلی چہرہ قوم کو اس طرح دکھایا کہ قوم تو قوم خود زرداری صاحب اور ان کے بچوں نے اپنی "ماما" کو پہچاننے سے انکار کر دیا جبکہ حیران کن بات یہ تھی کہ تقریب سے ہٹ کر ایک فرلانگ کے فاصلے پر بارش کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

ایک طرف اسلام آباد میں جشن آزادی اس طرح منایا جا رہا تھا، دوسری طرف کراچی میں اہلسنت کی ایک بڑی ریلی جب صدر سے واپس مرکز اہلسنت ناگن چورنگی کی طرف رواں دواں تھی تو اس دوران انچولی کے قریب گھات لگائے ایرانی النسل تکفیری گروہ نے نہتے اور محب وطن ریلی کے شرکاء پر اندھادھند فائرنگ کر دی، جیسے تیسے ساتھی جانیں بچا کر مرکز پہنچے تو حکومت کی طرف سے متعین نیم فوجی دستوں نے باقاعدہ مورچہ بند ہو کر مسجد میں موجود کارکنوں پر بے تحاشا فائرنگ کر دی جس سے موقع پر تین نوجوانوں عبدالستار، صلاح الدین حرم، عبدالغفور نے تڑپ تڑپ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

ظلم کی یہ روئیداد اسی پر بس نہیں ہو جاتی بلکہ ظلم بالائے ظلم اس وقت ہوتا ہے کہ جن زخم خوردہ، پریشان اور غمزدہ کارکنوں کو ان کے قائد مولانا محمد اعظم طارق پرامن رہنے، تسلی دینے

CS CamScanner

کے لئے اور شہداء کے جنازوں میں شرکت کے ساتھ اہل خانہ کو صبر و استقامت کی تلقین کرنے کے لئے فیصل آباد سے کراچی پہنچتے ہیں تو انٹر نیشنل ایئر پورٹ پر یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے کہ آپ کے کراچی کے داخل ہونے پر پابندی ہے، جس سے غمزدہ کارکنوں کے غم و غصے میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی کہ حکمرانوں کے ایسے ناعاقبت اندیش فیصلے ہمیشہ جلتی پر تیل کا کام دیا کرتے ہیں اور جب پانی سر سے گذر جاتا ہے تو پھر کف افسوس مل کر یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ٹھیک کہتے تھے۔

اس واقعے کے اگلے روز 15 اگست مولانا محمد اعظم طارق شہید مسجد کے صحن میں شہید ہونے والے ساتھیوں کے خون آلود کپڑے، گولیوں کے سینکڑوں خول محفوظ کر کے قومی اسمبلی کے اجلاس میں لے گئے اور اسمبلی کے فورم پر آپ نے یہ سوال اٹھایا کہ مجھے بتایا جائے اس خون کا ذمہ دار کون ہے؟ اور میں کس کے خلاف مقدمہ درج کراؤں؟ کیا اسی کا نام آزادی ہے؟ جشن آزادی کے موقع پر قوم کو کیا یہی تحفہ دیا جاتا ہے، تقریر اس قدر دردناک اور پر جوش تھی کہ اسمبلی ممبران کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔

اس موقع پر وفاقی وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے واقعہ کی مذمت کرنے، شہداء کے اہل خانہ کو تسلی اور مولانا کو انصاف کی یقین دہانی کرانے کے بجائے یہ کہہ دیا کہ مولانا ڈرامہ کر رہے ہیں جس پر پوری اسمبلی شیم شیم کے نعروں سے گونج اٹھی اور مولانا نے بھی کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ تم بک بک کرتے ہو اور ٹائیں ٹائیں کرتے ہو۔ میں شہداء کے خون آلود کپڑے دکھا رہا ہوں اور تم اسے ڈرامہ قرار دیتے ہو۔ تم ابھی اس واقعہ کی ذمے داری قبول کرو پھر میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ انتقام کیسے لیا جاتا ہے۔

اسمبلی کی یہ تقریر ریکارڈنگ اور تحریری صورت میں آج بھی محفوظ ہے جسے سن کر اور پڑھ کر ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت جبل استقامت نے کس قدر جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا تھا۔

14 اگست 1996ء کا یوم آزادی بھی اہلسنت کارکنوں کے لئے شہادتوں کی نوید لے کر آیا، ہر سال کی طرح اس سال بھی جماعت کی طرف سے عظیم الشان اور شاندار ''یوم آزادی

CS CamScanner

ریلی'' کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کر کے وطن سے محبت کا ثبوت دیا، مرکزی قیادت کی گرفتاری کی وجہ سے ریلی کی قیادت کراچی ڈویژن کے مقامی رہنماؤں نے کی جس میں مختلف قائدین کے ولولہ انگیز بیانات ہوئے۔

کامیاب ریلی کا انعقاد سبائی نسل اقلیتی تکفیری ٹولے کو کسی بھی طرح برداشت نہ ہوا اور اس نے کامیاب ریلی کو سبوتاژ اور یوم آزادی کی خوشی کو اکارت کرنے کے لئے خون کی ہولی کھیلنے کا خطرناک منصوبہ بنایا، ریلی میں شریک اورنگی ٹاؤن کے کارکنوں کا قافلہ اپنے مقامی ذمہ دار مولانا عبدالستار قاسمی کی قیادت میں جانب منزل رواں دواں تھا کہ جمشید روڈ کے علاقے میں سوزوکی گاڑی پر چاروں طرف سے اندھادھند فائرنگ کر کے مولانا عبدالستار قاسمی سمیت 12 نوجوانوں عبدالشکور شہید، قاری موسیٰ شہید، حافظ یحییٰ شہید، شاہد علی شہید، عبدالکبیر شہید، زاہد صدیقی شہید، محمد یاسین شہید، محمد آصف شہید، محمد اکرم شہید، عبدالرقیب شہید، عمر زیب شہید کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) انشاء اللہ ان تمام شہداء کا تفصیلی تذکرہ آئندہ کسی کالم میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہدائے یوم آزادی کی قربانیوں کو قبول فرما کر ملک پاکستان کو امن وسکون کا گہوارہ بنائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

منظور خان شہید

ابراہیم مانا شہید، غیاث شہید، ندیم بابو شہید، عقیل احمد چوہان شہید

منظور خان شہید:

دراز قد، مضبوط جسامت، خوبصورت چہرہ، مضبوط عزائم، جہد مسلسل، استقامت و استقلال اور اس جیسی ان گنت ظاہری و باطنی خوبیوں سے مالا مال منظور خان شہید کراچی کے قدیمی اور فعال ترین ذمہ داران میں شامل تھے، آپ کا شماران خوش نصیب افراد میں ہوتا ہے جن کی تربیت جرنیل اسلام علامہ محمد اعظم طارق شہید کی خصوصی توجہات سے ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور کئی کئی افراد کا کام تھوڑے سے وقت میں پھرتی سے کرتے چلے جاتے تھے۔ فوجی آمر جنرل پرویز مشرف کی طرف سے جماعت پر لگائی جانے والی بلا جواز پابندی کے بعد جب کراچی کی قیادت پس دیوار زنداں تھی اس وقت جماعتی لگام کو مضبوطی سے تھام کر کراچی کے اضلاع، سیکٹرز اور یونٹوں کے ہنگامی دورے کر کے کارکنوں کو حوصلے دے کر ان کے عزائم کو جلا بخشنے والے منظور خان ہی تھے۔ نوے کی دہائی سے لے کر 2010ء تک ان بیس سالوں میں جماعت پر جیسے تیسے حالات آئے منظور خان نے نہ صرف تحریک سے وابستگی قائم رکھی بلکہ انتھک جدوجہد کرتے ہوئے ایک تاریخ رقم کی جو یقیناً آج کے کارکنوں کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

منظور بھائی بنیادی طور پر ایک نجی ادارے میں ملازم تھے لیکن اس کے باوجود وہ جماعتی کام کو اتنا ہی وقت دینے کی کوشش کرتے جتنا وہ اپنی ملازمت کو دیا کرتے تھے، ان کی جماعت سے قدیم وابستگی کی وجہ سے کراچی بھر کے کارکنان ان سے واقفیت رکھتے تھے جس کا واضح

CamScanner

اندازہ اس وقت ہوا جب وہ 2008ء میں دل کے دورے کے باعث ہسپتال میں زیر علاج تھے، عیادت کرنے والوں کا ایک تانتا بندھ گیا تھا جو اپنے محبوب ساتھی سے ملنے کے لئے بے چین نظر آ رہا تھا۔ منظور خان بلند کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے۔ ہر ایک سے بڑھ کر ملنا اور ان کو جماعتی مشن و نظریے کی دعوت دینا ان کا خاص وصف تھا، بالخصوص نئے دوستوں کی نظریاتی تربیت کرنا اور ان کو تحریک کے ساتھ چلنے کی دعوت دینا ان کا خاص مزاج تھا۔ جماعت سے طویل وابستگی کی وجہ سے وہ بہت سے تجربات اور مشاہدات کے حامل ہو چکے تھے جس کا اظہار وہ اپنے مشوروں اور آراء کے اظہار کے ذریعے کیا کرتے تھے، انہی تجربات و مشاہدات کی بنیاد پر ان کو اکثر تربیتی نشستوں میں مدعو کیا جانے لگا تھا اور وہ بڑے مختصر وقت میں انتہائی خوبصورت انداز میں کارکنوں کی تربیت فرمایا کرتے تھے۔

منظور خان شہید ایک دردمند دل رکھنے والے انسان تھے، جماعتی کوئی ساتھی پریشانی کا شکار ہوتا تو وہ حتی الوسع ان کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کرتے، اپنے بس میں ہوتا تو خود ورنہ کسی دوست کے ذریعہ متعلقہ ساتھی کی پریشانی کو دور کرتے، کسی جماعتی ورکر کے حوالے سے پتہ چلتا کہ وہ بے روزگار ہے تو اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے حتی المقدور بھاگ دوڑ کرتے، شہداء کے اہل خانہ کے لئے مستقل بنیاد پر وظائف کا انتظام کرتے اور خوشی و غمی کے مختلف اوقات میں ان کی خبر گیری کرتے رہتے، حتیٰ کہ دوسروں کے کام کاج کے لئے اپنا آرام بھی چھوڑ دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مسلسل بھاگ دوڑ، انتھک محنت اور جہد مسلسل کی وجہ سے ان کی صحت کافی خراب ہو چکی تھی جس کا واضح اندازہ اس وقت ہوا جب سن 2008ء میں اچانک ان کو دل کا دورہ لاحق ہوا اس اچانک ہارٹ اٹیک کے بعد آپ اکثر اپنی تکلیف کا اظہار بھی کیا کرتے تھے، تاہم جماعتی ذمہ داریوں سے کسی بھی طور پر پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ زندگی کے آخری ایام تک جماعتی کاز و نظریے کے فروغ کے لئے کوشاں رہے۔

17 اپریل 2010ء وہ اپنی ذاتی کار کی مرمت کروانے ڈالمیا روڈ مکینک کے پاس موجود تھے کہ درندہ صفت ایرانی النسل سبائی دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا، مرکز اہلسنت میں حضرت فاروقی صاحب مدظلہ کی اقتداء میں نماز جنازہ کی

CamScanner

ادائیگی کے بعد آپ کوڈالسیا کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ابراہیم مانا شہید:

درمیانہ قد، بھاری جسامت، مضبوط اعضاء، دراز زلفیں، سنت کے مطابق داڑھی اور اس پر مستزاد ایمانی غیرت اور جذبۂ عشق رسالتؐ ودفاع صحابہؓ کے حامل میمن کمیونٹی کراچی سے تعلق رکھنے والے ابراہیم مانا کا شمار شہر کراچی کے معروف ترین جماعتی ذمہ داران میں ہوا کرتا تھا۔ وہ کم عمری ہی سے مشن جھنگوی سے وابستہ ہو چکے تھے اور اپنا جینا مرنا اصحاب رسولؐ کی مقدس جماعت کے لئے وقف کر چکے تھے۔ تنظیمی امور میں ان کی دلچسپی کافی عروج پر ہوا کرتی تھی ان ہی محنت وکاوشوں کا صلہ ہے کہ آج میمن کمیونٹی کے سینکڑوں نوجوان قافلۂ حق نوازؒ میں شمولیت اختیار کر چکے ہیں۔

موسمیات کے علاقے میں ''فیضانِ نبوتؐ'' کے خوبصورت عنوان سے سالہا سال سے ہونے والی عظیم الشان کانفرنس ان کی ذاتی دلچسپی اور محنت وجدوجہد کا ثمرہ ہے۔ آپ کو قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی اور حضرت حیدری رحمہ اللہ بھی آپ کی اس محبت کی ذاتی طور پر قدر کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ نکاح کے موقع پر آپ نے بڑے اصرار اور اہتمام سے خصوصی طور پر قائد محترم کو دعوت دی تھی اور آپ نے تشریف لا کر ان کی خوشیوں کو دوبالا کر دیا تھا، ان کی تحریک دفاع صحابہؓ سے وابستگی اور علاقے میں بڑھتے ہوئے جماعتی رجحان کو دشمنان صحابہؓ نے کسی بھی طور پر برداشت نہ کیا۔ بالآخر 14 جون 2010ء کو ان کو ان کے گھر کے قریب دہشت گردوں نے بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا تھا۔ قائد اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی حفظ اللہ کی امامت میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد مواچھ گوٹھ کے قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

غیاث شہید:

لائنز ایریا سے تعلق رکھنے والے غیاث بھائی بھی صحابہ کرامؓ کا دفاع کرنے والوں میں سے ایک تھے، انہوں نے بھی اپنا مذہبی فرض منصبی سمجھتے ہوئے علاقے کے کئی نوجوانوں کو اپنی

CS CamScanner

پرخلوص نظریاتی دعوت کے ذریعے قافلہ حق نواز کا حصہ بنادیا تھا، شہر میں جاری بدنی قتل و غارت گری کا عفریت ان کو بھی کھا گیا۔ 6 ستمبر 2010ء ماہِ رمضان میں روزے کی حالت میں جب وہ اپنے بچوں کو اسکول چھوڑ کر آرہے تھے ظالموں نے ظلم و بربریت کی ایک اور تاریخ رقم کرتے ہوئے انہیں گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کردیا۔ بعدازاں قائد اہلسنت علامہ فاروقی حفظہ اللہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ندیم بابو شہید:

کراچی کے علاقے ملیر سے تعلق رکھنے والے ندیم بھائی تحریک کے ساتھ طویل عرصے تک وابستہ رہے، انہوں نے اپنے علاقے ملیر میں تحریک کے لئے قابل ذکر خدمات سرانجام دیں، لوگوں کو تحریک کے مقاصد اور اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے مولانا عبدالغفور ندیم رحمہ اللہ سمیت دیگر جید علماء و قائدین کے بیانات کا اہتمام کروا کر ملیر کے رہائشیوں کو تحریک کی اہمیت سے روشناس کروانے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا۔

ندیم بابو شہید نے دفاع صحابہؓ کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور دین کی خاطر پابند سلاسل رہنے والوں کی بھی خوب خبر گیری کی، چونکہ وہ بنیادی طور پر قانون کے شعبے سے وابستہ تھے، اس لئے کراچی بھر کے ساتھی اس حوالے سے ان سے مشاورت اور ان کی مدد حاصل کرتے اور ندیم بھائی بلا معاوضہ کھلے دل سے ذریعہ نجات سمجھتے ہوئے ان کے کام آتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آج بھی اپنے دوستوں اور متعلقین کے دلوں میں پہلے کی طرح زندہ ہیں۔ 22 اپریل 2011ء شارع فیصل کالونی گیٹ میکرو سینٹر کے قریب اپنے کام سے گھر آتے ہوئے ان کو دہشت گردوں نے اپنے ناپاک عزائم کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کردیا۔

عقیل احمد چوہان شہید:

ساجد شہید اور عبدالحفیظ شہید ان شہداء کا تذکرہ ہم اہلسنت کے ان ہی صفحات میں کرچکے ہیں، ان ہر دو شہیدوں کی شہادت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی، ان

CamScanner

کے جنازے میں شہر کراچی کے کونے کونے سے شرکت کے لئے اہلسنّت جوق در جوق پہنچ رہے تھے، دوسری طرف درندہ صفت گروہ کی سفاکیت ختم نہیں ہوئی تھی جنازہ میں شریک ہونے والے بےقصور عوام کو بھی بربریت کا نشانہ بنادیا گیا، جس کی زد میں آکر متعدد لوگ زخمی ہوئے، زخمی ہونے والوں میں عقیل چوہان بھی شامل تھے جو بعد ازاں شہید ہوگئے۔
19 جولائی 2011ء کا سورج مشن جھنگوی شہید کے ایک اور سپاہی کو اپنے ساتھ لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اللہ پاک ہمارے ان شہداء کے درجات بلند فرما کر ملک پاکستان میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم نظام خلافت راشدہ کے احیاء کے لئے قبول ومنظور فرمائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CamScanner

کاشف شہید، مولانا اصغر شہید
ہاشم شہید، زبیر شہید، نوید شہید، حافظ سفیر شاہ شہید

کاشف شہید:

دراز قد، باشرع چہرہ اور اس پر مستزاد بارعب شخصیت کے مالک بھائی کاشف کا تعلق نارتھ کراچی کے دینی و مذہبی گھرانے سے تھا، عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حب صحابہ رضی اللہ عنہ سے سرشار یہ تیس سالہ نوجوان تحریک ناموس صحابہؓ کا ایک بہترین ورکر تھا، ہر قسم کے کٹھن حالات میں ثابت قدمی کے ساتھ مشن کے ساتھ وابستہ رہے۔ وہ معاشی طور پر ادویہ کے کاروبار سے منسلک تھے، ان کا اپنا ذاتی میڈیکل اسٹور تھا آمدنی کا مخصوص حصہ گھر میں دینے کے بعد باقی رقم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ دوستوں کی مشکلات میں بڑھ چڑھ کر ساتھ دینا ان کا خاص وصف تھا، خوش اخلاقی اور ملنساری ایسی کہ کوئی بھی مسلمان ان سے ملتا تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

27 جون 2011ء رات ساڑھے گیارہ بجے وہ اپنی دکان سے لوٹ رہے تھے کہ پہلے سے گھات لگائے ایرانی النسل سبائی دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ کاشف شہید کو راستے سے ہٹا کر باطل سمجھا تھا کہ اہل حق کے قافلے کے اس سپاہی کو راستے سے ہٹا کر ہم کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کے جنازے پر ہزاروں کے مجمعے نے ان کے مشن پر مر مٹنے کا عہد کر کے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ کاشف بھائی کی شہادت کو اعلیٰ درجہ میں قبول فرمائے۔

CamScanner

مولانا اصغر شہید:

دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مولانا اصغر نہ صرف دین کی تعلیم سے منور تھے بلکہ اس کے مطابق عمل کو بھی سعادت جانتے تھے، یہی وجہ ہے کہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں وہ دفاع صحابہؓ کا فریضہ انجام دیتے، وہ اپنے علاقے خواجہ اجمیر نگری میں شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور شانِ صحابہ کے لئے ہونے والے پروگرامات میں آگے آگے ہوتے۔ لیکن دوسری طرف دشمنانِ اصحاب رسول کو دین اور صحابہؓ سے محبت رکھنے والوں سے جواز لی وابدی بیر ہے مولانا اصغر بھی اسی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ انہیں 7 فروری 2012ء مغرب کی نماز کے بعد سرجانی 4K چورنگی کے قریب سر میں تین گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

ہاشم شہید، زبیر شہید:

3 اپریل 2011ء لیاقت آباد بندھانی کالونی میں شہید ناموس صحابہؓ بھائی عبدالرحمٰن بندھانی شہید کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے عظیم الشان شہدائے ناموس صحابہؓ کانفرنس انعقاد پذیر تھی جس میں قائد اہلسنّت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ، قائد کراچی مناظر اسلام علامہ رب نواز حنفی مدظلہ کے خصوصی خطابات تھے۔ راقم الحروف بھی گفتگو کے لئے مدعو تھا، اپنی گفتگو سے فارغ ہو کر جلدی گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ واپسی گھر آ کر مطالعہ میں مصروف تھا کہ رات کافی تاخیر سے میسج موصول ہوا کہ جلسے سے واپسی پر ایرانی النسل سبائی ٹولے کے تربیت یافتہ دہشت گردوں نے جلسے سے واپس جانے والے سرجانی سیکٹر کے دو فعال اور متحرک کارکنان ہاشم اور زبیر کو گولیاں مار کر شدید زخمی کر دیا ہے۔ معاً برادر مفتی سعود الرحمٰن رحمہ اللہ کو کال کی تو جب تک ساتھیوں کی شہادت ہو چکی تھی، یہ دونوں ساتھی سرجانی ٹاؤن کے علاقے یوسف گوٹھ حلقہ باب الاسلام کے سینئر اور قدیم ترین کارکنوں میں سے تھے اور ان کی جوڑی بھی مثالی تھی۔ شہر میں جہاں کہیں بھی کوئی جماعتی جلسہ ہوتا یہ وہاں پہنچ کر اپنے ایمانی جذبات کی تسکین حاصل کرتے اور پھر وہاں سے ملے پروگرام اور کاز کے ذریعے سنی عوام کی نظریاتی تربیت کرتے۔ ان کی دعوت اور جدوجہد کے ذریعے اللہ رب العزت نے کئی

CS CamScanner

نوجوانوں کو مشن حق نواز سے وابستہ کر دیا تھا۔ ان نوجوانوں سے علاقے کی دینی ترقیات کے لئے کافی امیدیں وابستہ تھیں تاہم شہر میں جاری ہدفی قتل و غارت گری کا نشانہ ان کو بھی بنا دیا گیا چنانچہ 3 اپریل 2011ء کو یہ دو نوجوانوں نے عظمت صحابہ پر اپنی جان قربان کر کے اپنے لئے جنت اور اس کی نعمتوں کو مقدر کر دیا۔ اگلے روز نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد مقامی قبرستان میں ان کی تدفین کر دی گئی۔

نوید شہید:

24 جولائی 2011ء سرجانی ٹاؤن میں ظلم و بربریت کی تاریخ رقم کی گئی کہ جب دفاع صحابہ کی تحریک سے وابستہ نوید بھائی کو شہید کر دیا گیا، شہید نے اپنی زندگی دین متین کی سربلندی کے لئے وقف کر رکھی تھی اور پھر دین ہی کی خاطر اپنی جان اللہ کے حضور پیش کر دی۔

حافظ سفیر شاہ شہید:

26 فروری 2010ء سالانہ خاتم المعصومین کانفرنس زندگی بھر یاد رہے گی کیونکہ اس جلسے سے واپسی پر شاہ فیصل میں ہمارے قافلے پر بھی فائرنگ کی گئی تھی مگر تیز رفتاری کی وجہ سے کوئی جانی نقصان نہ ہوا اور ہم بحفاظت نکل گئے تاہم پیچھے کچھ دیر کے بعد آنے والے مزید قافلوں پر نام نہاد سنی عاشقانِ رسول نے اندھادھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں جامعہ صدیقیہ ناتھا خان کے طالب علم حافظ قرآن اور طلبہ ونگ کے ذمہ دار حافظ قرآن گولیاں لگنے سے شہید ہو گئے۔ بعد ازاں ان کی میت آبائی گاؤں روانہ کر دی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

محمد عثمان شہید (میر پور خاص)

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ......جس جماعت کے بانی کا لقب ہی امیر عزیمت ہو تو وہ جماعت بھی اہل عزیمت ہی ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو شخص یا جماعت اپنے رب کی جتنی مقرب ہو اس پر آزمائشیں بھی اسی قدر زیادہ ہوں گی، آپ دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو دین کی خاطر بہت ستایا گیا تاہم مجال تھی کہ پایۂ استقلال میں کوئی لغزش آجاتی۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بھی جو لوگ کامیاب گزرے ہیں وہ بھی بہت سی آزمائشوں اور تکلیفوں میں ڈالے گئے، ہم جب بھی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات پڑھتے ہیں، امت مسلمہ کے بڑے فقہاء، محدثین اور ائمہ کے حالات پڑھتے ہیں تو آزمائشوں اور تکلیفوں کی عجیب عجیب داستانیں سامنے آتی ہیں مگر ان کامیاب لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو کسی آزمائش میں پڑ کر اپنے راستے سے ہٹا ہو یا اس نے اپنے برحق مؤقف کو تبدیل کیا ہو۔

اندرون سندھ کا شہر میر پور خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے غلاموں، جھنگوی کے پروانوں اور اہل عزیمت لوگوں کا شہر ہے۔ راقم الحروف میر پور خاص اور اس کے گردونواح کھپرو، میر واہ، جھڈو، کوٹ غلام محمد اور دیگر علاقوں میں کئی دفعہ تقاریر کے لئے مدعو کیا گیا، وہاں کے نوجوانوں میں مشن جھنگوی پر مر مٹنے کا جذبہ نظر آیا اور وہ اپنے قائد حافظ عطاء اللہ حیدری حفظہ اللہ کے ہر حکم پر صدائے لبیک لگاتے ہوئے نظر آئے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ایام ہائے وفات وشہادت ہوں یا غیر قانونی ماتمی تبرائی جلوسوں کا مسئلہ، قائدین کی شہادت پر احتجاج کا معاملہ ہو یا مرکزی وصوبائی جماعت کی طرف سے ایمرجنسی کال، ہر معاملے اور مرحلے پر جماعتی پالیسی کو فالو کرنے پر سر فہرست ضلع میر پور خاص آپ کو نظر آئے گا۔

شہید حرمین مفتی سعود الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے کچھ دنوں بعد میر پور خاص پہلی

CS CamScanner

مرتبہ حاضری کا موقع ملا تھا، جو ساتھی بس اڈے سے وصول کرنے آئے اُن کے چہرے آج تک دماغ کی میموری میں محفوظ ہیں، ان ہی نوجوانوں میں ایک باوفا اور جانثار، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کا پہرے دار اور اہلبیت عظامؓ کے تقدس کا چوکیدار محمد عثمان عرف میجر بھی تھا۔ اس پہلی ملاقات میں مختصر تعارف ہوا، تاہم ان کی سادگی مگر اپنے نظریہ سے دیوانگی دیکھ کر یہ گمان یقین میں تبدیل ہوگیا کہ جس جماعت کے ورکر اس قدر اولوالعزم ہوں مشن اور نظریہ پر اس قدر فنا ہوں اسے دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کرسکتی۔

وہ پہلی اور آخری ملاقات تھی جو مختصر تعارف سے آگے نہ بڑھ سکی، کچھ مہینوں بعد اطلاع ملی کہ پیغمبر انقلاب کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں ورک کرنے والے اہلسنت کے نہتے کارکنوں پر ایک لسانی تنظیم کے مسلح دہشت گردوں نے حملہ کیا ہے جس سے اہلسنت والجماعت کے مقامی انتہائی فعال اور متحرک ذمہ دار محمد عثمان عرف میجر جام شہادت نوش کرچکے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محمد عثمان عرف میجر ولد عبدالرحیم میرپورخاص کے علاقے ہیرآباد عزیز آباد کے رہائشی تھے۔ یکم جنوری 1974ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی ناظرہ قرآن پاک بیت المکرم مسجد سے حاصل کی جبکہ مڈل ڈان اسکول سے کیا۔ 1995ء میں جماعت میں شمولیت اختیار کی، کچھ ہی عرصے میں کارکن سے ذمہ دار تک کا سفر طے کرلیا اور اپنی جماعتی زندگی میں مختلف اوقات میں یونٹ نائب صدر، صدر اور تحصیل کے نائب صدر کے عہدوں پر کام کیا، آپ کا ذریعہ معاش قائدین کی سی ڈیز، جماعتی پرچم، اسٹیکرز اور جماعتی اشیاء فروخت کرنا تھا، گویا کہ ذریعہ معاش بھی وہ پسند کیا جس میں اپنی ذات سے زیادہ جماعت کا نفع مضمر تھا۔

انتہائی سادہ، ملنسار، فنافی المشن محمد عثمان عرف میجر میرپورخاص کی جماعت کا قیمتی سرمایہ تھے اور قیادت کے حکم پر اندھی تقلید کرنے والے تھے، دن ہو یا رات، سردی ہو یا گرمی جماعتی کاز اور نظریہ پر مرمٹنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔ راقم الحروف کو میرپورخاص کے ایک ساتھی نے بتایا کہ محمد عثمان کی چاہت، مقبولیت اور محنت وجدوجہد ہمارے ہاں ایسی تھی جیسے کراچی میں مفتی سعود الرحمٰن شہید کی۔ وہ اپنے مشن سے انتہائی مخلص اور جماعت کو اپنی ذات

CS CamScanner

پر مقدم رکھنے والے تھے۔ شہادت والی رات وہ ایک شادی کی تقریب میں شریک تھے، معلوم ہوا کہ کالونی گراؤنڈ میں جلسے کی تیاری کے سلسلے میں جماعتی پرچم لگائے جارہے ہیں تو شادی کی تقریب ادھوری چھوڑ کر فوراً گراؤنڈ پہنچے اور چار پرچم اپنے ہاتھوں سے لگائے، پانچواں پرچم لگانے جارہے تھے کہ لسانی تنظیم کے دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

اگلے روز کالونی گراؤنڈ کے وسیع وعریض میدان میں ایک جم غفیر کی موجودگی مفتی مسعود احمد صاحب مدظلہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں جماعتی قائدین کے علاوہ مختلف سیاسی ومذہبی رہنماؤں سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ بعدازاں آپ کو مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ان کی شہادت کے اگلے سال غالباً 8 مئی 2013ء کو ان کی یاد میں منعقد ہونے والی نظام خلافت راشدہ کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا، جس جگہ کانفرنس منعقد تھی وہ پہلے کسی اور نام سے معروف تھی، تاہم اب اس جگہ کا نام ''عثمان شہید چوک'' رکھ دیا گیا تھا۔ عوام الناس کا ایک جم غفیر تھا جو اس کانفرنس میں شریک تھا اور اپنے محبوب ساتھی محمد عثمان شہید کو خراج تحسین پیش کررہا تھا۔ راقم نے بھی ان کی شہادت کو خراج تحسین پیش کیا اور ساتھ ساتھ علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کا یہ جملہ بھی عرض کیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ عثمان ختم ہوگیا، نہ نہ! بیج وقتی طور پر دفن ہوتا ہے پھر بڑھ کر نکلتا ہے، ایک عثمان شہید ہوا جو بیج بنا ہے بیج ان شاء اللہ اس کے پاک خون کے قطروں سے ہزاروں عثمان پیدا ہوں گے اور آنے والے سالوں نے بتایا بھی کہ عثمان شہید کے خون سے انقلاب آیا اور میرپورخاص میں جماعتی کام پہلے سے بڑھ کر پھیل چکا ہے اور دشمن یہ سوچنے پر مجبور ہوچکا ہے کہ کہیں عثمان کو شہید کرکے ہم نے غلطی تو نہیں کی؟

اللہ تعالیٰ عثمان شہید کی شہادت کو اعلیٰ درجات میں قبول فرما کر سنی انقلاب کی راہوں کو ہموار فرمائے اور مشن اور کاز کی ترویج کے لئے مزید قبول فرمائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق صحابہؓ را

محمد طیب شہید، مولانا عبدالقادر شہید

قاری ابراہیم شہید، محمد زاہد شہید (پشاور)، عبداللطیف شہید، خالد رضا فاروقی شہید، وصی الدین شیخ شہید، اختر حسین شہید، مولانا افتخار احمد شہید

شہید ناموسِ صحابہؓ محمد طیب شہید اہلسنّت والجماعت محمود آباد سیکٹر کے انچارج تھے، انتہائی متحرک اور فعال ورکر تھے، اپنی زندگی کے صبح وشام، لیل ونہار مشن جھنگویؒ کی ترویج کے لئے وقف کر چکے تھے، عظمت اصحاب رسولؐ بیان کرنے کی پاداش میں اسیر بھی ہوئے مگر ان کے پایۂ استقلال میں کسی قسم کی لغزش نہیں آئی، انہوں نے بہت تھوڑے وقت میں بہت زیادہ کام کیا، شہادت والے روز اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ قائد محترم علامہ غازی اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تھے پہلے سے گھات لگائے ظالموں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ان کو دیگر ساتھیوں سمیت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

مولانا عبدالقادر شہید:

کڑیل جوان، باصلاحیت وذی استعداد عالم دین، بارعب وحسین چہرہ، کبھی سر پر عمامہ سجائے اور کبھی مخصوص انداز سے رومال ڈالے ہوتے تھے، مولانا عبدالقادر شہید نے شہادت سے کچھ عرصہ قبل ہی ایک دینی ادارے سے سند فراغت حاصل کی تھی، تاہم انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو کسی پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں خرچ کرنے کے بجائے مشن حق نواز کے لئے وقف کر دیا تھا اور تھوڑے ہی عرصے میں ان کی محنت، جستجو اور لگن کو دیکھتے ہوئے بالائی ذمے داران نے سیکٹر کا جنرل سیکرٹری مقرر کر دیا تھا، انہوں نے اس عہدے کے ساتھ بھی وفا جاری رکھی اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنے سیکٹر کو کراچی ڈویژن کے نمایاں سیکٹروں میں مقام دلوا دیا۔

راقم الحروف کے ساتھ بھی کافی علیک سلیک تھی دو چار دفعہ اپنے سیکٹر میں گفتگو کے لئے

CS CamScanner

مدعو کیا تھا، آمد و رفت کا خوب خیال رکھتے اور کسی قسم کی پریشانی اور تکلیف آنے نہ دیتے، وہ بھی اس قافلۂ وفا میں شامل تھے جو حضرت فاروقی صاحب مدظلہٗ سے ملاقات کر کے واپس جارہا تھا گولیاں لگنے سے شدید زخمی ہوئے کچھ عرصہ ہسپتال میں زیر علاج رہے تاہم بعد میں جان امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت و ناموس پہ قربان کردی۔

قاری ابراھیم شھید:

شہدائے محمود آباد میں شامل ایک نام قاری ابراہیم شہید کا بھی ہے۔ ماشاء اللہ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ بہترین قاری بھی تھے، مشن جھنگوی شہید سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور اسی کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے تھے، اپنے ٹاؤن کے سیکرٹری اطلاعات تھے آپ کو بھی فاروقی صاحب مدظلہٗ سے ملاقات کر کے واپس جانے والے ساتھیوں کے ساتھ 9 مارچ 20014ء شام چار بجے ویٹا چورنگی کے قریب گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

محمد زاھد شھید (پشاور):

شہدائے ناموس صحابہؓ کے گمنام سپاہیوں میں ایک نام پشاور سے تعلق رکھنے والے سپاہی محمد زاہد شہید کا بھی ہے، 4 مارچ 2015ء کو اپنی دکان پر جارہے تھے کہ آغا کالونی وزیر باغ روڈ پر نامعلوم دہشت گردوں نے ان کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ بعدازاں مولانا اسماعیل درویش کی امامت میں نماز جنازہ ادا کر کے مقامی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔

عبداللطیف شھید:

اہلسنت والجماعت کی تاریخ میں شہدائے کراچی کا ایک نمایاں اور ممتاز مقام ہے، پھر کراچی کے شہداء میں ضلع سینٹرل اور نارتھ ناظم آباد کے شہداء اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ شہدائے نارتھ ناظم آباد میں شامل ایک نام عبداللطیف بھائی کا بھی ہے۔ 7 جنوری 2015ء کو وہ اپنی کریانہ کی دکان پر موجود تھے، انہیں گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔

خالد فاروقی شھید (کبیر والا):

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پروانوں میں شامل ایک نام خالد رضا فاروقی شہید کا بھی ہے، وہ انتہائی ملنسار، ہنس مکھ اور مشن پر وارفتگی کی حد تک قربان ہونے والے جانثاروں میں

CamScanner

سے تھے، ان کی زندگی کا مقصد اوراوّلین مقصد مدح صحابہؓ کو عام کرنا تھا اوراس کی پاداش میں ان کو جنوری 2015ء کے ابتدائی ایام میں گولیاں مارکرشہید کردیا گیا۔شہادت سے کچھ دن قبل ہی انہوں نے علاقے کے ایک چوک کو علی المرتضیٰ چوک سے موسوم کرکے وہاں بورڈ کی تنصیب کی تھی جس پر اہل تشیع برہم تھے، معلوم نہیں وہ کس طرح کے حب علی کا نعرہ لگانے والے لوگ تھے جو علی رضی اللہ عنہ کے نام کے بورڈ کی تنصیب پر سراپا احتجاج تھے۔خالد رضا فاروقی وہ بورڈ لگانے میں تو کامیاب ہوگئے مگر بعد میں ہدفی قاتلوں کے خطرناک گروہ کے سرغنوں نے ان کو گولیاں مارکرشہید کردیا۔

وصی الدین شیخ شہید:

علامہ عبدالغفور ندیم شہید کی والہانہ عشق صحابہؓ میں ڈوبی ہوئی تقاریر ین کر مشن جھنگوی شہید کا دیوانہ بننے والا وصی الدین شیخ کو بھی بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا۔وہ پہلے بھی علامہ عبدالغفور ندیم شہید پر ہونے والے جان لیوا قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہوئے تھے تاہم بعد میں صحت یاب ہوگئے تھے۔اس نئی ملنے والی زندگی کو انہوں نے مدح صحابہ تحریک کے لئے وقف کردیا تھا، اب چہرے پہ سنت سجائے وصی الدین شیخ پنج وقتہ نمازی، ایک متصلب نظریاتی کارکن کے روپ میں نظر آتے تھے، تھوڑے ہی عرصے میں نیوکراچی کے نمایاں ورکروں اور ذمے داروں میں ان کا شمار ہونے لگا۔شہادت سے کچھ ماہ قبل مرکز اہلسنّت میں منعقدہ پروگرام میں قائد اہلسنّت علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کے ہاتھوں حسن کارکردگی کا انعام بھی حاصل کیا تھا، وہ شہادت والے دن اپنے ذاتی رکشے پر سواری چھوڑنے جارہے تھے کہ نیوکراچی تھانے کی حدود میں ان کو گولیاں مارکرشہید کردیا گیا۔

اختر حسین شہید:

اورنگی ٹاؤن کراچی کے قدیمی اور گنجان آبادی والے علاقوں میں سے ایک ہے، یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جن میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان سب ہی شامل ہیں۔ہماری جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید، انجینئر الیاس زبیر شہید اور علامہ عبدالغفور ندیم شہید

جیسے سفید ریش بزرگ بھی شامل ہیں، ان ہی میں ایک گمنام بزرگ اختر حسین بھی شامل ہیں۔
2 فروری 2015ء کو وہ اپنی ذاتی دکان پر اپنے صاحبزادے کے ہمراہ موجود تھے کہ اہلسنّت والجماعت کے ان باپ بیٹے کارکنان پر گولیاں برسادی گئیں، دونوں کو فوری عباسی ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں 55 سالہ اختر حسین زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

مولانا افتخار احمد شہید:

2 فروری 2015ء پیر اور منگل کی درمیانی شب ٹارگٹ کلر شہر بھر میں دندناتے ہوئے باؤلے کتوں کی طرح اہلسنّت ورکروں کو چن چن کر شہید کر رہے تھے، تھوڑے ہی وقت میں نسیم خان، آصف تبسم اور اختر حسین کو ٹارگٹ کا نشانہ بنادیا گیا تھا، ان کا اگلا نشانہ تین ہٹی کے علاقے میں واقع نوری شاہ مزاری مسجد کے پیش امام، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کے استاذ اور شعبہ مدارس ومساجد رجسٹریشن کے جنرل سیکرٹری مولانا افتخار احمد شہید تھے، وہ نماز عشاء کی امامت کروانے کے بعد مسجد سے نکلے ہی تھے کہ ظالموں نے ایک بے گناہ جان اور لے لی۔ مولانا افتخار احمد اسی مسجد کے پیش امام تھے جہاں پہلے اہلسنّت والجماعت کے ذمے دار قاری شفیق الرحمٰن علوی شہید امام رہ چکے تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ صحابہؓ را

CS CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میری خواہش کی تکمیل

قائد ملت اسلامیہ علامہ محمد احمد لدھیانوی صاحب

ایک عرصہ سے میری خواہش تھی کہ شہدائے ناموس صحابہؓ واہلبیتؓ کے عنوان پر جو اس وقت ہزاروں کی تعداد میں ہیں جمع کیا جاتا تاکہ آنے والی نسلیں انہیں یاد رکھیں۔

مجھے انتہائی خوشی ہوئی 150 سے زائد شہداء کا تذکرہ ''پروانے صحابہؓ کے'' کے نام سے جمع کیا گیا اور یہ سعادت میرے عزیز ''ابن ظہیر کلیانوی'' کے حصے میں آئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

میری اگلی خواہش ہوگی کہ بقیہ شہدائے ناموس صحابہؓ واہلبیتؓ کو بھی اسی انداز میں جمع کیا جائے۔ آج ایسے موقع پر یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے کہ کراچی کے شہداء کی بیوگان اور ان کے بچے ایک جگہ پر جمع ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ شہداء ڈے کے موقع پر جلد ثانی بھی منظر عام پر آئے گی۔

(مولانا) محمد احمد لدھیانوی (مدظلہ العالی)

14-05-2017